قرآنی سائنس

حصّہ چہارم

پروفیسر ڈاکٹر
علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی
(ستارۂ امتیاز)

قرآنی سائنس

حصّہ چہارم

یکے از تصنیفات

پروفیسر ڈاکٹر

علّامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی

(ستارۂ امتیاز)

ISW
LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دانشگاہِ خانۂ حکمت پاکستان

INSTITUTE FOR SPIRITUAL WISDOM (I.S.W.) U.S.A.

www.monoreality.org

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISBN 190344046-7

Published by:
International Book House Gilgit

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	آغازِ کتاب	۱
۲		۳
۳	آئندہ امکانات، قسط:۱	۴
۴	آئندہ امکانات، قسط:۲	۵
۵	آئندہ امکانات، قسط:۳	۶
۶	آئندہ امکانات، قسط:۴	۷
۷	آئندہ امکانات، قسط:۵	۸
۸	آئندہ امکانات، قسط:۶	۹
۹	آئندہ امکانات، قسط:۷	۱۰
۱۰	آئندہ امکانات، قسط:۸	۱۱
۱۱	آئندہ امکانات، قسط:۹	۱۲
۱۲	آئندہ امکانات، قسط:۱۰	۱۳
۱۳	آئندہ امکانات، قسط:۱۱	۱۵
۱۴	آئندہ امکانات، قسط:۱۲	۱۶

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵	آئندہ امکانات، قسط: ۱۳	۱۷
۱۶	آئندہ امکانات، قسط: ۱۴	۱۸
۱۷	آئندہ امکانات، قسط: ۱۵	۱۹
۱۸	آئندہ امکانات، قسط: ۱۶	۲۰
۱۹	آئندہ امکانات، قسط: ۱۷	۲۱
۲۰	آئندہ امکانات، قسط: ۱۸	۲۲
۲۱	آئندہ امکانات، قسط: ۱۹	۲۴
۲۲	آئندہ امکانات، قسط: ۲۰	۲۵
۲۳	آئندہ امکانات، قسط: ۲۱	۲۶
۲۴	آئندہ امکانات، قسط: ۲۲	۲۷
۲۵	آئندہ امکانات، قسط: ۲۳	۲۸
۲۶	آئندہ امکانات، قسط: ۲۴	۳۰
۲۷	آئندہ امکانات، قسط: ۲۵	۳۱
۲۸	آئندہ امکانات، قسط: ۲۶	۳۲
۲۹	آئندہ امکانات، قسط: ۲۷	۳۴
۳۰	آئندہ امکانات، قسط: ۲۸	۳۵
۳۱	آئندہ امکانات، قسط: ۲۹	۳۶
۳۲	آئندہ امکانات، قسط: ۳۰	۳۷

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۳	آئندہ امکانات، قسط: ۳۱	۳۹
۳۴	آئندہ امکانات، قسط: ۳۲	۴۰
۳۵	آئندہ امکانات، قسط: ۳۳	۴۱
۳۶	آئندہ امکانات، قسط: ۳۴	۴۲
۳۷	آئندہ امکانات، قسط: ۳۵	۴۳
۳۸	آئندہ امکانات، قسط: ۳۶	۴۴
۳۹	آئندہ امکانات، قسط: ۳۷	۴۵
۴۰	آئندہ امکانات، قسط: ۳۸	۴۶
۴۱	آئندہ امکانات، قسط: ۳۹	۴۷
۴۲	آئندہ امکانات، قسط: ۴۰	۴۸
۴۳	آئندہ امکانات، قسط: ۴۱	۴۹
۴۴	آئندہ امکانات، قسط: ۴۲	۵۱
۴۵	آئندہ امکانات، قسط: ۴۳	۵۲
۴۶	آئندہ امکانات، قسط: ۴۴	۵۳
۴۷	آئندہ امکانات، قسط: ۴۵	۵۴
۴۸	آئندہ امکانات، قسط: ۴۶	۵۵
۴۹	آئندہ امکانات، قسط: ۴۷	۵۶
۵۰	نشانہائے امامِ زمانؑ "نظم"	۵۷

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۱	زمزمۂ خدمت "نظم"	۵۹
۵۲	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۱	۶۰
۵۳	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۲	۶۱
۵۴	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۳	۶۲
۵۵	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۴	۶۳
۵۶	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۵	۶۴
۵۷	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۶	۶۵
۵۸	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۷	۶۶
۵۹	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۸	۶۷
۶۰	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۹	۶۸
۶۱	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۱۰	۶۹
۶۲	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۱۱	۷۰
۶۳	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۱۲	۷۱
۶۴	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۱۳	۷۳
۶۵	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۱۴	۷۴
۶۶	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۱۵	۷۵
۶۷	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۱۶	۷۶
۶۸	کُل کاتنـاقی سوال، قسط: ۱۷	۷۷

ISW I.S. Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۹	کُل کائناتی سوال، قسط: ۱۸	۷۸
۷۰	کُل کائناتی سوال، قسط: ۱۹	۷۹
۷۱	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۰	۸۰
۷۲	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۱	۸۱
۷۳	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۲	۸۳
۷۴	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۳	۸۵
۷۵	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۴	۸۶
۷۶	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۵	۸۸
۷۷	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۶	۸۹
۷۸	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۷	۹۱
۷۹	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۸	۹۲
۸۰	کُل کائناتی سوال، قسط: ۲۹	۹۳
۸۱	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۰	۹۴
۸۲	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۱	۹۶
۸۳	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۲	۹۷
۸۴	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۳	۹۸
۸۵	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۴	۹۹
۸۶	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۵	۱۰۱

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۷	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۶	۱۰۲
۸۸	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۷	۱۰۳
۸۹	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۸	۱۰۴
۹۰	کُل کائناتی سوال، قسط: ۳۹	۱۰۵
۹۱	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۰	۱۰۶
۹۲	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۱	۱۰۷
۹۳	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۲	۱۰۹
۹۴	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۳	۱۱۱
۹۵	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۴	۱۱۳
۹۶	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۵	۱۱۵
۹۷	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۶	۱۱۷
۹۸	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۷	۱۱۹
۹۹	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۸	۱۲۱
۱۰۰	کُل کائناتی سوال، قسط: ۴۹	۱۲۲
۱۰۱	کُل کائناتی سوال، قسط: ۵۰	۱۲۴
۱۰۲	کُل کائناتی سوال، قسط: ۵۱	۱۲۵
۱۰۳	کُل کائناتی سوال، قسط: ۵۲	۱۲۶
۱۰۴	انسانی حقیقت کی جامعیت	۱۲۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۵	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۱	۱۲۹
۱۰۶	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۲	۱۳۰
۱۰۷	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۳	۱۳۲
۱۰۸	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۴	۱۳۴
۱۰۹	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۵	۱۳۶
۱۱۰	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۶	۱۳۸
۱۱۱	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۷	۱۴۰
۱۱۲	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۸	۱۴۲
۱۱۳	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۹	۱۴۴
۱۱۴	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۱۰	۱۴۵
۱۱۵	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۱۱	۱۴۷
۱۱۶	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۱۲	۱۴۹
۱۱۷	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۱۳	۱۵۱
۱۱۸	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۱۴	۱۵۳
۱۱۹	عالمِ عجائب وغرائب، قسط:۱۵	۱۵۵
۱۲۰	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط:۱	۱۵۷
۱۲۱	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط:۲	۱۵۹
۱۲۲	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط:۳	۱۶۱

ISW
I.S.
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۲۳	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۴	۱۶۳
۱۲۴	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۵	۱۶۴
۱۲۵	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۶	۱۶۶
۱۲۶	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۷	۱۶۸
۱۲۷	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۸	۱۷۰
۱۲۸	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۹	۱۷۲
۱۲۹	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۰	۱۷۳
۱۳۰	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۱	۱۷۴
۱۳۱	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۲	۱۷۶
۱۳۲	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۳	۱۷۸
۱۳۳	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۴	۱۸۰
۱۳۴	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۵	۱۸۲
۱۳۵	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۶	۱۸۳
۱۳۶	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۷	۱۸۵
۱۳۷	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۸	۱۸۷
۱۳۸	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۱۹	۱۸۹
۱۳۹	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۲۰	۱۹۰
۱۴۰	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۲۱	۱۹۱

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۱	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۲۲	۱۹۳
۱۴۲	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۲۳	۱۹۵
۱۴۳	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۲۴	۱۹۷
۱۴۴	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۲۵	۱۹۸
۱۴۵	آیۂ امامِ مبینؑ کی حکمت، قسط: ۲۶	۲۰۰
۱۴۶	کچھ پُرمغز باتیں	۲۰۲
۱۴۷	جواب اس سوال کا کہ "قرآن کیا ہے؟"	۲۰۴
۱۴۸	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱	۲۰۷
۱۴۹	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۲	۲۱۰
۱۵۰	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۳	۲۱۵
۱۵۱	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۴	۲۱۷
۱۵۲	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۵	۲۱۹
۱۵۳	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۶	۲۲۱
۱۵۴	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۷	۲۲۲
۱۵۵	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۸	۲۲۳
۱۵۶	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۹	۲۲۵
۱۵۷	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۰	۲۲۷
۱۵۸	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۱	۲۲۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۹	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۲	۲۳۰
۱۶۰	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۳	۲۳۲
۱۶۱	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۴	۲۳۵
۱۶۲	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۵	۲۳۶
۱۶۳	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۶	۲۴۰
۱۶۴	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۷	۲۴۶
۱۶۵	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۸	۲۴۸
۱۶۶	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۹	۲۴۹
۱۶۷	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۲۰	۲۵۱
۱۶۸	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۲۱	۲۵۹
۱۶۹	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۲۲	۲۶۰
۱۷۰	نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۲۳	۲۶۳
۱۷۱	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱	۲۶۷
۱۷۲	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲	۲۶۸
۱۷۳	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳	۲۶۹
۱۷۴	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۴	۲۷۰
۱۷۵	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۵	۲۷۱
۱۷۶	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۶	۲۷۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷۷	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۷	۲۷۳
۱۷۸	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۸	۲۷۴
۱۷۹	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۹	۲۷۵
۱۸۰	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۰	۲۷۶
۱۸۱	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۱	۲۷۷
۱۸۲	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۲	۲۷۸
۱۸۳	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۳	۲۷۹
۱۸۴	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۴	۲۸۱
۱۸۵	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۵	۲۸۲
۱۸۶	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۶	۲۸۳
۱۸۷	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۷	۲۸۵
۱۸۸	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۸	۲۸۶
۱۸۹	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۱۹	۲۸۷
۱۹۰	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۰	۲۸۹
۱۹۱	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۱	۲۹۰
۱۹۲	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۲	۲۹۱
۱۹۳	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۳	۲۹۲
۱۹۴	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۴	۲۹۳

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۹۵	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۵	۲۹۵
۱۹۶	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۶	۲۹۷
۱۹۷	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۷ (شارٹ کورس: ۱)	۲۹۸
۱۹۸	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۸ (شارٹ کورس: ۲)	۳۰۲
۱۹۹	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۲۹ (شارٹ کورس: ۳)	۳۰۷
۲۰۰	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۰ (شارٹ کورس: ۴)	۳۱۳
۲۰۱	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۱ (شارٹ کورس: ۵)	۳۱۸
۲۰۲	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۲ (شارٹ کورس: ۶)	۳۲۲
۲۰۳	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۳ (شارٹ کورس: ۷)	۳۲۵
۲۰۴	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۴ (شارٹ کورس: ۸)	۳۳۱
۲۰۵	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۵ (شارٹ کورس: ۹)	۳۳۷
۲۰۶	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۶ (شارٹ کورس: ۱۰)	۳۴۱
۲۰۷	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۷ (شارٹ کورس: ۱۱)	۳۴۸
۲۰۸	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۸ (شارٹ کورس: ۱۲)	۳۵۴
۲۰۹	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۳۹ (شارٹ کورس: ۱۳)	۳۵۸
۲۱۰	قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت، قسط: ۴۰ (شارٹ کورس: ۱۴)	۳۶۰
۲۱۱	روح شناسی اور رب شناسی، قسط: ۱	۳۶۵
۲۱۲	روح شناسی اور رب شناسی، قسط: ۲	۳۶۶

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۱۳	روح شناسی اور رب شناسی، قسط: ۳	۳۶۸
۲۱۴	عزیزانِ علمی کا ذکرِ جمیل	۳۷۰
۲۱۵	قرآنی حکمت = قرآنی سائنس روحانی حکمت = روحانی سائنس، قسط: ۱	۳۷۲
۲۱۶	قرآنی حکمت = قرآنی سائنس روحانی حکمت = روحانی سائنس، قسط: ۲	۳۷۴
۲۱۷	حبیبِ خدا ﷺ کس طرح رحمتِ عالم ہیں؟	۳۷۶
۲۱۸	ظہورِ محمدی کے لئے چالیس حدودِ دین	۳۷۸
۲۱۹	نعتِ حضرتِ سید الانبیاء والمرسلین صلعم	۳۷۹
۲۲۰	انڈیکس	۳۸۱

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آغازِ کتاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَوۡ اَنَّ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَۃٍ اَقۡلَامٌ وَّ الۡبَحۡرُ یَمُدُّہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ سَبۡعَۃُ اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ کَلِمٰتُ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۲۷:۳۱﴾۔

ترجمہ : زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیّا کریں تب بھی اللہ کی باتیں (لکھنے سے) ختم نہ ہوں گی، بے شک اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

سوال : آیا کلامِ الٰہی میں دینی احکام و ہدایات کے ساتھ ساتھ ایک خاص آسمانی سائنس بھی ہے؟

جواب : جی ہاں، کہتے ہیں کہ قرآنِ حکیم میں ستّر ہزار علوم ہیں، میرا خیال ہے کہ میں قرآنِ حکیم کے عاشقوں میں سے ہوں، لہٰذا یہ قول مجھے بہت پسند آیا اور حوالے کے ساتھ اپنے ایک مقالے میں درج کر لیا، پھر میری فکر و نظر آیۂ کریمۂ بالا میں جا کر ڈوب گئی اور نتیجے کے طور پر معلوم ہوا کہ قرآنی علوم ستّر ہزار سے بہت زیادہ ہیں، بلکہ بے شمار ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

مُلکِ قدیم یعنی دائمی بادشاہی کا مالک ہے، اس کی لازوال بادشاہی میں بیحدّ و بے حساب عوالمِ شخصی ہیں اور ہر عالمِ شخصی میں چند کلماتِ تامّات ہوتے ہیں، ہر کلمۂ تامّہ ایسا ہے کہ خدا اس میں ہر گونہ علوم کی کائنات کو سمیٹ کر رکھتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ الباسط بھی ہے اور القابض بھی، یعنی وہ جس طرح چیزوں کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی قدرت رکھتا ہے اسی طرح ان کو سمیٹ کر محدُود کرنے پر بھی قادر ہے۔

پس آیۂ مذکورۂ بالا میں خدائے علیم وحکیم کے جن کلمات کی تعریف آئی ہے وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے کلماتِ تامّات ہیں، جو انبیا و اولیا علیہم السّلام اور عُرفا کے عالمِ شخصی میں ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک میں بے پایان علم سمیٹا ہوا ہے آیۂ شریفہ میں آٹھ سمندر کے اشارہ سے ایسا لگتا ہے کہ عالمِ شخصی میں آٹھ کلماتِ تامّات ہیں۔

ن.ن (حُبّ علی) ہونزائی (ایس.آئی) ‏ املا از چیف ریکارڈ آفیسر
منگل ۴ دسمبر ۲۰۰۱ء ‏ عرفت روحی امین الدّین

اِنتساب

خدمت جو عبادت ہے تو پھر قبلہ بھی ہوگا
مولائے زمانہ ہے میرا قبلۂ خدمت

کتاب ہٰذا کا یہ دسترخوانِ علمی ILG حیدر علی ابن نور علی، ILG ربینہ زوجہ حیدر علی اور انکے خانوادے کی جانب سے جماعتِ اسماعیلیہ، عالمِ اسلام اور عالمِ انسانیت کیلئے بچھایا گیا ہے حیدر علی کے والد ماجد کا نام نور علی اور والدہ ماجدہ کا نام ملیک بائی ہے۔ دینی خدمت کی یہ روایت آپکو اپنے خاندان سے ورثہ میں ملی ہے۔ آپکے والدِ محترم نے حیدرآباد جماعتخانے میں پچیس سال تک میت کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور اسی جماعتخانے میں پانچ بارہ سال کے موکھی بھی رہے جبکہ آپکی والدہ محترمہ نے اسی مجلس میں موکھیانی کے فرائض انجام دیئے۔ حیدر علی نور علی نے اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مختلف اداروں میں خدمات پیش کیں۔ آپ نے حیدرآباد جماعتخانے میں دو سال بوائے سکاؤٹس کے طور پر اور بعداً آسٹن امریکہ جماعت خانے میں پانچ سال تک بطور والنٹیر اور کارسازی کمیٹی میں نو سال تک ممبر کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔ محترمہ ربینہ حیدر علی کے والد کا نام ولی محمد ابن علی جی اور والدہ ماجدہ کا نام رحمت بائی ہے آپ نے حیدرآباد میں دو سال تک گرلز گائیڈز کی حیثیت سے خدمت انجام دی ہے۔ ایک سال تک پانچ بارہ سال کی کامڑیانی کے فرائض ادا کیے ہیں۔

آپ دونوں کے خاندان کے گلستان کے کھلائے غنچے آپکے تین انتہائی پیارے بچے ILG سحر حیدر علی (تاریخِ پیدائش: ۶ اپریل ۱۹۹۱ء) ILG گلِ حسین حیدر علی (تاریخ پیدائش: ۱۴ جون ۱۹۹۳ء)، اور ILG سیف علی حیدر علی (تاریخ پیدائش: ۲۸ اپریل ۱۹۹۷ء) ہیں، جو اس علمی خدمت میں آپکے ساتھ ساتھ اور ان شاء اللہ مستقبل کی جماعت کی علمی خدمت کیلئے مضبوط ستون ثابت ہونگے۔ ازقلم: شاہ ناز سلیم ہونزائی، کراچی جولائی ۲۰۰۶ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۱

مضمونِ بالا کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ میں از خود اس پر کچھ لکھ سکوں گا، بلکہ میری عاجزانہ نیّت یہ ہے کہ میں اللہ کے نور اور اس کی کتاب (قرآن ۵: ۱۵) سے کچھ اسرار کے لئے بصد عاجزی رجوع کردوں گا، تاکہ اسی ذاتِ پاک کی کوئی خصوصی ہدایت اور عنایت ہو، آمین!

میرا عقیدہ ہے کہ اگر نورِ ہدایت کی روشنی میں دیکھا جائے تو قرآنِ حکیم میں بہت سی پیش گوئیاں ہیں، خداوند کی توفیق و یاری سے ہم کوئی قرآنی پیش گوئی آپ کو بیان کریں گے۔

سائنسدان جن چیزوں کو یو۔ ایف۔ او ز کہتے ہیں وہ اگرچہ عوام کے لئے ایک مُعمّا ہیں، لیکن خواص کے لئے ایسا نہیں ہے۔

"یو۔ ایف۔ اوز" دراصل کیا ہیں؟ میں نے کئی دفعہ اس کا جواب لکھا ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
اسلام آباد
۱۸؍ جولائی ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آئندہ اِمکانات

قسط: ۲

سورۂ بقرہ (۲: ۲۱۳) کی حکمت یہ بتاتی ہے کہ حضرتِ آدمؑ سے پہلے سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے، کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً (۲: ۲۱۳)۔

چنانچہ آگے چل کر پھر سب لوگ ایک ہو جانے والے ہیں، کیونکہ دَورِ اعظم کا اوّل اور آخر ایک جیسا ہوتا ہے۔ بحکمِ خدا ایسا ہونے کے لئے دنیا میں بہت سی تبدیلیاں آسکتی ہیں۔

آلِ عمران (۳: ۱۴۰) وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ۔ مفہوم: یہ چھوٹے اور بڑے ادوار ہیں، جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے ہیں۔

ان اَدوار میں پچاس ہزار برس کا بھی ایک دَور ہے (۷۰: ۴) جس میں اللہ سب لوگ جسمِ لطیف میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

جسمِ لطیف کے بہت سے درجات ہیں۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

اسلام آباد

۱۹؍ جولائی ۲۰۰۱ء

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آئندہ اِمکانات

قسط: ۳

ظلم وستم اور جنگ وجدل تا بکے، ہر عمل کا ایک ردِّعمل ہوتا ہے خداوندِ تعالیٰ ظالموں اور شریر لوگوں کو ایک محدود مہلت دیتا ہے۔

الغرض دنیا بتدریج بہتری کی طرف جاری رہی ہے۔

جو لوگ اپنے آپ کو دینی اور دنیوی علم سے آراستہ وپیراستہ کرتے ہیں ان کے حق میں بڑا اچھا زمانہ آرہا ہے، ایسے لوگ بڑے کامیاب اور کامران ہو جائیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ۔

یہ دَورِ قیامت اور زمانۂ تاویل ہے، اس سے عاشقانِ مولا کو بہت فائدہ ملنے والا ہے، آمین!

اے عزیزان! آپ اپنے محبوب مولا کو کامل عشق ومحبّت سے یاد کرنا، یہ عشق خود ساختہ نہ ہو، بلکہ آٹومیٹک یعنی قلبی اور جاندار (زندہ) ہو، تاکہ یہ کیمیائے عشق آپ کی خاکی ہستی کو سونا بنا دے۔

حقیقی عاشق کے لئے مولائے پاک کے مقدس عشق کے لمحات بڑے گرانمایہ ہیں۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
اسلام آباد، ۱۹؍جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ امکانات

قسط: ۴

تصوّرِ استقبالِ رُوحِ پُرفتُوحِ خلیفہ عبدالخالق جانبِ خُلدِ برین

اوّلاً جمعی ملائک مژدہ گویان آمدند
مومنانی ہم بدیدن شاد وخندان آمدند
دستہ ای از جمعِ حُوران گُل بدامان آمدند
یک گُروہ از جُملہ غِلمان نیز رقصان آمدند

ترجمہ: سب سے پہلے فرشتوں کا ایک گروہ بہشت کی خوشخبری سناتے ہوئے آیا، اور بہشت کے کچھ مومنین بھی ان کے استقبال اور ملاقات کے لئے شادان وخندان آگئے، حورانِ بہشتی کی جمعیت میں سے ایک دستہ (گروپ) دامن میں پھول لیکر آگیا، تمام غلمان میں سے بھی ایک گروہ رقص کُنان استقبال کے لئے آگیا۔

بزرگوار خلیفہ عبدالخالق (مرحوم ومغفور) ہمارے عظیم دوست جناب ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی صاحب بحر العلوم کے والدِ محترم تھے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
اسلام آباد
۱۹ر جولائی ۲۰۰۱ء

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

آئندہ امکانات

قسط: ۵

طریقت (تصوّف) میں بھی اور حقیقت میں بھی، عالمِ خلق اور عالمِ امر کی معرفت ضروری ہے، عالمِ خلق = عالمِ سفلی = یہ جہان = عالمِ جسمانی۔ عالمِ امر = عالمِ عُلوی = عالمِ بالا = عالمِ روحانی۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (۷: ۵۴) = خبردار رہو! اسی کا ہے عالمِ خلق اور عالمِ امر۔ سوال: عالمِ خلق اور عالمِ امر کے درمیان کیا فرق ہے؟ جواب: عالمِ خلق میں اللہ کا قانونِ فطرت ہے اور عالمِ امر میں اس کا قانونِ کُن (یعنی ہوجا) ہے اب آپ خود سوچیں اور فرق بیان کریں۔

عالمِ خلق اور عالمِ امر کی اس معرفت میں عظیم فائدے ہیں، مثال کے طور پر بحوالۂ (۱۷: ۸۵) یہ لوگ تم سے رُوح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ "کہو یہ رُوح میرے رب کے حکم سے ہے۔" (تاویل: رُوح عالمِ امر سے آتی ہے، اور اس کا سلسلہ اور رابطہ عالمِ امر کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے)۔

بحوالۂ یاسین (۳۶: ۶۸) اور جس شخص کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اس کو عالمِ امر سے عالمِ خلق میں سرنگون کر دیتے ہیں۔ یہاں سرنگون سخت مشکل سوالات میں سے ہے جس کا جواب صرف امامِ آلِ محمدؐ ہی کے پاس ہے، ہم اِنْ شَاءَ اللہ آپ کو بتائیں گے۔

ن رن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

اسلام آباد، جمعہ ۲۰ جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ امکانات

قسط: ۶

خدا جس شخص کو لمبی عمر دیتا ہے وہ بہت ہی لمبی ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ عالمِ امر اور عالمِ خلق دونوں پر محیط ہوتی ہے اور ایسا شخص البتہ انسانِ کامل ہوتا ہے، اس کی کُلّی پرواز دائرۂ اعظم میں ہوتی ہے، یہ دائرہ عالمِ روحانی اور عالمِ جسمانی پر محیط ہے، جس کی ظاہری مثال آسمان اور زمین کی طرح ہے، اگر تم کو آسمان و زمین کے درمیان اُڑنے کی قدرت عطا ہو جائے تو سچ بتاؤ کہ کس طرح اڑو گے؟ یہی نا کہ اوپر جانے کے لئے سر اوپر کی طرف ہوگا اور نیچے آتے وقت سر کو نیچے کرنا پڑے گا۔ اور یہی راز ہے کہ جب بچہ شکمِ مادر سے پیدا ہوتا ہے تو اس وقت وہ سرنگون ہوتا ہے، اشارہ ہے کہ وہ عالمِ بالا سے آیا ہے۔

یہی ہے اس آیۂ شریفہ کی تاویلی حکمت جس میں سرنگون سے متعلق سوال پیدا ہوا تھا، حوالہ (۳۶: ۶۸)۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

اسلام آباد

جمعہ ۲۰، جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۷

سورۂ ھود (۱۱: ۷) میں ارشاد ہے: وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ = اور اس کا تخت پانی پر تھا = ہوگیا = ہے۔ تینوں معانی درست ہیں۔

اس ارشادِ مبارک کا انتہائی حیران کُن تاویلی معجزہ یہ ہے کہ یہ پانی پر اللہ کا تخت بھی ہے اور بھری ہوئی کشتی بھی ہے (۳۶: ۴۱)۔

اللہ نے تمہارے ذرّاتِ رُوح کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا تھا۔ اور دوسرے معنی میں اس نے تمہاری روحوں کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھا لیا تھا، جبکہ اس کا عرش (تخت) پانی پر تھا۔

جب کسی عارف کے عالمِ شخصی میں خدا کا عرش پانی پر ہوتا ہے تو خدا کا یہ عرش (تخت) بھری ہوئی کشتی (زندہ کشتی) بھی ہے (یعنی امامِ زمان کا نور) اور اس میں تمہاری رُوح بھی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

اہلِ بیتِ رسولؐ سفینۂ نجات اور بھری ہوئی کشتی اور پانی پر اللہ کا عرش ہیں۔

ن.ن. (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

اسلام آباد

جمعہ ۲۱، جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۸

هُوَالاوّل، هُوَالآخِر، هُوَالظّاهِر، هُوَالبَاطِن
مُنزّہ مَالِکُ المُلکی که بی پایان حشر دارد

(از دیوانِ پیر ناصر خسروؔ ق س)

اس خوبصورت اور پُرحکمت شعر میں سرتاسر قرآن کے حوالے سے خدائے تعالیٰ کی تعریف کی گئی ہے، من جملہ خدا کی ایک بڑی تعریف یہ بھی ہے کہ اس کی قیامات کا سلسلہ بے پایان ہے، پس قیامت اور اس کے اسرار و معجزات کا تذکرہ قرآن میں دو طرح سے آیا ہے: اوّل: گزشتہ واقعات، دوم: آئندہ امکانات۔ لیکن اس میں بڑی عجیب حکمت یہ ہے کہ جب گزشتہ واقعات کا تجدّد پیشِ نظر ہوتا ہے تو ایسے میں گزشتہ واقعات بھی آئندہ امکانات کی طرح نظر آنے لگتے ہیں، مثلاً قصّۂ آدمؑ ظاہراً قیامت سے بہت پہلے کا قصّہ ہے، مگر باطناً وہ قیامت کے تحت ہے، کیونکہ علم و حکمت اور معرفت کے خزانے سب کے سب قیامت ہی میں پوشیدہ ہیں، پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ آدم خلیفۃُ اللہ کہلائے اور وہ اسرارِ قیامت سے نابلد ہو، اس کے پاس علم و حکمت اور معرفت کے خزانوں سے کچھ بھی نہ ہو، اور وہ بدرجۂ کمال عِلمُ الاَسمَاء کے بغیر فرشتوں کا معلّم ہو، اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ آدم خلیفۃُ اللہ کی قرآنی معرفت بیحد ضروری ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئی) کراچی، ۲۲، جولائی ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آئندہ اِمکانات

قسط: ۹

بحوالۂ سورۂ اعراف (۷: ۱۷۲) اس آیۂ شریفۂ الست میں سب سے پہلے یہ ذکر ہے کہ ربِّ تعالیٰ نے بنی آدم کی پُشتوں سے ان کی ذرّیّت کو لیا، سوال ہے کہ یہ بنی آدم خاص (انبیاءؑ واولیاءؑ) ہیں یا سب لوگ ہیں؟۔ ج:۔ یہ خاص بنی آدم ہیں۔ کیونکہ یہ واقعہ روحانی قیامت کے حوالے سے ہے، جس سے عوام بے خبر ہوتے ہیں۔

اگر یہ قصّہ انبیاء واولیا علیہم السّلام کا ہے تو پھر بھی سوال ہے کہ وہ حضرات سب کے سب جسمانی طور پر یکجا تو نہ تھے جبکہ قصّۂ الست مجموعی ہے؟۔ ج: انبیاء واولیا بظاہر یکجا نہ تھے مگر باطناً وہ حضرات ایک میں سب ہوتے ہیں، لہٰذا ایک کی روحانی قیامت سب کی نمائندہ قیامت ہوتی ہے، اسی قیامت کا ہر نبی اور ہر ولی میں تجدُّد ہوتا ہے۔

جب آپ یہ مانتے ہیں کہ اس دَور کے آدم سے پہلے بہت سے آدم ہوئے ہیں، پس اس حقیقت کے مطابق اس دور کا آدم ایک طرف سے آدم تھا اور دوسری طرف سے ابنِ آدم، ایسے میں عین ممکن ہے کہ آیۂ الست کا اوّلین تعلّق اس دور کے اعتبار سے حضرتِ آدمؑ سے ہو۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی، ۲۳؍ جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۱۰

سوال: بحوالۂ سورۂ اعراف (۷: ۱۷۲-۱۷۴) بنی آدم کی پشتوں سے اخذِ ذرّیّت سے کیا مراد ہے؟۔ ج: روحانی قیامت کی منزلِ اسرافیلی و منزلِ عزرائیلی میں قبضِ روح کا معجزہ۔

سوال: وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ۔ اس کا اصل ترجمہ کیا ہے؟

ج: اور ان کو اپنی روحوں پر حاضر کیا = انہیں اپنی روحوں کا مشاہدہ کرایا۔ اگرچہ عارف اپنی روح کو پہلے پہل عالمِ ذرّ میں دیکھتا ہے پھر منزلِ عزرائیلی وغیرہ میں لیکن یہاں روح کو درجۂ کمال کے بعد دکھلانے کا ذکر ہے، کیونکہ حضرتِ ربّ اور ربُوبیت کی مکمل معرفت حاصل نہیں ہوتی ہے جب تک کہ کوئی روح حظیرۂ قدس میں فنا فی اللہ ہو کر صورتِ رحمان پر پیدا نہ ہو جائے۔

سوال: عارف جو نمائندہ قیامت سے گزرتا ہے، وہ کن لوگوں کا نمائندہ ہوتا ہے؟ عوام کا یا خواص کا یا سب کا؟۔ ج: سب کا۔

سوال: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ = کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں، پروردگار کا یہ سوال سب لوگوں سے ہے۔ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا = انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے ربّ ہیں۔ اور یہ جواب بھی تمام لوگوں کی طرف سے ہے۔ کیا سب لوگ اس حال میں ربّ کے سامنے حاضر و موجود نہ تھے؟۔ ج: نہیں، حظیرۂ قدس

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

میں صرف ایک ہی نمائندہ روح ہوتی ہے اور وہ بھی فنا ہو کر۔ اور یہ زبانِ حال کے اسرار ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

۲۳ر جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ امکانات

قسط: ۱۱

ہر انسان کے دل کے دو کان ہوتے ہیں، ان کے پاس دو ساتھی مقرّر ہیں: ایک جِنّ اور ایک فرشتہ، جِنّ = شیطان = نفسِ امّارہ۔

سوال ہے: آیا یہ جِنّ = ذاتی شیطان کبھی مسلمان ہو سکتا ہے، کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ذاتی شیطان مسلمان ہو گیا تھا؟۔ ج: اِنْ شَاءَ اللّٰہ، ذاتی شیطان مسلمان (تابعدار) ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ بندۂ مومن پر روحانی قیامت آجائے اور حظیرۂ قدس کی منزل آنے لگے۔ کیونکہ شیطان کو یومُ البعث تک مہلت دی گئی ہے (۷: ۱۴-۱۵)۔

پس بعث اور انبعاث کا آخری اور اصل مقام حظیرۂ قدس ہی ہے اور قیامت کا طوفان وہیں پر جا کر تھم جاتا ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
۲۴؍ جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۱۲

حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ علیہ السّلام کا قصّہ زبردست انقلابی اَسرار سے لبریز ہے اور یہ ہرگز کوئی معمولی قصّہ نہیں ہے جیسا کہ عوام کے نزدیک ہے۔

برائے حکمت پہلا سوال: سورۂ دھر (۷۶: ۲) میں اس قانونِ فطرت کا ذکر آیا ہے کہ خدا نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا ہے، کیا آدم اس قانونِ فطرت سے مُستثنیٰ ہے؟ اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ آدم کے والدین تھے۔ نیز سورۂ روم (۳۰:۳۰) میں اللہ کے قانونِ فطرت کا تفصیلی ذکر ہے، پس کوئی شخص آدم کو اللہ کے قانونِ فطرت سے الگ نہیں کر سکتا ہے۔

دوسرا سوال: آیا اللہ کی سُنّت میں تبدیلی ہوتی ہے؟۔ جواب: نہیں ہرگز نہیں۔ پھر ظاہری قصّہ کیوں ایسا ہے کہ خدا نے آدم کو تو مٹّی کے گارے سے بنایا مگر بنی آدم کو والدین کے مخلوط نطفے سے پیدا کیا؟۔ جواب: اللہ کی سُنّت میں کوئی تبدیلی ہرگز نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کا ارشاد ہے۔ لیکن یہاں ظاہری قصّے ہیں وہ قرآنی حکمت کے خلاف ہیں۔ پس آپ پر واجب ہے کہ آدم کی قرآنی معرفت اور روحانی معرفت حاصل کریں۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

۲۴، جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۱۲

سورۂ نور (۲۴: ۵۵) کا ترجمہ ہے: اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں سے جو بحقیقت ایمان لاچکے ہیں اور حقیقی معنوں میں نیک کام کرتے ہیں (یہ مثالی مومنین ہیں) اور اللہ نے باطنی اشارتوں اور بشارتوں میں ان سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا ان کو کائناتی زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، مخفی نہ ہو کہ یہ کائناتی زمین کی خلافت کائناتی بہشت کی سلطنت بھی ہے۔

اگر آپ ہر ایسے کائناتی زمین کے خلیفہ کو ایک آدم کہتے ہیں تو پھر بے شمار آدم ہوں گے، کیونکہ اس آیۂ شریفہ کا یہی اشارہ ہے، اور جو لوگ اللہ کی بے پایان رحمت سے کفر کرتے ہیں وہی لوگ فاسق ہیں، اور اس تاویلی حکمت کے بعد آیۂ کریمہ کے باقی اسرار واضح ہو جاتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

منگل ۲۴ جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ امکانات

قسط: ۱۴

سورۂ لقمان (۳۱: ۲۰) میں تسخیرِ کائنات اور خدا کی تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں کا جس طرح بیان آیا ہے وہ زبردست جامع اور بے مثال ہے، آپ چشمِ بصیرت سے دیکھیں اور خوب غور کریں: تسخیرِ کائنات، تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں کی عطا، کائناتی زمین کی خلافت، اور کائناتی بہشت کی سلطنت، یہ ایک ہی حقیقت کے چار نام یا چار مثالیں ہیں، الحمدُ لِلّٰہ، اب آیتِ استخلاف (۲۴: ۵۵) کے عظیم اسرار منکشف ہو گئے۔

اے نورِ عینِ من! عالمِ شخصی کے اسرار کو کبھی بھول نہ جانا، کیونکہ خدا عالمِ شخصی ہی میں اہلِ حقیقت سے کائناتی زمین کی خلافت کا وعدہ فرماتا ہے، اور اپنی قدرتِ کاملہ سے عالمِ شخصی ہی کو کائناتی زمین اور کائناتی بہشت بناتا ہے، تاکہ اہلِ ایمان کیلئے سب کچھ عالمِ شخصی ہی میں موجود ہو۔

اے عزیزان! آپ اپنی روحِ عُلوی کو قرآنی معرفت اور روحانی معرفت کی روشنی میں پہچان لینا، تاکہ اسی کے ساتھ ساتھ کنزِ مخفی حاصل ہو، آمین!

ن.ن. (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس. آئی)
کراچی
بدھ ۲۵؍ جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۱۵

بہشت کی تمام نعمتوں میں سب سے اعلیٰ نعمتیں علمی اور عقلی ہیں، اور قرآنِ حکیم علم وحکمت کی نعمتوں سے لبریز ہے، پس یہ ایک پُرحکمت سوال ہے کہ بہشتِ برین میں قرآنی نعمتیں ہوں گی یا نہیں؟ جواب: کیوں نہیں، جب قرآنِ عظیم روحانی اور عقلی نعمتوں کا سرچشمہ ہے، بہشت ہی میں یہ راز سب پر عیاں ہو جائے گا کہ اللہ کی کتاب (قرآن) کے ساتھ ساتھ اللہ کا نور (۵: ۱۵) کیوں ہے؟ اہلِ بہشت قرآن اور نور کے ذریعے سے اسرارِ علم ومعرفت سے آگاہ ہو جائیں گے، ان کو قرآن کے وہ بھید معلوم ہو جائیں گے جو قرآن کی وحدت وسالمیّت سے متعلق ہیں، وہ کتابِ ناطق (۲۳: ۶۲؛ ۴۵: ۲۹) امامِ زمانؑ (قرآنِ ناطق) کو پہچان لیں گے۔

قرآنِ ناطق بہشت میں قرآنی تاویلات کا سرچشمہ ہو گا، اہلِ بہشت کو یہ عظیم راز بھی معلوم ہو جائے گا کہ قرآن دنیا میں جہاں لوگوں کے پاس ہے تو وہ کتابی شکل میں قرآنِ صامت ہے، جہاں خدا کے پاس ہے وہ کتابِ ناطق (یعنی قرآنِ ناطق) ہے، وہ جہاں لوحِ محفوظ میں ہے وہاں اس کا نام قرآنِ مجید (۸۵: ۲۱-۲۲) ہے، اور جہاں کتابِ مکنون میں ہے وہاں قرآنِ کریم ہے (۵۶: ۷۷-۷۹)۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
بدھ ۲۵ ر جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۱۶

آیتِ استخلاف (۲۴: ۵۵) کی تاویلی حکمت میں کائناتی زمین کی خلافت اور کائناتی بہشت کی سلطنت کا ذکر ہوا، یہی ذکر ۲۷: ۶۲ اور ۳۹: ۳۵ میں بھی ہے، اللہ تعالیٰ جو القابض اور الباسط ہے عالمِ شخصی ہی کو پھیلا کر کائناتی زمین اور کائناتی بہشت بناتا ہے۔

بہشت کی علمی اور عقلی نعمتوں کی جان نور اور قرآن (۵: ۱۵) ہیں، اور بہشت کا دین بھی وہی ہے جو نور اور قرآن کے مطابق ہے، آپ جنّت میں دین کی ترقّی کا ذکر آیۂ استخلاف (۲۴: ۵۵) میں دیکھیں۔ سوال: بہشت کا بہترین شغل کیا ہے؟ جواب: لوگوں کو علم و معرفت سے آگاہ کرنا۔

کتابِ احادیثِ مثنوی میں ہے: قَالَ دَاوُدُ یَا رَبِّ لِمَاذَا خَلَقْتَ الْخَلْقَ؟ قَالَ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِکَیْ اُعْرَفَ۔

ترجمہ: حضرتِ داؤد علیہ السّلام نے پروردگارِ عالم سے پوچھا کہ یا رب! تو نے خلق کو کس غرض سے پیدا کیا؟ خدا نے فرمایا: میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میری معرفت ہو تو میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
جمعرات ۲۶، جولائی ۲۰۰۱ء

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

آئندہ اِمکانات

قسط : ۱۷

اہلِ جنّت کی عظیم سلطنت اور اس کے عظیم مرکز = شاہنشاہ = امامِ آلِ محمدؐ اہلِ دانش کے نزدیک ایک روشن حقیقت ہے، لہٰذا اس پر دلائل کا ایک طویل سلسلہ ضروری نہیں، تاہم ایک عام فہم اور دلچسپ دلیل بحوالۂ حدیثِ شریف یہاں درج کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک راعی = چرواہا = سردار = بادشاہ ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیّت کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا نے اپنی بے پایان رحمت سے ہر شخص کو ایسا بنایا ہے کہ وہ علم و عمل اور خدا کی مدد سے اس دنیا میں اپنی ایک ذاتی دنیا اور اس میں ایک رعیّت پیدا کر سکتا ہے، اگر کوئی شخص غفلت و نافرمانی کی وجہ سے یہ امکانی بادشاہی ضائع کرتا ہے تو اس سے قیامت میں سخت پوچھ گچھ ہوگی۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
جمعرات ۲۶ر جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۱۸

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۹۵) میں ایک بہت ہی عظیم کلیدی راز مخفی ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۔

ترجمہ: ان سے کہو اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے کسی فرشتے ہی کو ان کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجتے۔

اس قرآنی تعلیم سے ظاہر ہے کہ انبیا و اولیا علیہم السّلام ظاہراً بشر اور باطناً ارضی فرشتے ہوتے ہیں۔

اطمینان کا مطلب ہے، ان میں ذکر و عبادت اور علم و معرفت کا زبردست اطمینان ہوتا ہے اور ان میں خوفِ بیجا نہیں ہوتا اور ان کو اطمینان اس لئے بھی حاصل ہے کہ ان کی روح کو عالمِ بالا کے ساتھ رابطہ حاصل ہے۔

اے برادران و خواہرانِ روحانی! آپ ہادیٔ زمان علیہ السّلام کی نورانی ہدایت کی روشنی میں سوچیں اور انبیا و اولیا علیہم السّلام کے نقشِ قدم پر چلیں جس طرح قرآنِ حکیم سورۂ فاتحہ میں اصولی اور بنیادی تعلیم دیتا ہے: ہم کو راہِ راست پر چلا لے ان لوگوں کی راہ پر جن کو تو نے اپنے عظیم انعامات سے نوازا ہے، یعنی انبیا و اولیا علیہم السّلام۔

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

اے عزیزان! حضرتِ مولانا امام سلطان محمّد شاہ صلوات اللہ علیہ کے ان مقدس ارشادات کو جان و دل اور عشق سے بار بار پڑھیں جو رُوحانی ترقّی سے متعلّق ہیں، حُجّتِ قائمؑ کے ارشادات کے بغیر رُوحانی ترقّی مشکل ہے۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

کراچی

جمعہ ۲۷ جولائی ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آئندہ اِمکانات

قسط: ۱۹

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ = روحیں جمع شدہ لشکر کی صورت میں تھیں اور ہیں۔ ملاحظہ ہو: ہزار حکمت (ح: ۵۱)، یعنی ہر انسانِ کامل کی روحانی قیامت میں روحانی جنگ کے دوطرفہ لشکر کا مظاہرہ کرنے کے لئے بحکمِ خدا تمام روحیں جمع ہو جاتی ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر انسانِ کامل کی روحانی قیامت میں دینِ حق کو عالمی اور کائناتی فتح حاصل ہوتی ہے، پس ہر روحانی قیامت = روحانی جنگ کے نتیجے میں اہلِ حق کی ایک کائناتی سلطنت قائم ہو جاتی ہے، جب مٰلِكُ الْمُلْكِ = اللہ کی قیامتیں بے پایان ہیں تو اہلِ حق کی سلطنتیں بھی لاانتہا ہیں کیونکہ اللہ کی رحمت لامحدود ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک چرواہا = سردار = بادشاہ ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے اسکی رعیّت کے بارے میں بازپُرس ہونے والی ہے، یعنی یہ پوچھا جائے گا کہ آیا تم کو خدا نے بحدِّ قوّت بادشاہ نہیں بنایا تھا؟ اور تمہارے لئے ہر قسم کے امکانات پیدا نہیں کر دئے تھے؟ پس ہر وہ انسان خداوندِ تعالیٰ کے حضور میں بڑا شرمندہ ہو جائے گا، جس نے اپنی امکانی بادشاہی اور رعیّت کو ضایع کیا ہو، لہٰذا دانا انسان وہ ہے جو آج دنیا ہی میں آخرت کے امکانی سوالات پر غور کرتا رہتا ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) کراچی، جمعہ ۲۷، جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ امکانات

قسط: ۲۰

سورۂ اعراف (۷: ۱۱) وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ۔ میں لشکرِ ارواح کی تاویلی حکمت قابلِ فہم ہے، لہٰذا اس کو خوب غور سے پڑھنا ہے۔

اس سُنّتِ الٰہی کو ہرگز فراموش نہ کرنا کہ ہر آدم (نفسِ واحدہ) کی روحانی تخلیق کے ساتھ ساتھ لشکرِ ارواح کی روحانی تخلیق کا تجدُّد ہوتا ہے، اس اعتبار سے آدم اور بنی آدم کی تمام ارواح ایک ساتھ پیدا ہو جاتی ہیں، اور مُحوّلۂ بالا آیت میں یہی تاویل پوشیدہ ہے، پس اگر چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ارواح فرشتوں کے نام سے ساجدین میں بھی ہیں اور آدم کی وحدت و سالمیّت میں مسجود میں بھی، اور صورتِ رحمان میں بھی وہ آدم کے ساتھ یک حقیقت ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَنِّہٖ وَاِحْسَانِہٖ۔

س۔ غ۔ ق۔ ت۔ ا۔ م۔ ع

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

سنیچر ۲۸، جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۲۱

جمعہ اور سنیچر کی درمیانی شب کو ایک بڑا عجیب نورانی خواب دیکھا، شاید میں اپنے گاؤں حیدر آباد (ہونزا) میں ہوتا ہوں، نظر شمالی پہاڑ کی طرف جاتی ہے پہاڑ کا ایک صاف وشفاف رُخ نظر آتا ہے، اس پر یا تو چاند سورج سے مل کر ایک ہو جاتا ہے یا سورج چاند کے ساتھ مل جاتا ہے، شام کو میں نے تقریباً چالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی تھی، میں سورۂ فاتحہ پر اس طرح ایمان رکھتا ہوں کہ یہ اُمُّ القرآن ہے، تمام قرآنی سورتوں سے افضل ہے، اس کے تقریباً بیس نام اور ستر عظیم مؤکّل ہیں، محبوبِ خداؐ نے اپنی نبوّت کی تمام زندگی میں الحمد شریف کو پڑھا جس سے ہوا کا تمام سمندر معطّر ہو گیا، تمام اصحابِ کبار نے مجموعی طور پر لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں پڑھا تو اس کی بے شمار برکات ادا ہوتی آئی اور اب بحکمِ خدا اثر آفرینی کا یہ عالم ہے کہ اس کے مؤکّل فرشتے ہر وقت پکارتے رہتے ہیں کہ ہے کوئی حاجتمند یا کوئی بیمار جو اُمُّ الکتاب کو عقیدۂ راسخ سے پڑھے اور خدا کے حضور سے گریہ و زاری کے ساتھ حاجت طلبی کرے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

سنیچر ۲۸، جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ امکانات

قسط: ۲۲

اللہ تعالیٰ القابض بھی ہے اور الباسط بھی، لہٰذا وہ قادرِ مطلق روحانی قیامت کی منزلِ اسرافیلی = منزلِ عزرائیلی میں روحِ عاشق = روحِ سالک = روحِ عارف کو بار بار قبض کر کے ساری کائنات میں پھیلا دیتا ہے، ایسے میں عاشق = عارف صرف جبین (پیشانی) میں زندہ رہتا ہے، کیونکہ وہاں اسمِ اعظم میں امامِ زمان کا نور کام کر رہا ہوتا ہے، باقی تمام جسم کچھ سیکنڈوں کے لئے مر جاتا ہے، عارف اپنے امام کے نور سے جو جبین میں ہے اپنی عارفانہ موت کا معجزہ دیکھتا رہتا ہے، اور خدا نے قرآن میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ عارفین اپنی عارفانہ موت کو دیکھتے ہیں تاکہ معرفت ہر طرح سے کامل اور مکمل ہو۔

پھر ساری کائنات کی روح جس میں عارف کی اپنی روح بھی ہے، عارف کے مردہ جسم میں ڈال کر زندہ کیا جاتا ہے، اس میں زبردست حکمت والے خدا کی بیشمار حکمتیں ہیں، لہٰذا اس حکمت آگین عمل کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن دُہرایا جاتا ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ اہلِ حق کے لئے ستّر ہزار کائناتیں اور اتنے عوالمِ شخصی ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
اتوار ۲۹، جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۲۳

اللہ تبارک وتعالیٰ کے انعامات واحسانات اس کثرت سے ہیں کہ اگر ہم سب مل کر دمِ آخرین تک عاشقانہ گریہ وزاری کے ساتھ شکر گزاری کرتے رہیں تو پھر بھی ہم سے ذرّہ بھر حقِ شکر ادا نہ ہوگا کیونکہ ہم سب بخدا! اللہ کی نعمتوں کے طوفان میں مستغرق ہیں۔

روحانی قیامت، اسرافیل وعزرائیل کی منزل اور عارفانہ موت کے معجزات کا مضمون بڑا جامعُ الجوامع ہے، اس میں اسرارِ عظیم کا ایک بڑا خزانہ موجود ہے، آپ آئندہ دنیا میں یا بہشت میں جب بھی اس خزانے سے واقف ہوں گے تو آپ کو بڑی حیرت ہوگی، کیونکہ آپ نے جو جو قیامت کی مثالیں سُنی تھیں وہ کچھ اور تھیں، مگر ان کی اصل حقیقتیں ہوں گی کچھ اور!

کوئی بھی مرنے والا انسان اپنی موت کو سرتاسر دیکھ نہیں سکتا، مگر ہاں اہلِ معرفت ہی اپنی عارفانہ موت کے تمام احوال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں، اس کی روشن مثالیں قرآنِ حکیم میں مل سکتی ہیں، جیسے ارشاد ہے:

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ = کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کے پاس (عارفانہ) موت حاضر ہوئی (۲:۱۳۳)۔

حاضر اس چیز کو کہتے ہیں جو سامنے ہو اور نظر آئے، مگر عام موت کبھی

نظر نہیں آتی ہے، لہٰذا یہ عارفانہ موت کا ذکر ہے۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
پیر ۳۰، جولائی ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۲۴

آئندہ امکانی نعمتوں کی ایک سردار نعمت جُثّۂ اِبداعیّہ ہے، یہ نورانی بدن = جسمِ لطیف = مومن جِنّ = پری = روحانی = فرشتہ = انسانِ لطیف = برقی بدن = یو۔ ایف۔ او = جامۂ جنّت = سرابیل (واحد سربال) = طَیر = مَلک = فرشتہ وغیرہ۔

یہ نعمتِ عظمیٰ ہر اس شخص کے لئے ممکن ہے، جو خود شناسی اور ربّ شناسی میں کامیاب ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ خدا کے پاس محمدؐ و آلِ محمدؐ کا وسیلہ بھی ہے، اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَنِّہٖ وَاِحسَانِہٖ۔

یہ جسمِ عنصری اور یہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے، لیکن پھر بھی ایک بار اس میں آنا ضروری ہے، ہم نے بفضلِ خدا امامِ مبین کو جُثّۂ اِبداعیّہ میں دیکھا اور کئی عزیزوں سے اس انتہائی عظیم معجزے کا ذکرِ جمیل بھی کر دیا، اور شاید کہیں تحریر میں بھی ہو۔

ن۔ ن۔ (حُبّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

بدھ یکم اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۲۵

سورۂ حج (۲۲ : ۴۷) ترجمہ: تیرے ربّ کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے۔

وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا (۳۲ : ۴) یعنی خدا نے چھ ناطقوں کے چھ ادوار میں عالمِ دین کو پیدا کیا اور دورِ ہفتم میں حضرتِ قائم اور قیامت کے جملہ امور کو انجام دیا۔

یہ تمام معجزات عالمِ شخصی میں ظہور پذیر ہوتے ہیں، کیونکہ عرش اور صاحبِ عرش کی معرفت اسی میں ہے، اس سلسلے کے بہت سے اسرار آپ کے علم میں لائے گئے ہیں، آپ ہماری کتابوں کا خوب مطالعہ کریں، ہر مقالے کو بروقت پڑھیں اور اچھی طرح سے یاد کریں، ورنہ کثیر کتابوں کو نہیں پڑھ سکیں گے، اور یہ آپ کے لئے مشکل کام ہوگا۔

آج کل میں چھوٹے چھوٹے مقالے لکھ رہا ہوں اور اسی میں بہت بڑی حکمت ہے، آپ ان کلیدی حکمتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

ن ن ۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس ۔ آئی)
بدھ یکم اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ امکانات

قسط: ۲۶

شاید کسی عزیز کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ "آئندہ امکانات" کا یہ عنوان اُستاد کے نزدیک کیوں ضروری ہوا؟

جواب: ہر چیز ایک دائرے پر گردش کر رہی ہے، اگر آپ ماضیٔ بعید کے عظیم واقعات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ ماضی کا اُلٹا سفر کیسے کر سکتے ہیں، لہٰذا آؤ عالمِ شخصی میں آؤ! جس میں چھوٹے بڑے دائرے یعنی ادوار ہیں، جن میں تمام گزشتہ واقعات آئندہ امکانات ہو جاتے ہیں، یہی وجہ ہے۔

ہر دور میں عالمِ شخصی ہی علم و حکمت اور معرفت کا مرکز رہا ہے، چنانچہ عالمِ دین کے سات دن ہیں: چھ ناطق اور حضرتِ قائم، اور یہی سات دن عالمِ شخصی میں بھی ہیں، جیسا کہ ارشادِ قرآنی ہے (۱۴: ۵):۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔

ہم اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کو بھی اپنے معجزات کے ساتھ بھیج چکے ہیں اسے بھی ہم نے حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لا اور انہیں عالمِ شخصی میں ایامِ خدا کے اسرار سے آگاہ کر دے اس میں معجزات

ہی معجزات ہیں ہر اس شخص کے لئے جو صبر و شکر کرنے والا ہو۔

ن۔ ن۔ (حُبّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)

جمعرات ۲، اگست ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آئندہ اِمکانات

قسط: ۲۷

بہشتِ کُلّی کے ناموں میں سے ایک خاص نام دارُالسّلام ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اسی نام سے بہشت کی طرف دعوت دے رہا ہے (۱۰: ۲۵)، اس نام کے دو معنی ہیں جو باہم مل کر ایک ہو گئے ہیں: معنیٔ اوّل ہیں: خدا کا گھر، جبکہ السّلامُ اللہ کے ناموں میں سے ہے، معنیٔ دوم ہیں: سلامتی کا گھر۔

پس اگر تم خدا کی اس دعوت کو قبول کرتے ہو جیسا کہ قبول کرنے کا حق ہے تو تم خدا کے گھر میں فنا فی اللہ ہو جاؤ گے، تب تمہیں کوئی موت ستا نہیں سکتی ہے، تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ وسلامت ہو جاؤ گے، تو کیا ہم آج اس وقت کے امکانات کے لئے آئندہ امکانات نہیں کہیں گے؟ خوب سوچ کر کوئی جواب دو۔

کائناتی بہشت کی بے شمار نعمتیں آئندہ امکانات ہیں، طریقت (تصوّف) اور حقیقت میں فنا فی اللہ کی اور بھی دلیلیں ہیں لیکن مذکورۂ بالا قرآنی دلیل بڑی عجیب وغریب اور عظیم الشّان ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعرات ۲، اگست ۲۰۰۱ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

آئندہ اِمکانات

قسط : ۲۸

سورۂ یونس (۱۰ : ۲۵) میں ارشاد ہے : وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ = اور اللہ تمہیں دارُالسّلام کی طرف دعوت دے رہا ہے (ہدایت اس کے اختیار میں ہے) جس کو وہ چاہتا ہے راہِ راست پر چلاتا ہے۔

حکمت : دارُالسّلام = خدا کا گھر = سلامتی کا گھر = امامِ زمانؑ = صراطِ مستقیم، اللہ کا پاک و بے مثال قانون یہ ہے کہ اس کی ہر چیز سب سے اعلیٰ روح اور سب سے کامل عقل کے ساتھ زندہ اور دانا ہے، پس دارُالسّلام = بہشت = خدا کا گھر = امامِ مبین ہے جو حیّ و دانا ہے، اور صراطِ مستقیم ہادیٔ برحق = امامِ مبین ہے جو زندہ اور دانا ہے، اور خدا کی سب قابلِ تعریف چیزیں امامِ مبین میں یکجا ہیں۔

اللہ کا دین اس کی مخلوق کی مثال پر ہے اور مخلوق درجہ بدرجہ ہے، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، جمادات کا درجہ سب سے نیچے کیوں ہے؟ روحِ نباتی اور روحِ حیوانی میں کیا فرق ہے؟ کیا عقلی اعتبار سے سب انسان ایک جیسے ہیں یا ان کے مختلف درجات ہیں؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی) جمعہ ۳، اگست ۲۰۰۱ء

آئندہِ امکانات

قسط: ۲۹

سورۂ معارج (۷۰: ۴) میں یہ ذکر آیا ہے کہ اللہ عروج کی سیڑھیوں کا مالک ہے۔ حکمت: ہر ناطق اپنے دَور میں، ہر اساس اپنے عصر میں اور ہر امام اپنے زمانے میں خدا کی سیڑھی ہے۔

ملائکہ اور روح اس کے حضور چڑھ کر جاتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ حکمت: یقیناً یہ روحانی قیامت اور عالمِ شخصی میں عارف کے روحانی عروج کا ذکرِ جمیل ہے، یہاں روح سے عارف مراد ہے اور ملائکہ ارواح بھی ہیں اور فرشتے بھی، کیونکہ نفسِ واحدہ کے ساتھ سب ہوتے ہیں۔

پچاس ہزار سال کا یہ دن = دَور البتہ ظاہری اعتبار سے ہے، مگر باطن میں مومنین و مومنات کا نور زمان و مکان کو سمیٹتا ہے، جس کو نور کا دوڑنا کہا گیا ہے (۵۷: ۱۲) قرآنِ حکیم کا ہم سے کتنا بڑا امتحان ہے کہ نورِ ہدایت کے دوڑنے کا تصوّر دے کر ہم کو حیران کر دیتا ہے! حالانکہ دنیا میں کوئی بادشاہ تو درکنار کوئی بڑا آدمی بھی کسی کام کے لئے بھاگتا نہیں، سنجیدہ چال اور شان سے چلتا ہے، پس یقیناً یہ عظیم راز معلوم ہو گیا کہ نور زمان و مکان کو لپیٹتا ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعہ ۳، اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۳۰

سورۂ بقرہ (۲: ۲۱۳) میں ارشاد ہے:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

اس آیۂ شریفہ سے متعلّق مشکل سوالات:

سوالِ اوّل: آیا کبھی لوگوں کی کوئی جماعت (اُمّت) کسی نبی کے بغیر گزری ہے؟ جواب: نہیں، کیونکہ قرآنی ارشاد ہے (۳۵: ۲۴): اور کوئی اُمّت ایسی نہیں گزری ہے جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

سوالِ دوم: انبیاء علیہم السّلام سے پہلے سب لوگ کہاں اور کب ایک ہی جماعت تھے؟ جواب: جہاں اور جب وہ سب عالمِ ذرّ میں تھے۔

سوالِ سوم: بَعَثَ کے اصل معنی کیا ہیں؟ جواب: روحانی قیامت

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

میں موت دے کر پھر زندہ کرنا اور عالمِ شخصی کے تمام مراحل سے گزارنا تاکہ قیامت اور آخرت کی معرفت ہو۔

سوالِ چہارم: تمام انبیاء کے ساتھ الکتاب نازل کرنے سے کیا مراد ہے؟ جواب: الکتاب امام ہے، کیونکہ ہر نبی کی نورانیت میں امام ساتھ ہوتا ہے مگر ظاہری کتاب کسی نبی پر آسمان سے بعد میں نازل ہوتی ہے۔

سوالِ پنجم: حقّ سے کیا مراد ہے؟ جواب: حق نور ہے، حق فیصلہ کُن نور ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)
سینچر ۴، اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط : ۳۱

آیۂ مبارکہ : کَانَ النَّاس (۲ : ۲۱۳) کو مطالعۂ قرآن کے ساتھ ساتھ عرصۂ دراز سے دیکھ رہا تھا اور اس میں سوچ بھی رہا تھا، مگر اللہ کے فضل وکرم سے کل جس طرح ہادئ زمانؑ نے میرے دل و دماغ کی رہنمائی فرمائی، میں اس کا حقِّ شکر گزاری ادا نہیں کر سکتا ہوں، یہ نورانی ہدایت امامِ زمان علیہ السّلام کی خصوصیّت ہے۔

ہم میں سے ہر ایک کو امامِ آلِ محمدؐ کے چشمۂ نور سے سیراب ہونا چاہیئے یعنی ہمیشہ نور کا پانی پینا چاہیئے۔

کَانَ کے معنی ہیں : وہ تھا، وہ ہوگیا، وہ ہے، کون سے۔ آپ ہمیشہ اس لفظ کے ایک ہی معنی میں کیوں محدود ہوتے ہیں؟ جبکہ اس کے تین معنی ہیں! پس ممکن ہے کہ مذکورہ آیت کا ایک مفہوم یہ بھی ہو کہ اگر سب لوگوں کو انبیاء سے الگ دیکھا جائے تو وہ صرف ایک گروہ ہیں، نہ مسلمان نہ کافر، یہ تو انبیاء علیہم السّلام ہی کی تعریف ہے کہ لوگ ان کی اطاعت کر کے اچھے سے اچھے مومن ہو سکتے ہیں، اگر لوگ نافرمانی کرتے ہیں تو بدترین کافر ہو جاتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

اتوار ۵، اگست ۲۰۰۱ء

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آئندہ اِمکانات

قسط: ۳۲

قرآنِ حکیم نے اس قانونِ الٰہی کا بار بار ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے جوڑے بنائے ہیں (۳۶:۳۶)، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے پاس اللہ کے حضور سے صرف کتاب نہیں آئی بلکہ نور بھی آیا، یہ نور سب سے پہلے آنحضرتؐ کا وجودِ مبارک تھا اور آپؐ کے بعد آپؐ کی آلِ پاک کا ہر امام یہ نور = قرآنِ ناطق = صاحبِ تاویل ہے۔

یہاں سے صاف صاف یہ معلوم ہوا کہ حضرتِ ربِّ تعالیٰ شانہٗ نے جو بابرکت اور پُرحکمت کتاب تمام پیغمبروں کے ساتھ ساتھ نازل فرمائی وہ حضرتِ امام کا نورِ اقدس تھا یعنی امام تھا، اور جتنی آسمانی کتابیں ہیں وہ بعد میں نازل ہوئیں، اسی وجہ سے تاویل کی اصطلاح بنی، جس کے لفظی معنی ہیں: کسی چیز کو اوّل کی طرف لے جانا، یعنی کتابِ صامت کی کسی مثال کی حقیقت کو جاننے کے لئے کتابِ نور = کتابِ ناطق کی طرف لے جانا، کہ وہی اوّل ہے، یہ ہوئے تاویل کے لفظی اور اصطلاحی معنی۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
اتوار ۵ ۔ اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط : ۳۳

سورۂ ھود (۱۱ : ۷) تاویلی مفہوم :۔

اور (خدا) وہی ہے جس نے عالمِ دین کے نمونے پر عالمِ شخصی کے آسمانوں اور زمین کو چھ دِنوں میں پیدا کیا، اب اس کا عرش بحرِ علم پر ظاہر ہوا (اس سے پہلے بھی یہی سُنّتِ الٰہی چلتی آئی تھی جس میں کوئی تبدیلی نہیں) تاکہ تم کو آزما کر دیکھے کہ تم میں عِلماً وَ عملاً کون بہتر ہے۔

عالمِ شخصی کی تخلیق و تکمیل اور بحرِ علم پر عرشِ الٰہی کے ظہور کا یہ پُرحکمت معجزہ یقیناً عظیم معجزات میں سے ہے، اہلِ معرفت یہاں نہ معلوم کیوں اس رازِ قرآنِ عزیز سے مست و حیران ہیں کہ یہی آسمانی عرش (تخت) جہاں پانی پر ہے وہاں یہ بھری ہوئی کشتی (۳۶ : ۴۱) بھی ہے، اور عارفین اس معجزہ در معجزہ کے باب میں یہ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کشتی در کشتی ہے جو امامِ آلِ محمدؐ ہے، اور یہاں بیان کرنے کے لئے بہت سی عظیم حکمتیں موجود ہیں، اِن شاءاللہ !

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

پیر ۶، اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط : ۳۴

سورۂ یاسین (۳۶ : ۴۱) ترجمۂ آیت : اور ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا۔

یہاں کئی علمی سوالات ہیں وہ سب آپ پر چھوڑتے ہیں، چونکہ ہم نے تاویلی مفہوم کا بیان شروع کیا ہے لہٰذا اسی کو جاری رکھتے ہیں : بھری ہوئی کشتی ظاہری اور جسمانی نہیں بلکہ یہ روحانی اور نورانی ہے، ذرّیت کا لفظ یہاں روحوں کے لئے آیا ہے، پس امامِ آلِ محمدؐ ارواح کے لئے روحانی اور نورانی کشتی ہے۔

یہ پاک و پاکیزہ کشتی اگرچہ روحوں سے بھری ہے پھر بھی اس میں بےشمار روحوں کی گنجائش ہے، کیونکہ رُوح لامکانی ہے اس لئے یہ جگہ نہیں گھیرتی ہے، جبکہ اس کی صفت لامکانی ہے، جب آپ روحاً بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے تو کیا آپ خدا کے اس تخت پر نہیں تھے جو بحرِ علم پر تھا؟ اس میں کیا کیا حکمتیں ہو سکتی ہیں؟ آپ کچھ حکمتیں بیان کریں۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

پیر ۶، اگست ۲۰۰۱ ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۳۵

اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ کے فضل وکرم سے ہمیں تاویلی مفہوم ایک خصوصی رحمت ہے، لہٰذا تاویلی مفہوم ہی کی زبان میں بات کرتے ہیں، کہ اللہ جو ارحم الراحمین ہے، جن روحوں کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیتا ہے وہ ایک اعتبار سے فنافی الامام ہو جاتی ہیں، بحوالۂ سورۂ رحمٰن: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئَاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۚ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۵۵: ۲۴-۲۷) اس حوالے میں نجات کی تمام خدائی کشتیوں (الْجَوَارِ الْمُنْشَئَاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ) کا ذکر ہے اور ۲۶-۲۷ میں یہ ارشاد ہے کہ وہ سب فنافی الامام ہو جاتے ہیں اور صرف امام جو وجہ اللہ ہے باقی رہتا ہے، یعنی تمام لوگ امام ہی میں باقی رہتے ہیں، کیونکہ یہاں کا بیان صرف اور صرف اللہ کی نعمتوں سے متعلق ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

پیر ۶، اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۳۶

قرآنِ حکیم تمام لوگوں کے لئے ہدایت نامۂ الٰہی ہے، اس کے جملہ مضامین میں خاص مضمون ہدایت اور معرفت ہے، لہٰذا آئیے ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ انسان کو ہلاکت سے بچ کر ابدی زندگی حاصل کرنے کا کونسا طریقہ بتایا گیا ہے؟ اس سوال کا جوابِ شافی سورۂ قصص (۲۸: ۸۸) میں اس طرح موجود ہے: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ = ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرہ کے (یہ انسان کی طرف اشارہ ہے) پھر چارۂ کار فرمایا گیا ہے: سوائے اس کے چہرہ کے = وجہُ اللہ = علی = امام۔ یعنی تم سب اپنے اپنے امامِ زمان میں فنا ہو کر امام ہی میں زندۂ جاوید ہو جاؤ اور اللہ نے حضرتِ امام علیہ السّلام کو اسی عظیم مقصد کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

۷ر اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ امکانات

قسط: ۳۷

وجہُ اللہ کے بارے میں ہزار حکمت (حکمت: ۹۱۷) کو بھی پڑھ لیں۔

رسولِ اکرم صلعم کے بعد حضرتِ علی علیہ السّلام ہی مُؤوّلِ قُرآن ہے، اور آپ کے سلسلۂ اولاد کا ہر امام اپنے وقت میں یہی مرتبہ رکھتا ہے، کیونکہ اسلام اللہ کا مکمّل دین ہے اور اس میں اللہ کی نعمتیں تمام کی تمام موجود ہیں۔

سورۂ نور (۲۴: ۳۵) کو آپ نے خوب غور سے پڑھا ہوگا اس میں خزائنِ قرآن کی کلیدیں ہیں مگر یہ کلیدیں اہلِ معرفت ہی کے لئے خاص ہیں، مثلاً نُورٌ عَلٰی نُور، یہ سلسلۂ نورِ دائم ہے جو آدم سے بھی بہت آگے جاتا ہے، یہی نور اللہ کی مضبوط رسّی بھی ہے اور یہی صراطِ مستقیم بھی ہے اور یہی نورِ الٰہی کا مظہر بھی ہے، جس کا ذکر سارے قرآن میں موجود ہے، یہی نور عالمِ دین اور عالمِ شخصی میں بھی موجود ہے اور یقیناً یہی سلسلۂ نورِ امامت ہے اور اسی وجہ سے خدا کی خدائی میں بہت سی روحانی قیامات ہیں جن میں نجات کی کشتیاں بھی بہت ہیں، جن کا ذکر ہو چکا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
منگل ۷، اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ امکانات

قسط: ۳۸

سورۂ دھر (۷۶: ۱) هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا = کیا انسان پر دھر = زمانِ ناگزرندہ = زمانِ ساکن کا ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا؟ یہ معرفت کی بہت بڑی بلندی کا سوال ہے، کئی فنائیں ہیں، مگر آخری فنا حقّ الیقین کی منزل میں ہے، یہ آخری فنا بھی دراصل امامِ مبین ہی میں ہے کیونکہ امامِ مبین کا کلیّہ ایسا نہیں کہ اس سے کوئی چیز باہر ہو، بہرکیف آخری فنا کے بعد عارف فنائے مطلق ہو جاتا ہے۔

انسان کا کوئی قابلِ ذکر چیز نہ ہونے کا بیان منفی نہیں، مثبت ہے، لہٰذا یہ عارف کے فنائے مطلق ہونے کا ذکر ہے، یقیناً جب عارف فنائے مطلق ہوتا ہے تو اس حال میں عارف کا نہ تو کوئی نام باقی رہتا ہے اور نہ کوئی نشان یہاں کئی عرفانی اَسرار ہیں، اور کئی تفسیری و تاویلی آیات بھی ہیں، مثلاً وہ آیات جن میں پیدائشِ اوّل کا ذکر ہے۔ یا رجوع کا ذکر ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

بدھ ۸۔ اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۳۹

جن خوش نصیب مومنین و مومنات کو اسرارِ معرفت کی تلاش ہے، ان کو نفسِ واحدہ کے باب (بارہ) میں جاننا چاہئے، نفسِ واحدہ سب سے پہلے حضرت آدم خلیفۃُ اللہ علیہ السّلام ہے وہ اپنے امامِ زمانؑ کا ایک مرید مستجیب تھا، وہ بڑا راسخ العقیدہ اور امامِ وقت کا عاشق تھا، اس کو کسی طرح سے اسمِ اعظم کا ذکر عطا ہوا، وہ بڑا محنتی تھا اور وہ دارُ الضِّد میں رہتا تھا، لہٰذا رفتہ رفتہ وہ ذکرِ اکبر میں کامیاب ہوگیا، اور اس کے لئے روحانی قیامت برپا کی گئی جس میں نہ صرف قصّۂ آدم کی تاویل ہے بلکہ قیامت کے تمام واقعات کی تاویلات بھی ہیں۔

سوال: کیا قصّۂ آدم ھبوطِ آدم سے شروع نہیں ہوتا ہے؟ جواب: آدم اور آدموں کا قصّہ ایک بڑے وسیع دائرے پر ہے جس کا کوئی سرا نہیں، پس تم جہاں سے چاہو اس دائرے پر چلنے کا آغاز کر سکتے ہو، اور ھبوطِ آدم = آدم کے زمین پر اترنے کی کئی مثالیں ہیں۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بدھ ۸/ اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۴۰

یہ حدیثِ قدسی کا ترجمہ ہے: اے ابنِ آدم = اے آدمِ زمان کا بیٹا = اے آدمِ زمان کا فرزندِ روحانی میری اطاعت کر تاکہ میں تجھ کو اپنی مثال پر زندۂ جاوید بنادوں گا کہ تو کبھی نہیں مرے گا۔۔۔۔

یہ ارشاد انقلابی تصوّرات کا بہت بڑا خزانہ ہے، اس حدیثِ قدسی کے مفہوم کو کبھی بھول نہ جانا، ہرگز ہرگز فراموش نہ کرنا، یہ حدیثِ قدسی کتابِ زادالمسافرین ص ۱۸۳ پر موجود ہے۔

سورۂ اَنعام (۶: ۱۶۵) میں ارشاد ہے: وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے تم کو زمین کے خلیفے بنائے، اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دئے، تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بیشک تمہارا رب سزا دینے میں بھی بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔

یہ آیۂ شریفہ اس آیت کی تفسیر و تاویل ہے جس کو آیتِ استخلاف کہتے ہیں (۲۴: ۵۵) اور خلائف البتہ حدودِ دین ہیں جو جسمِ لطیف میں بھی ہوتے ہیں، اور کائناتی زمینیں ستّر ہزار ہیں، اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) بدھ ۸، اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۴۱

بحوالۂ سورۂ حٰمٓ السّجدۃ: وَإِذَآ أَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡإِنسَانِ أَعۡرَضَ وَنَـَٔا بِجَانِبِهِۦ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ (۴۱: ۵۱)۔

ترجمۂ آیت: انسان کو جب ہم نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیرتا ہے اور اکڑ جاتا ہے، اور جب اسے کوئی آفت چھو جاتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

یہاں قرآن کا ایک حکیمانہ سوال آپ کے سامنے ہے کہ بوقتِ مشکلات لمبی چوڑی دعائیں جائز ہیں یا نہیں؟ جواب: کیوں نہیں! زیادہ سے زیادہ یادِ الٰہی باعثِ برکت اور وسیلۂ نجات ہے، اس لئے یہاں درپردہ لمبی چوڑی دعاؤں کی تعریف ہے، ایسی دعا وہ مومنین کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر یقینِ کامل رکھتے ہیں، اور مختصر سی دعا کر کے خاموش ہو جانا مایوسی کی علامت ہو سکتی ہے اور مایوسی کفر ہے۔

آپ خدا کی ہر نعمت پر شکر کریں اور ہر مشکل میں دعا کریں اور یہ کوشش کریں کہ خدا کے دوستوں میں سے ہو جائیں۔

آپ ہمیشہ خدا کو یاد کریں اور اس میں اتنی ترقی کریں کہ دل کبھی یادِ الٰہی کے

ISW Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

بغیر نہ ہو، اور رفتہ رفتہ ایسی نیک عادت بنالیں کہ یہ بیحد شیرین یاد دل سے چھن نہ جائے، اور یہ ہمیشہ خیال رکھنا کہ شیطان کی پہلی کوشش یادِ الٰہی کو بھلانے کے لئے ہوتی ہے۔

اللہ کا زندہ اسمِ اعظم محمدؐ و علیؑ اور امامِ زمانؑ ہیں، آپ حکمت سے کام لیں اور خدا کے زندہ اسمِ اعظم سے عشق کریں، اسی طرح اگر آپ کو خدا کے زندہ اسمِ اعظم کا عشق ہوگیا تو اِن شاءاللہ شیطان دور ہو جائے گا اور آپ کا ذکر خود بخود جاری رہے گا۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئی)
جمعرات ۹۔ اگست ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آئندہ امکانات

قسط: ۴۲

یہ بیان قرآنِ حکیم ہی کے مطابق ہے کہ خدا کے حکم سے حضرتِ امام علیہ السّلام امامُ النّاس (سب لوگوں کا امام) بھی ہے اور امام المتّقین بھی، امامؑ کا عام روحانی تعلّق تمام لوگوں سے ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرتِ ابراہیمؑ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے امام بنایا تھا (۲: ۱۲۴) اور آلِ ابراہیمؑ کے بعض أئمہ کو دیکھیں: (۲۱: ۷۳) اور حضرتِ امام علیہ السّلام کا خاص روحانی تعلّق جو پرہیزگاروں سے ہے اس کے لئے دیکھیں: الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔

ا = اوّل = قلم = عقل = نورِ محمّدی۔ ل = لوح = ثانی = نورِ علی۔ م = مرقوم وہ کتابِ ناطق = امام ہے جس میں شک نہیں بلکہ یقین ہی یقین ہے، تاکہ یہ ذریعۂ ہدایت ہو پرہیزگاروں کے لئے، یہ حضرتِ امام علیہ السّلام کا خاص روحانی تعلّق ہے پرہیزگاروں کے ساتھ، اسی لئے مولا علیؑ نے ارشاد فرمایا: اَنَا ذٰلِكَ الْكِتَاب = میں وہ کتاب ہوں جس کا نام الف لام میم ہے (کوکبِ دُرّی باب سوم)۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعہ ۱۰؍ اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۴۳

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۱۷-۷۲) کو خوب غور وفکر اور دانشمندی سے پڑھو، اہلِ معرفت نے چشمِ باطن سے یہی مشاہدہ کیا ہے کہ امام ہی بحکمِ خدا تمام لوگوں کو روحانی قیامت میں بلاتا ہے، کیونکہ بفرمودۂ مولا علی آپ علیہ السّلام ہی ناقور، قیامت، اور قائمِ قیامت ہیں، یہ ہوا حضرتِ امامؑ کا تمام لوگوں کے ساتھ عام روحانی تعلّق، جبکہ پرہیزگاروں کے ساتھ امامِ عالی مقام کا خاص تعلّق ہے۔

یہاں دوسری آیت ۱۷: ۷۲ میں یہ فرمانِ الٰہی آیا ہے کہ جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا، اور اس کی وجہ یقیناً یہی ہے کہ وہ دُور کا گمراہ ہو گیا چونکہ اس نے ہادئ برحق کی پیروی نہیں کی۔

آپ کو شاید یہ حکمت یاد ہوگی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اگر آیت کے شروع میں کوئی سوال اٹھتا ہے تو اکثر اس کے آخر میں اس سوال کا جواب موجود ہوتا ہے، چنانچہ اس آیت میں کسی شخص کے دنیا و آخرت میں اندھا رہنے کی وجہ دُور کی گمراہی بتائی گئی ہے۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

جمعہ ۱۰ر اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۴۴

آپ سورۂ زُمر (۳۹: ۶۳) کی یہ آیۂ شریفہ پڑھیں: لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

ترجمہ: زمین اور آسمانوں (کے خزانوں) کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اور جو لوگ اللہ کی آیات سے کفر کرتے ہیں وہی گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔

مولا علیؑ نے فرمایا: میں ہوں: آیاتُ اللہ اور امینُ اللہ۔ بحوالۂ کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت ۸۰۔

یعنی زمین اور آسمانوں کے خزانوں کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں اور قرآنِ حکیم زمین پر ہے جس میں بے شمار خزانے ہیں، اور ان میں ایک بہت ہی عظیم خزانہ اسمِ اعظم = اسماءُ الحُسنیٰ کا ہے، یہ جملہ بابرکت اور پُرحکمت اسماء حرفی اور تحریری ہیں جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوسرے اسماءُ الحُسنیٰ زندہ اور نورانی ہیں (۷: ۱۸۰)۔

ہر خزانے پر ایک خزانہ دار مقرّر ہوا کرتا ہے، پس بحکمِ خدا امامِ مبین علیہ السّلام قرآنِ پاک کے تمام خزانوں کا خزانہ دار ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ن ۔ ن ۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس ۔ آئی)

کراچی جمعۃ المبارک ۱۰۔ اگست ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آئندہ اِمکانات

قسط: ۴۵

ظاہری کائنات سب کی سب عالمِ شخصی میں سموئی ہوئی ہے، لہٰذا اسی کے آسمانوں اور زمین کے خزانے خاص ہو سکتے ہیں، پس ان تمام خزانوں کی کنجیاں اللہ نے امامِ مبین میں رکھی ہیں، آپ عشق و محبت اور علم و عمل سے امامِ مبین میں فنا ہو کر تمام خزانوں کو حاصل کر سکتے ہیں، اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ!

حضرتِ مولا کا ارشاد ہے: اَنَا خَازِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ = یعنی میں ہوں آسمانوں اور زمین کا خزانچی (منقبت ۸۹) یعنی کائناتِ ظاہر اور عالمِ شخصی کے آسمانوں اور زمین کے تمام خزانوں کا خزینہ دار = خزانچی، یعنی وہ شخص جس کے پاس اللہ کے کُل خزانوں کی کنجیاں ہیں، اور کُلِّیۃً امامِ مبین میں یہ تمام معانی آجاتے ہیں، اور ہم عاشقوں کے لئے صرف امامِ مبین لکھتے ہیں جس سے وہ سمجھتے ہیں کہ قلبِ قرآن میں امامِ مبین کی تعریف کیا ہے؟

ن.ن. (حُبّ علی) ہونزائی (الیس. آئی)

کراچی

سنیچر ۱۱/ اگست ۲۰۰۱ء

آئندہ اِمکانات

قسط: ۴۶

سورۂ حجر (۱۵: ۲۱) وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ۔

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں ایک مقرر مقدار میں نازل کرتے ہیں۔

ہم اس آیۂ مبارکہ کو قانونِ خزائن یا آیتِ خزائن بھی کہتے ہیں، اس کی گہری حکمتوں کا تعلق کائناتِ ظاہر سے بھی ہے اور عالمِ شخصی سے بھی، اور اس پُرحکمت آیت کا اوّلین اشارہ یہ ہے کہ ہر چیز کتنی کئی خزانوں کے فیض سے مکمل ہو جاتی ہے۔

تمام چیزوں کے خزانے مکانی طور پر ذاتِ سبحان کے پاس نہیں بلکہ اس کے قبضۂ قدرت اور اختیار میں ہیں اور اللہ نے اپنے جملہ خزانوں اور تمام چیزوں کو امامِ مبین میں گھیر کر اور گن کر رکھا ہے۔

پس قانونِ خزائن کُلّیۃً امامِ مبین سے ہرگز الگ نہیں ہے، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمتِ بے پایان سے علم و حکمت اور معرفت کی جُملہ مشکلات آسان کر دی ہیں، اور اللہ کا سب سے بڑا فضل و احسان یہ ہے کہ اس نے امامِ مبینِ آلِ محمّدؐ کی ملاقات اور معرفت اور اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں اہلِ معرفت کے عالمِ شخصی میں رکھی ہیں، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

ن ۔ ن ۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) کراچی سنیچر ۱۱ / اگست ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آئندہ اِمکانات

قسط : ۴۷

بحوالۂ کتاب اَحادیثِ مثنوی صہ ۹۶، حضرتِ عیسٰی علیہ السّلام کا قول ہے: لَنْ یَّلِجَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ مَنْ لَّمْ یُوْلَدْ مَرَّتَیْنِ۔

ترجمہ: آسمانوں کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتا ہے وہ شخص جو دو دفعہ پیدا نہیں ہوتا۔

سوال: اس قول کے مطابق دو دفعہ پیدا ہونا کس طرح ہے؟ جواب: مقامِ روح = منزلِ عزرائیلی میں مر کر زندہ ہو جانا، پھر آگے چل کر مقامِ عقل پر مر کر زندہ ہو جانا، یہ ہوا دو دفعہ مر جانا اور دو دفعہ پیدا ہو جانا۔

سوال: جو مومن ایسا نہ ہو سکے تو اس کے لئے کیا ہے؟ جواب: اس کے لئے حدودِ دین کا وسیلہ ہے، یعنی وہ حدودِ دین میں سے کسی میں دو دفعہ مر کر دو دفعہ پیدا ہو جائے گا۔

سوال: آسمانوں کی بادشاہی سے کیا مراد ہے؟ جواب: کائناتی بہشت کی بادشاہی۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

اتوار ۱۲؍ اگست ۲۰۰۱ء

نشانہائے امامِ زمان علیہ السّلام

شہ کریم نورِ حق امامِ زمان — قدوۂ کاملانِ کون و مکان
سبطِ ختمِ رُسُلؐ وہ آلِ علیؑ — نائبِ مرتضیٰؑ ولیٔ زمان
حیّ و حاضر ہے اس جہان میں مدام — چونکہ ہے عقلِ عقل و مایۂ جان
فائض النّور دونوں عالم کا — مثلِ خورشید ہے عیان و نہان
مجھ سے گر پوچھے کوئی اُس کا نشان — بے مثل ہے کہ ہے خدا کا نشان
بے نشان بھی ہے بانشان بھی ہے — مظہرِ حق کی ذاتِ عالی شان
اک نشان یہ کہ حیّ و قائم ہے — از ازل تا ابد شہِ دوران
اک نشان یہ کہ ہے وہ آلِ نبیؐ — ہادیٔ دین قسیمِ نار و جنان
اک نشان یہ کہ جہد کرتا ہے — تاکہ ہو اس جہان میں صلح و امان
علم و حکمت ہے اک نشان اس کا — چونکہ ہے پیشوائے اہلِ جہان

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

حُسنِ سیرت ہے اک نشان اس کا   جس کا ثانی نہیں بہ انس و بہ جان
بے نیازی ہے اک نشان اس کا   وہ نہیں مُدّعی چنین و چنان
کشفِ باطن ہے اک نشان اسکا   تاکہ ظاہر ہو ہم پہ گنجِ نہان
اک نشان یہ کہ ہے وہ دنیا میں   مثلِ کشتیٔ نوح و کشتیبان
اُس کے صدہا نشان ہیں ایسے   جن کا مجھ سے نہ ہو سکا ہے بیان

حقِ توصیفِ شہ ادا نہ ہوا
معترف ہے نصیرِ بے سامان

ایڈیٹنگ کی تاریخ: ۲۳ر جولائی ۲۰۰۱ء

زمزمۂ خدمت

یارو ! نہ فراموش کرو آیۂ خدمت
کونین میں ملتا ہے سدا میوۂ خدمت

خدمت کا شجر میوۂ شیریں سے لدا ہے
اور راحتِ جان سے ہے بھرا سایۂ خدمت

احباب ہزاروں کو میں تحفہ کیا دوں؟
اک تحفۂ گلّی ہے خوشا! تحفۂ خدمت

سردار جو دانا ہے وہ قوم کا خادم ہے
ہر شخص نہیں جانتا یہ مرتبۂ خدمت

جنّت کا خزانہ ہے جنّت کا ترانہ ہے
یہ ولولۂ خدمت یہ زمزمۂ خدمت

خدمت جو عبادت ہے تو تب قبلہ بھی ہوگا
مولائے زمانہ ہے مرا قبلۂ خدمت

ہر چند کہ دنیا میں نعمات بہت سی ہیں
لیکن مزۂ خدمت ! یکتا مزۂ خدمت

کہتا ہے نصیر الدّین اے لشکرِ ایمانی!
جاری ہی رکھو دائم یہ سلسلۂ خدمت

بدھ یکم اگست ۲۰۰۱ء

نوٹ: آیۂ خدمت = سورۂ محمّد ۴۷ : ۷

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۱

سورۂ مومنون (۲۳: ۱۰۱) فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ۔

ترجمہ: پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا، ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا۔

سوال: صورِ قیامت سے رشتے ٹوٹ جانے کا سبب کیا ہے؟

جواب: ہر امامِ آلِ محمدؐ کے زمانے کے آغاز میں ایک روحانی قیامت برپا ہوتی ہے، جس کے لئے جب صور پھونک دیا جاتا ہے تو تب تمام روحیں اس جانشینِ آدم = آدمِ زمان کی ذرّیّت اور نسل قرار پاتی ہیں، اسی طرح تمام لوگوں کا اگلا رشتہ نہ صرف باطن میں بلکہ ظاہر میں بھی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب تمام روحیں آدمِ اوّل میں جمع تھیں تو اس وقت کوئی جسمانی رشتہ نہ تھا، بالکل اسی طرح آدمِ زمان میں کُلّ روحیں جمع ہوگئیں، اور ان کا جسمانی رشتہ کالعدم ہوگیا سوائے رشتۂ نورِ محمدی کے، جو امامِ زمان علیہ السّلام کے ساتھ ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی اتوار ۱۲ر اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲

یہ بات ہم آپ کو قرآنِ حکیم ہی کی روشنی میں بڑی ذمّہ داری سے بتاتے ہیں کہ ہر قیامت اللہ تعالیٰ کی سُنّتِ قدیم کا تجدُّد ہے، اور یہ ایسا کام ہرگز نہیں جو پہلے کبھی نہیں ہوا ہو، پس اللہ اپنے مظہرِ نور = امامِ زمانؑ کے توسط سے جُملہ ارواح کو روحانی قیامت گاہ میں بلاتا ہے (۱۷: ۷۱) تو یہ اللہ کی سُنّتِ بے بدل ہے، جو خدا کی بادشاہی میں ہمیشہ جاری ہے، جس میں تمام روحیں وارثِ آدم یعنی آدمِ زمانؑ میں جمع ہو جاتی ہیں جیسا کہ قبلاً ذکر ہوا، پس ایمان و یقین والوں کا یہ ایک مقدّس فریضہ ہے کہ وہ سُنّتِ الٰہی کی معرفت حاصل کریں اس سے ان کو بہت فائدہ ہوگا کیونکہ مضامینِ قرآن میں سُنّتِ الٰہی کا مضمون بنیادی اہمیّت کا حامل ہے۔

سوال: کیا نُورٌ علیٰ نُور کا قانون اللہ کی سُنّت ہے؟

جواب: جی ہاں یقیناً۔

ن.ن. (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

۱۳ر اگست ۲۰۰۱ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳

سوال: روحانی قیامت کی انتہائی زبردست کائنات گیر طاقت کا سرچشمہ کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے اسمائے بزرگ = اسماء الحسنیٰ = اسمِ اعظم۔

سوال: قرآنِ عزیز میں حٰمٓ سات دفعہ آئے ہیں، اس کی کیا تاویل ہے؟

جواب: اس کی تاویل یہ ہے کہ حضرتِ خاتم الانبیائؐ کے دورِ مبارک میں سات بڑی روحانی قیامتیں قائم ہوئیں جن میں سات دفعہ دینِ حق ادیانِ عالم پر غالب آیا، جس کے لئے قرآن میں وعدۂ الٰہی تھا: ھُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (۹: ۳۳؛ ۴۸: ۲۸؛ ۶۱: ۹)۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔آئی)

کراچی

۱۳راگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴

آپ کے بیان سے ایسا لگتا ہے کہ حضرتِ اسرافیل اور حضرتِ عزرائیل علیہما السلام بھی ایسے دو دریاؤں کی طرح کام کرتے ہیں جہاں ایک سنگم بنتا ہے، بلیشک یہ صحیح ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں روحانی بھیدوں کا ایک بہت ہی بڑا خزانہ موجود ہے، جی ہاں ایسا ہی ہے بفضلِ اللہ۔

سوال: حضرتِ عزرائیلؑ اکیلا ہوتا ہے یا اس کا لشکر بھی ہوتا ہے؟

جواب: ہر عظیم فرشتہ اپنے لشکر کے ساتھ کام کرتا ہے۔

سوال: حضرتِ عزرائیل علیہ السّلام کا معجزانہ عمل کس طرح ہے؟

جواب: وہ حضرتِ قائم علینا سلامہ کے ایک عظیم اسم کو پڑھ رہا ہوتا ہے اور اس کا لشکر قبضِ روح کی غرض سے انسانی بدن میں ڈوب جاتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا (۷۹: ۱) = قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو ڈوب کر روح کو کھینچتے ہیں۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

۱۳؍ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۵

سوال: عالمِ شخصی کی روح کو فرشتے قبض کر کے کہاں لے جاتے ہیں؟
جواب: کُلّ کائنات میں پھیلا دیتے ہیں۔
سوال: اس میں کیا حکمت ہے؟
جواب: اس میں بے شمار حکمتیں ہیں جو سب کی سب اہلِ ایمان کے مفاد میں ہیں، مثلاً تسخیرِ کائنات، عالمِ شخصی کی ہزاروں کاپیاں، کائنات کی ہزاروں کاپیاں۔
سوال: آیا حضرتِ اسرافیل کا نام قرآن میں موجود ہے؟
جواب: جس طرح عزرائیل کا نام قرآن میں مَلَکُ الموت ہے (۳۲: ۱۱) اسی طرح اسرافیل کا نام جَدّ ہے (۷۲: ۳)۔
سوال: کیا یہ درست ہے کہ ہر چیز صورِ اسرافیل کی ہمنوائی میں خدا کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتی ہے؟
جواب: جی ہاں یہ حقیقت ہے، یہاں تک کہ پہاڑ اور پرندے بھی روحانی طور پر صورِ اسرافیل کی ہم آہنگی میں تسبیح خوانی کرتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۱۴/ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ٦

سوال: آیا قرآنِ حکیم میں مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا کا کوئی اشارہ موجود ہے؟

جواب: جی ہاں، یہ اشارہ یا حکم قرآنِ پاک کے کئی مقامات پر ہے۔ ان میں سے مقامِ اوّل وہ ہے جس میں یہ ذکر آیا ہے کہ حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام نے بحکمِ خدا خواب میں اپنے فرزندِ دلبند کو ذبح کیا تھا اور اسی میں تمام مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ سب کے سب اپنے اپنے نفسِ امّارہ کو ایک بار راہِ خدا میں قربان کر دیں، مقامِ دوم وہ ہے جس میں یہ قصّہ ہے کہ بنی اسرائیل کو یہ حکم ہوا تھا: تم سب اپنے اپنے نفس کو قتل کرو (۲: ۵۴)، مقامِ سوم: ترجمہ: ان سے کہو کہ اگر واقعی اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر (بہشت) تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے ہی لئے مخصوص ہے تب تو تمہیں چاہئے کہ موت کی تمنّا کرو (یعنی نفسانی طور پر مر جاؤ) (۲: ۹۴)، ان مقامات کے علاوہ بھی قرآنِ حکیم میں صوفیانہ اور عارفانہ موت کا ذکر موجود ہے اور وہ اس طرح سے ہے کہ ایک حدیثِ شریف میں حضورِ انورؐ نے جہادِ اکبر کو لازمی قرار دیا ہے، ہر دانا مومن جانتا ہے کہ اگر حدیثِ شریف میں جہادِ اکبر کا ذکر ہے تو قرآنِ حکیم میں ضرور اس کا ذکر یا اشارہ موجود ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) کراچی، ۱۴؍ اگست ۲۰۰۱ء

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۷

سوال: حضرتِ داؤد علیہ السّلام کا باطنی معجزہ زبور اور معجزۂ صورِ اسرافیل کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب: ان میں دراصل کوئی فرق نہیں جبکہ باطن میں یہ ایک ہی معجزہ ہے۔

یاد رہے کہ قیامت جسمانی اور ظاہری نہیں بلکہ روحانی اور باطنی ہے، وہ انفرادی قیامت کے حجاب میں معجزانہ طور پر اجتماعی قیامت بھی ہے، ایسی قیامت اہلِ معرفت کے لئے شعوری اور باقی کے لئے غیر شعوری ہوتی ہے۔

قیامت امامِ زمان کی طرف سے عطا شدہ اسمِ اعظم سے شروع ہو جاتی ہے۔

قیامت تسخیرِ کائنات کا باعث ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہیں، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۱۴؍اگست ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۸

سوال: آیا وجہُ اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے؟
جواب: جی ہاں، قرآنِ حکیم (۲۸: ۸۸) میں دیکھیں۔
سوال: وجہُ اللہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: اس کا جواب حضرتِ مولانا علی علیہ السّلام نے یہ دیا ہے: اَنَا وَجْہُ اللّٰہِ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (کوکبِ دُرّی، ص ۲۳۲)۔
سوال: کیا دوزخ، بہشت اور کائنات جیسی بڑی بڑی چیزیں بھی فنا ہونے والی ہیں؟
جواب: جی ہاں۔
سوال: اگر بہشت فنا ہو جاتی ہے تو کیا اس کی دائمی نعمتیں ختم نہیں ہوں گی؟
جواب: نہیں ہرگز نہیں، خدا بہشت کا صرف تجدّد کرتا ہے، دوزخ، بہشت اور کائنات کی فنا اور تجدّد کی معرفت کے لئے دیکھیں: سورۂ ہود (۱۱: ۱۰۵۔ ۱۰۸)۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
۱۵ر اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۹

سوال: اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات میں بدیع ایک عالی شان اسم ہے، اس کا قرآنی حوالہ اور معنی کیا ہیں؟

جواب: قرآنی حوالہ سورۂ بقرہ (۲: ۱۱۷) اور سورۂ انعام (۶: ۱۰۱) ہے:
بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِؕ وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ۔

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے، اس کے لئے بس یہ حکم دیتا ہے کہ "ہوجا"، اور وہ ہوجاتی ہے۔

بَدِیۡع: ایجاد کرنے والا، کسی چیز کو بغیر نمونہ کے بنانے والا، اِبۡدَاع کے معنی ہیں کسی صنعت کو بغیر کسی سابقہ نمونے کے ایجاد کرنا، اِبۡدَاع: جب اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہوکر آئے تو اس کے معنی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا کسی شئے کو بلا واسطۂ آلہ اور مادّہ کے اور بلا اعتبارِ زمان و مکان کے ایجاد کرنا، ایجاد کی یہ صورت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ممکن ہے اور کسی کے لئے نہیں، بَدِیۡع جب اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو فَعِیۡل بمعنیٰ فاعل ہوتا ہے، دوسروں کی صفت میں بمعنیٰ فاعل بھی آتا ہے اور بمعنیٰ مفعول بھی (مفردات)۔ (بحوالۂ قاموس القرآن، ص ۱۱۱-۱۱۲)

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) کراچی، ۱۵/ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط:۱۰

سورۂ فرقان (۲۵: ۴۵-۴۶) اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوۡ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا ثُمَّ جَعَلۡنَا الشَّمۡسَ عَلَیۡہِ دَلِیۡلًا۔ ثُمَّ قَبَضۡنٰہُ اِلَیۡنَا قَبۡضًا یَّسِیۡرًا۔

تاویلی مفہوم: کیا تم نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے (یعنی اپنے نور کے عکس کو پھیلا کر کائناتی بہشت بناتا ہے) یہ مقامِ حظیرۂ قدس کے سب سے بڑے اسرار کا ذکر ہے، یہاں بہت زیادہ سوچنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ رازِ معرفت بڑی بلندی کا ہے، یہاں پر حکیم پیر ناصر خسروؒ کا ایک انمول شعر یاد آیا وہ یہ ہے:

زنورِ او تو ہستی ہمچو پرتو
حجاب از پیش بردار و تو او شو

ترجمہ: تو اس کے نور کا گویا پرتو ِ عکس ِ تصویر ہے، پردے کو سامنے سے ہٹا اور تو وہ ہو جا، تو ھُو میں فنا ہو جا تب گنجِ نہان تُو ہے۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔آئی)
کراچی
۱۶؍ اگست ۲۰۰۱ء

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۱۱

سورۂ انبیاء (۲۱: ۱۰۴-۱۰۶) یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ ط کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ط وَعْدًا عَلَیْنَا ط اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ط

ترجمہ: وہ دن جب کہ آسمان کو ہم یوں لپیٹ کر رکھ دیں گے جیسے طُورمار میں اوراق لپیٹ دئے جاتے ہیں، جس طرح پہلے ہم نے تخلیق کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم پھر اس کا اعادہ کریں گے، یہ ایک وعدہ ہے ہمارے ذمّے، اور یہ کام ہمیں بہرحال کرنا ہے، اور زبُور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے، اس میں ایک بڑی خبر ہے عبادت گزار لوگوں کے لئے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۱۶؍ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۱۲

سوال: قسط: ۱۱ میں جو آیۂ کریمہ سورۂ انبیاء کے حوالے سے درج کی گئی ہے، اس میں قرآنِ عظیم کے کیا کیا عظیم الشّان اور پُرحکمت مضامین آئے ہیں؟

جواب: اوّل: تجدّدِ کائنات کا سلسلہ، دوم: عالمِ شخصی اور حظیرۂ قدس، سوم: زبور = کتاب = عالمِ شخصی کی کتاب = حضرتِ داؤد کی کتاب = قرآن، چہارم: وراثت = خلافت = سلطنتِ کائناتی بہشت، پنجم: ذکر و عبادت اور علم و عمل، عابدین و صالحین۔

سوال: آیا کائنات کے تجدّد کا ایک سلسلہ ہے؟

جواب: جی ہاں، آیت میں ایسے الفاظ آئے ہیں، جیسے اعادہ کرنا، فاعلین اور اس کام کا سُنّتِ الٰہی ہو جانا۔ نیز قرآن (۱۱: ۱۰۸) میں ہے کہ بہشت کی عطا کا سلسلہ غیر منقطع ہے: عَطَآءً غَيۡرَ مَجۡذُوۡذٍ۔
نیز بہشت کے پھلوں کے باب میں ہے: لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ (۵۶: ۳۳) = اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھل = میوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کا فنا ہو جانا اپنی جگہ، تجدّد اپنی جگہ، اور بہشت کا ہمیشہ ہونا

اپنی جگہ حق ہے اور ان میں ہرگز ہرگز کوئی تضاد نہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۱۷؍ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّی کائناتی سوال

قسط: ۱۳

سوال: عالمِ شخصی میں کہاں کہاں کُلّی کائناتی معجزات ہوتے ہیں؟
جواب: سب سے پہلے اسمِ اعظم میں حضرتِ ربِّ کائنات کی رُبُوبیّت کا ایک بہت بڑا راز ہے، پھر منزلِ روشن خیالی میں کائناتی معجزات ہیں اور روحانی قیامت کے آغاز میں جبکہ اسرافیل اور عزرائیل کی منزل آتی ہے اس میں تسخیرِ کائنات کے بڑے بڑے معجزے ہوتے ہیں، خروجِ یاجوج وماجوج اور کلامِ دابۃ الارض (۲۷: ۸۲) کے معجزات بھی آغازِ قیامت میں ہیں۔

مولا علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: اَنَا دَابَّۃُ الْاَرْضِ یعنی میں دابۃ الارض ہوں (کوکبِ درّی، منقبت ۲۲)۔

دابۃ الارض سے متعلق آیت کا ترجمہ: اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان پر آپہنچے گا تو ہم ان کے لئے ایک جانور زمین سے نکال لیں گے جو ان سے کلام کرے گا کہ لوگ ہماری آیات (امام = أئمّہ) پر یقین نہیں رکھتے تھے (۲۷: ۸۲)۔

اور سب سے بڑے بڑے کائناتی معجزات حظیرۂ قدس (جبین) میں ہوتے ہیں۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی، ۱۷، اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۱۴

انسانی بدن میں نفسِ نباتی کا مرکز جگر ہے، نفسِ حیوانی کا مرکز دل، اور نفسِ انسانی کا مرکز پیشانی = جبین ہے اور حظیرۂ قدس جبین ہی میں ہے، دراصل انسانی دل وہاں ہے جہاں انسانی روح = نفس ہے، یعنی جبین میں۔

پس جب بھی مومنِ سالک کی جان میں امامِ زمان کا نور طلوع ہونے لگتا ہے تو یہ عظیم معجزہ جبین ہی میں ہوتا ہے، میرے آقا نے اپنے دستِ مبارک سے جبینِ پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہاں بہشت ہے اسی ارشادِ مبارک میں بڑی زبردست حکمتیں ہیں۔

یقیناً یہ عالمِ شخصی کی بہشت اور حظیرۂ قدس ہے، جس کے کئی اسرار کا ذکر ہوا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ مزید اسرار بیان کرنے کے لئے سعی کریں گے۔

حظیرۂ قدس میں علیّین ہے (۸۳: ۱۸-۲۱) یعنی عقلِ کُل، نفسِ کُل، ناطق اور اساس کے چار انوار، جن میں دین کے تمام اسرار جمع ہیں، مگر عالمِ وحدت کی وجہ سے چاروں کا ایک ہی نور ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۱۷/ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۱۵

اے نصیر الدّین تجھ کو سِرِّ اعظم یاد ہے؟
عالمِ عُلوی میں تنہا ایک گوہر ہے کتاب

یعنی عالمِ بالا (حظیرۂ قدس) میں جو گوہرِ عقل ہے، وہی کتابِ مکنون بھی ہے، جس میں قرآنِ حکیم کے جُملہ اسرار جمع ہیں، یعنی نور بھی ہے اور شمس و قمر بھی، اور نجم و نجوم بھی، اور لپیٹی ہوئی کائنات بھی، یہی کنز بھی ہے، لؤلؤ اور مرجان بھی، حور اور غلمان بھی ہے۔

یہی وہ جِنّ ہے جو حضرتِ سلیمان علیہ السّلام کے لئے غوّاصی کر کے سمندر سے موتی نکالتا تھا (۲۱: ۸۲) یہ آسمان سے گرنے والا استارہ ہے، جِنّ کی غوّاصی بھی اسرارِ حکمت کی مثالوں میں سے ایک مثال ہے، یہ موتی ظاہری نہیں باطنی ہوتے ہیں، تر و تازہ گوشت کے لئے سمندر سے مچھلی نکالنا اور موتی نکالنا ایک جیسی مثال ہے (۳۵: ۱۲)۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۱۸؍ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۱۶

جب منزلِ عزرائیلی میں قبضِ روح کی وجہ سے سارا بدن بار بار بے جان ہو جاتا ہے، تو اس وقت صرف جبین میں روح کا زیرین سرا باقی اور باشعور رہتا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ یہ امامِ زمانؑ کے نور کی ابتدائی شعاع ہو، یہاں سے سالک اپنی روحانی موت کا منظر دیکھتا ہے۔

پہلے حضرتِ اسرافیل کا انتہائی حیران کُن معجزہ شروع ہوتا ہے، پھر قبضِ روح کا حیرت انگیز معجزہ ہے، روحانی قیامت طوفانِ نوح ہے، اس کی کشتی کوہِ جودی پر جا کر ٹھہر جاتی ہے، یعنی روحانی قیامت کا سفر گوہرِ عقل تک ہے، اور یہ حظیرۂ قدس میں ہے، یہاں گوہرِ عقل کے ایک جیسے بہت سے مظاہرے ہوتے رہتے ہیں، مگر ہر مظاہرے کا راز الگ ہے، تاہم دُہرائے ہوئے بھید ایک ہیں۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئی)
کراچی
۱۸ / اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۱۷

حظیرۂ قدس حضرتِ آدم خلیفۃ اللہؑ کی بہشت ہے، اسی مقام پر اللہ نے اپنی صورتِ رحمان پر آدم کو پیدا کیا تھا۔

پس آدمِ زمانؑ کے روحانی بچوں میں سے جو بھی اس جنّت میں داخل ہو جاتا ہے تو اپنے باپ آدم کی صورت پر ہو جاتا ہے، اور آدمِ زمانؑ رحمان کی صورت پر ہے۔

پھر حظیرۂ قدس = جنّت میں داخل ہو جانا اور اس کی معرفت حاصل کرنا کتنی بڑی سعادت ہے، سورۂ محمّدؐ (۴۷: ۶) میں اسی جنّت کی معرفت کا ذکر ہے۔

حضرتِ نوحؑ کا روحانی طوفان یہاں تک آکر تھم گیا تھا اور کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری تھی، یہ کوہِ عقل = گوہرِ عقل ہے، یہی مقام حضرتِ موسیٰؑ کا کوہِ طور بھی ہے، حضرتِ ربِّ تعالیٰ نے کوہِ طور = کوہِ عقل پر اپنی تجلّی ڈالی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا، یہی حظیرۂ قدس یقیناً مقامِ معراجِ حضرتِ سیّدالانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بھی ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی، ۱۸، اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۱۸

تخلیقِ آدم کا اصل قصہ قرآن، حدیثِ صحیحہ اور عالمِ شخصی میں محفوظ ہے، چنانچہ حضرتِ آدمؑ آیتِ فطرت ۳۰: ۳۰ کے مطابق ماں باپ سے پیدا ہوا تھا، اس نے دینِ حق کے تقاضا کے مطابق ترقّی کی اور خصوصی ذکر جو اُس کو ملا تھا اس کی مدد سے وہ جسمانی موت سے قبل مرکر زندہ ہوگیا اور عالمِ شخصی کے مراحل کو طے کرتا گیا، تا آنکہ حظیرۃ قدس میں داخل ہوکر صورتِ رحمان پر پیدا ہوگیا۔

اسی طرح حضرتِ ادریسؑ حظیرۃ قدس = جنّت میں صورتِ رحمان پر پیدا ہوا تھا (۱۹: ۵۶-۵۷)۔

حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام حظیرۃ قدس کے جُملہ اسرار کو جانتے تھے (۶: ۷۵-۷۶) آپؑ کو صورتِ رحمان پر پیدا ہو جانے کی عملی معرفت حاصل تھی۔

حدیثِ شریف میں ہے کہ بنی آدم میں سے جو بھی جنّت = حظیرۃ قدس میں داخل ہو جاتا ہے وہ اپنے باپ آدم کی صورت پر ہوتا ہے، اور آدم رحمان کی صورت پر تھا۔

ن۔ ن۔ (حُبّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

۱۹۔ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۱۹

سورۂ آلِ عمران (۳:۳۳) آیۂ اِنتخاب = نورٌ علیٰ نورٍ = ذُرِّیَّۃً بَعۡضُہَا مِنۡۢ بَعۡضٍ = سلسلۂ وارثانِ آدم = سلسلۂ انبیاء و ائمّہ = اللہ کی رسّی۔

سلسلۂ نورٌ علیٰ نورٍ (۳۵:۲۴) سلسلۂ آلِ ابراہیمؑ (۴:۵۴) سلسلۂ نورٌ علیٰ نورٍ سلسلۂ وارثانِ آدم = آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ۔ آدمؑ کی خلافت رہتی دنیا تک ہے = ابراہیمؑ کی امامت رہتی دنیا تک ہے۔

نورٌ علیٰ نورٍ = جب تک دنیا میں قرآن ہے = تب تک نور بھی ہے (۵:۱۵) سلسلۂ نور = اللہ کی رسّی = پاک درخت ہمیشہ پھل دیتا ہے (۱۴:۲۵)، دنیا میں صراطِ مستقیم اور ہادئ برحق ہمیشہ موجود ہے۔

سلسلۂ آلِ ابراہیمؑ = سلسلۂ آلِ محمدؐ = آسمانی کتاب (۴:۵۴)۔

سلسلۂ نورِ دائم = سلسلۂ خلافت = سلسلۂ امامت۔

دنیا میں مُضِلّ (گمراہ کُن = شیطان) ہمیشہ ہے۔ اس کے مقابلے میں ہادئ برحق بھی ہمیشہ ہے، جب جہالت کی تاریکی ہے، تو تب نورِ علم بھی ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

۲۰، اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲۰

الاتقان حصّۂ دوم، نوع: ۶۵۔ قرآن سے مستنبط کئے گئے علوم:۔

اللہ پاک فرماتا ہے: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (۶: ۳۸) = ہم نے کتاب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

اور ارشاد کیا ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (۱۶: ۸۹) اس سلسلے میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار (۱۰۴) کتابیں نازل فرمائیں اور ان میں سے چار کتابوں میں سب کا علم ودیعت فرمایا، وہ چار کتابیں توراۃ، انجیل، زبور اور فرقان ہیں، اور پھر توراۃ، انجیل اور زبور تینوں کتابوں کا علم قرآن میں ودیعت رکھا۔

بے شک اللہ پاک نے سابقہ کتابوں کے علوم قرآن میں ودیعت رکھے ہیں اور پھر قرآن کے علوم کو سورۃ الفاتحۃ میں بھر دیا ہے، لہٰذا جو شخص اس سورہ کی تفسیر معلوم کرلے گا وہ گویا تمام کتبِ مُنَزّلہ (تمام آسمانی کتابوں) کی تفسیر کا عالم ہوگا (الاتقان حصّۂ دوم، نوع: ۷۳۔ قرآن کا افضل اور فاضل حصّہ)۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)

کراچی، ۲۰؍ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّی کائناتی سوال

قسط: ۲۱

کوکبِ دُرّی بابِ پنجم

منقبت ۱۱: تفسیر بحر الدّرر اور ریاض القدس میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک دن امیر المومنینؑ نے مجھ سے فرمایا: اے عبد اللہ! نمازِ عشا سے فارغ ہو کر میرے پاس آنا، جب میں گیا تو فرمایا: اے عبد اللہ تو الحمد کے الف لام کے معنی بھی جانتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ امیر المومنینؑ بہتر جانتے ہیں، پھر ایک پہر رات تک الف اور لام کے معنی میں اس قدر حقائق بیان فرمائے جن کا ایک شمّہ بھی میرے دل میں نہ گزرا تھا، پھر جائے الحمد کی تفسیر کے متعلق معارف بیان کرنے میں رات کا دوسرا حصّہ پورا کر دیا بعد ازاں اپنی زبانِ معجز بیان سے ارشاد فرمایا: اے عبد اللہ جو کچھ میں نے بیان کیا، تو نے سُنا؟ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! ہاں میں نے سُنا اور حیران ہوا، اس وقت فرمایا: یَا عَبْدَ اللّٰہِ لَوْ کَتَبْتُ فِیْ مَعَانِی الْفَاتِحَۃِ لَاَوْقَرْتُ سَبْعِیْنَ بَعِیْرًا۔ یعنی اے عبد اللہ! اگر میں سورۂ فاتحہ کے معنی لکھوں تو ستّر، ۷۰ اونٹ لاد دوں۔

نیز ارشاد فرمایا: جو کوئی سورۂ فاتحہ کو درست طور پر پڑھے وہ آتشِ دوزخ سے بے خوف ہو جاتا ہے اور جو کوئی اس کے معنی واجبی طور پر جانتا ہو۔ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَاَکْرَمَہُ اللّٰہُ بِرُؤْیَتِہٖ وَقُرْبَتِہٖ۔ یعنی بہشت

اس کے لئے واجب ہو جاتا ہے، اور حق تعالیٰ اس کو اپنے قرب اور دیدار سے معزز فرماتا ہے۔

ابنِ عباس کہتے ہیں کہ میں نے اپنا علم آنجناب کے علم کے مقابلہ میں ایسا پایا جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، اور ابنِ فخری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا، لَوْشِئْتُ لَاَوْقَرْتُ بِبَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ سَبْعِیْنَ بَعِیْرًا۔ یعنی اگر میں چاہتا تو بائے بسم اللہ کی تفسیر سے ستر ۷۰ اونٹ لاد دیتا۔

نیز اسی بزرگوار سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المومنینؑ نے فرمایا: اگر میں چاہتا تو تمام لوگوں کے حالات سے خبر دیتا، لیکن مجھے اس امر کا خیال ہے کہ کہیں میری محبّت میں اس شریعت رسول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے منکر نہ ہو جائیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۲۱ر اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲۲

حدیثِ شریف ہے: من رآنی فقد رأی الحق۔ جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا۔ بحوالۂ بُخاری و مُسلم۔

اور مولا علیؑ۔ امام کے دیدار کی شان میں مشہور حدیثِ نبوی ہے: اَلنَّظَرُ اِلیٰ وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ، بحوالۂ اھلِ البیت الاطہار فی الاحادیث النبوّیۃ (گنجینۂ جواہرِ احادیث) تالیف ڈاکٹر فقیر محمّد ہونزائی (بحر العلوم)۔

یہ قانونِ معرفت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خوشدلی سے یاد رہے کہ اہلِ ایمان میں سے جو خوش نصیب لوگ جیتے جی خصوصی ریاضت سے مر کر زندہ ہو جاتے ہیں، وہ اہلِ معرفت کہلاتے ہیں یعنی عارفین، پس ان کے پاس قیامت، آخرت اور بہشت کے ضروری اسرار ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ حضرتِ امام علیہ السّلام کے پاک ناموں میں سے ایک نام وجہُ اللہ اس لئے ہے کہ خدا کا معجزانہ دیدار امام کی صورت میں ہوتا ہے، جو لوگ بیانِ بالا کے مطابق مر کر زندہ ہو جاتے ہیں، ان کی وہ دیوار جو دنیا اور آخرت کے درمیان ہوتی ہے شروع ہی میں یاجوج و ماجوج چاٹ چاٹ کر کھا چکے ہوتے ہیں، لہٰذا اہلِ معرفت وجہُ اللہ۔ امامِ مُبین۔ نُورِ مُنزّل میں خدا کے عظیم معجزات اور

عجائب وغرائب کو دیکھتے ہیں۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۱۲، اگست ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲۳

سورۂ بنی اسرائیل (۷۲:۱۷) وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۔ ترجمہ: اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گُم کردہ ہوگا۔ دنیا میں کوئی شخص چشمِ باطن سے کیوں اندھا رہتا ہے؟ اس کا جواب آیت کے آخر میں موجود ہے، اور اگلی آیت (۷۱:۱۷) میں بھی ہے۔

آیا قرآن اور اسلام میں چشمِ بصیرت حاصل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے؟ کیوں نہیں بہت کچھ اور سب کچھ ہے، الحمد للہ۔

حدیثِ نوافل کو پڑھو اور اس پر عمل کرو جسمانی موت سے قبل نفسانی موت سے مرکر زندہ ہو جاؤ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ عارفین میں سے ہو جاؤ گے، اگر تم سچ مچ مرکر زندہ ہو جاتے ہو تو یہ تمہاری بہت بڑی نیک بختی ہے پھر تم شکر گزاری میں دین کی خدمت کرنا اور ناشکری سے ڈرنا۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

۲۲، اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲۴

سورۂ لقمان (۳۱ : ۲۰) اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ
ترجمہ: (اے اہلِ معرفت!) کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے مسخّر کر دی ہیں، اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں۔

یہاں قرآنِ حکیم کا خطاب دراصل اہلِ بصیرت = اہلِ معرفت سے ہے لہٰذا یقیناً ہر زمانے میں حدودِ دین میں سے کچھ موجود ہو سکتے ہیں تاکہ وہ اَلَمۡ تَرَوۡا = کیا تم نہیں دیکھتے کے مصداق ہوں۔

یہاں صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ دینِ حق میں کسی بھی نعمت کی کمی نہیں ہے، موت قبل از موت ممکن اور آسان ہے، مَنۡ مَاتَ فَقَدۡ قَامَتۡ قِيَامَتُهٗ = جو نفسانی موت سے مرتا ہے اس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے، اور ایسی عارفانہ موت کی قیامت میں بے شمار نعمتیں ہیں اور کوئی نعمت اس بیان سے باہر نہیں ہے۔

یہ کُلّیۂ امامِ مُبین کی واضح اور روشن تفسیر ہے، یہ قرآنِ حکیم کے معجزات میں سے ایک ایسا معجزہ ہے جس کا حیران کُن کام ہے بہت

کم وقت میں بہت زیادہ حکمتوں کو سمجھانا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۲۲، اگست ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲۵

سورۂ لقمان (۳۱ : ۲۰) کا پُرحکمت خطاب یقیناً اہلِ معرفت سے ہے، کیونکہ اس آیۂ کریمہ میں معجزۂ تسخیرِ کائنات کو دیکھنے کا تذکرہ ہے، جو منزلِ اسرافیلی و عزرائیلی میں ظہور پذیر ہوتا ہے، جس کا مشاہدہ صرف اہلِ معرفت ہی کر سکتے ہیں، اسی طرح اس آیۂ شریفہ میں یہ ذکرِ جمیل بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عارفین پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تمام کر دی ہیں، اس میں عالمِ شخصی کے تمام معجزات کی طرف اشارہ ہے یہاں تک کہ جبین = حظیرۂ قدس میں جو جو عظیم معجزے ہوتے ہیں ان کا بھی اشارہ ہے جیسے کتابِ مکنون = گوہرِ عقل، تصوّرِ ازل و ابد، دیدارِ وجہُ اللہ = امامِ زمان، بصورتِ رحمان، عارف کا تولّدِ عقلی، وغیرہ، اور میں ایک ساتھ زیادہ اسرار بیان کرنے سے ڈرتا ہوں، کہیں ان کی بیقدری ہو جائے تو میں مسئول ہو جاؤں گا۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؒ (الیس۔ آئی)
کراچی
۲۲۔ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲۶

کتاب الاتقان حصّہ دوم۔ نوع ۶۵۔ قرآن سے مُستنبط کئے گئے علوم کے مضمون صـ۳۱۹ پر بحوالۂ قاضی ابوبکر بن العربی یہ تحریر ہے: "ابن العربی نے کتابِ قانونُ التّاویل میں بیان کیا ہے کہ قرآن کے علوم پچاس۵۰ علم۔ چار سو۴۰۰ علم، سات ہزار۷۰۰۰ علم۔ اور ستّر ہزار۷۰۰۰۰ علم ہیں"۔۔۔۔

ہم قرآنی تاویل، روحانی سائنس اور قرآنی سائنس کو مانتے ہیں اور اس پر کام کرنے کے لئے سعی کر رہے ہیں، اور اس میں ہم اللہ کے زندہ اسمِ اعظم (اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم) سے مدد چاہتے ہیں۔

ہم سورۂ لقمان (۳۱: ۲۰) کے حوالے سے قرآن کے باطنی علوم کو اللہ کی باطنی نعمتوں میں شمار کرتے ہیں جن کے بغیر باطنی نعمتیں تمام نہیں ہو سکتی ہیں۔

اسلام صراطِ مستقیم کا نام ہے، پس کوئی بھی شخص صراطِ مستقیم کو ایک ہی جست میں طے نہیں کر سکتا ہے، لہٰذا اس مقدس راستے کی چار بڑی بڑی منزلیں ہیں: شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت، اسلام دینِ فطرت ہے اور فطرت میں بتدریج ترقی ہوتی ہے، تاریخ گواہ ہے کہ رفتہ رفتہ یعنی بتدریج فکرِ قرآن میں ترقی ہوئی، اگر فکرِ قرآن میں ترقی کی ذرا بھی گنجائش نہ ہوتی تو قرآن کے تراجم و تفاسیر کا اتنا طویل سلسلہ شروع سے نہ چلا آتا اور نہ قرآن میں اتنے

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

امکانی علوم ہوتے جن کا ذکر ہوا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

۲۳۔ اگست ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲۷

سوال: آیا قرآنِ حکیم میں ہر مشکل سوال کا جواب موجود ہے؟
جواب: جی ہاں، یقیناً، لیکن اس کی ضروری شرط قرآنِ حکیم کی حکمت اور معرفت ہے۔
سوال: حدیثِ شریف میں ہے کہ جو شخص بہشت = حظیرۂ قدس میں داخل ہوجائے تو وہ اپنے باپ آدمِ زمان کی صورت پر ہوجاتا ہے اور آدم رحمان کی صورت پر تھا = ہے، ایسے میں اس شخص کی بشری صورت کہاں جاتی ہے؟
جواب: پیچھے ہٹتی ہے، بحوالۂ قرآن (۶: ۹۴) کیونکہ جب کوئی بشر اللہ کے پاس جاتا ہے تو اپنی ہستی کی ہر چیز اپنے پیچھے چھوڑ کر فردِ مُجرّد بن کر جاتا ہے، تاکہ فنا فی اللہ کے عالم سے باہر آنے پر وہ پہلے ہی کی طرح ایک بشر ہو جائے، جس طرح لوہے کا ایک ٹکڑا جب تک آگ میں ہے تو وہ آگ ہی کی طرح ہے مگر جب اسے آگ سے باہر نکالا جاتا ہے تو وہ ٹھنڈا تاریک اور کالا لوہا ہوجاتا ہے، اگر اس میں عقل وجان ہوتی تو آگ کی معرفت اپنے ساتھ لیکر آتا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۲۴، اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲۸

سوال: سورۂ قمر (۵۴) میں چار مرتبہ یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ذکر کے لئے آسان ذریعہ بنادیا ہے، اس ارشاد میں کیا حکمت ہے؟

جواب: ذکر کے چند معنی ہیں اور خدا نے قرآن کو ہر معنی میں ایک آسان وسیلہ بنا دیا ہے، مثلاً ذکر نصیحت ہے، تو قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ ایسے کلمات ہیں جن میں تمام قرآن کی نصیحت جمع کی گئی ہے، مثال کے طور پر: خدا کی طرف دوڑو، یہ کتنی آسان مگر جامع نصیحت ہے۔

ذکر یادِ الٰہی ہے، تو اللہ کا زندہ اسمِ اعظم کتنا آسان کتنا مبارک یعنی بے شمار برکتوں والا ہے اللہ تعالیٰ کا نورِ مجسّم = اسمِ اعظم = امامِ مبین = کتابِ ناطق = قرآنِ ناطق = معلّم و مؤوّلِ قرآن = خلیفۂ رسولؐ = ولیٔ امر = ہادیٔ زمان میں کُلّ خدائی چیزیں جمع کر کے کتنی آسانی پیدا کی گئی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

۲۴، اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۲۹

سوال: سورۂ فُرقان (۲۵) میں الظِّل یہ کونسا سایہ ہے؟ یعنی کس چیز کا سایہ ہے؟

جواب: یہ ظِلِّ الٰھی ہے۔

سوال: ظِلِّ الٰھی کس طرح ممکن ہے؟

جواب: جب حضرتِ آدم خلیفۃ اللہ علیہ السّلام حظیرۂ قدس میں داخل ہو گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے اپنی صورتِ رحمان پر پیدا کیا، پس ایسے میں آدم اللہ کے پاک نور کا عکس ہو گیا، جیسے آئینے میں سورج کا عکس ہوتا ہے، اللہ نے اپنے نور کے اس عکس کو ظِلِّ الٰہی کی مثال میں پھیلایا اور اس سے انبیا و اولیا اور نیک لوگوں کو پیدا کیا، یہ ہوئے ظِلِّ الٰہی کے پھیلاؤ کے معنی۔ جب دنیا میں نورِ منزّل نورِ مجسّم ہے تو گویا ظِلِّ الٰہی ہے، پس تمام بنی آدم خاص و عام حضرتِ آدم = صورتِ رحمان = سایۂ ربّ کا پھیلاؤ ہیں، لہٰذا خدا سب لوگوں کو فلٹر کرتے کرتے دوسرے آدم میں پھر صورتِ رحمان پر پیدا کرتا ہے، یہ اس کی قدرتِ کاملہ اور رحمتِ بے منتہا ہے جس کو اکثر لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں پھر شکر کیسے کر سکتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئی)

کراچی، سنیچر ۲۵ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۰

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے: هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ (۹: ۳۳؛ ۴۸: ۲۸؛ ۶۱: ۹)۔

ترجمہ: اللہ وہی تو ہے جس نے اپنے محبوب رسول کو دینِ حق اور ہدایت اور جانشین (صاحبِ قیامت) دے کر بھیجا تاکہ آپؐ کا جانشینؑ روحانی قیامت کی دعوت اور جنگ سے دینِ حق کو باقی ادیان پر غالب کر دے۔

یاد رہے کہ اللہ کا کوئی وعدہ ایسا نہیں جو عملاً پورا نہ ہو، اللہ نے جو جو کام رسولؐ کے سپرد کئے تھے ان میں سے بعض زمانۂ نبوّت میں انجام پزیر ہو گئے اور بعض آپؐ کے جانشین اماموں کے زمانوں میں عمل میں آ گئے، اللہ تعالیٰ نے دینِ حق کے غالب ہونے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس کے مطابق پہلی ہی قیامت میں دینِ حق تمام ادیان پر غالب آیا اور پھر ہر امام کے زمانے میں جو قیامت ہوئی اس میں اس غلبۂ دینِ حق کا تجدّد ہوا۔

قیامت دینِ حق کی آخری دعوت بھی ہے اور روحانی جنگ بھی ہے جس میں دنیا کے سب ادیان والے صورِ اسرافیل کی دعوت پر قیامت گاہ میں جمع ہو جاتے ہیں، اور یہی دینِ حق کا غلبہ اور فتح ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(نوٹ: آیۂ مذکورۂ بالا قرآنِ پاک کے تین مقام پر آئی ہے جس کے حوالہ جات اوپر درج ہوئے ہیں)۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
۲۶؍ اگست ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۱

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَیَاۡبَی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَہٗ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ (۹: ۳۲؛ ۶۱: ۸)۔

ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے (پھونک مار کر) خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اس کے سوا کچھ مانتا ہی نہیں کہ اپنے نور کو پورا کر ہی کے رہے اگرچہ کفّار بُرا مانیں۔

سب جانتے ہیں کہ اللہ کا نور آسمان و زمین دونوں میں ہے، پس سوال ہے کہ آیا مذکورہ آیت میں جیسا بیان ہے، اس کا تعلّق اللہ کے اس نور سے ہے جو آسمان میں ہے یا یہ اس نور کا قصّہ ہے جو زمین پر ہے؟ جواب: حق بات تو یہ ہے کہ یہ نورِ مجسّم = ہادیٔ برحق کا قصّہ ہے جو زمین پر ہے۔

نورِ خدا ہے کُفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھُونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
اتوار ۲۶، اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۲

سورۂ لقمان (۳۱: ۲۸) میں ارشاد ہے: مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ۔

ترجمہ: تم سب کو پیدا کرنا اور پھر بعد از نفسانی موت دوبارہ جِلا اُٹھانا نفسِ واحدہ = آدم = انسانِ کامل = عارف کی طرح ہے، اللہ سب کچھ سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

سوال: کیا یہ ممکن ہے کہ ہر شخص پر نفسِ واحدہ = آدم کے معجزات گزرے؟
جواب: جی ہاں، اس میں کوئی شک نہیں، اگر ایسا ممکن نہ ہوتا تو معرفتِ کُلّی ممکن ہی نہ ہوتی نہ مساواتِ رحمانی کی کوئی اُمید ہوتی اور نہ ہی بہشت میں علم و معرفت کی ہر نعمت موجود ہوسکتی۔

نفسِ واحدہ کے دو معنی ہے، معنئ اوّل: ایک شخص = ایک جان = ایک رُوح، معنئ دوم: واحدہ بر وزنِ فاعلہ = فاعل، پس نفسِ واحدہ وہ عظیم روح ہے جو بحکمِ خدا تمام روحوں کو بذریعۂ قیامت اپنے ساتھ ایک کرلیتی ہے، پس قرآن نے فرمایا کہ تم بشرطِ اطاعت آدم جیسا ہوسکتے ہو، آیتِ استخلاف (۲۴: ۵۵) کو پڑھو۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی، پیر ۲۷، اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۳

سورۂ اَنعام (۶: ۱۶۵): وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ: اللہ وہی تو ہے جس نے تم کو کائناتی زمین = کائناتی بہشت کے خلیفے = بادشاہ بنائے اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دئے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے، بیشک تمہارا ربّ سزا دینے میں بھی بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔

اس آیۂ شریفہ سے بہت سے اسرار ظاہر ہو رہے ہیں، اعنی ممکن ہے کہ اس کائنات کے باطن میں ستّر ہزار روحانی کائناتیں ہیں، یہ جنّات ہیں، ان میں اتنی بڑی بڑی خلافتیں = عظیم سلطنتیں ہیں، نیک لوگ سب کے سب بہشت میں بھی ہیں اور دنیا میں بھی ہیں، کیونکہ آیۂ شریفہ میں آئندہ عطا ہونے والی خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ یہ ذکر ہے کہ خلافت عطا ہو چکی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئی)
کراچی، پیر ۲۷ اگست ۲۰۰۱ء

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۴

بحوالۂ سورۂ انعام (۶: ۹۸) ہر مومن روحِ مُستقر سے بہشت میں ہے اور روحِ مستودع سے دنیا میں رہتا ہے، اور اس میں خدائے علیم و حکیم کی بڑی زبردست حکمت اور آزمائش ہے، جیسے مولائے روم صوفیٔ اعظم نے فرمایا:۔

ما آمدہ نیستیم این سایۂ ماست

ہم عالمِ بالا سے آئے ہی نہیں ہیں یہ ہمارا مادی وجود ہماری اصل ہستی کا سایہ ہے۔

جیسا کہ شعر ہے:۔

تن چُو سایہ برزمین و جانِ پاکِ عاشقان
در بہشتِ عدن تجری تحتِہا الانہار مست

جسم سائے کی طرح زمین پر ہے، مگر عاشقوں کی پاک جان = روح، اس جنّتِ عدن میں مست ہے، جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

بہشت کی عالیشان نعمتوں میں سے ایک نعمت ظلِّ ممدود ہے (۵۶: ۳۰) یعنی دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں ہے، جس سے روح مراد ہے جو چھاؤں کی طرح بہشت سے پھیل کر دنیا تک آئی ہوئی ہے، عجب نہیں کہ بہت سے ہم خیال لوگ ایک ہی روح کے سائے ہوں۔

سورۂ مُرسلات (۷۷: ۴۱) میں ارشاد ہے: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّ عُیُوْنٍ = متقی لوگ آج سایوں اور چشموں میں ہیں، سائے اور چشمے عظیم روحیں ہیں پس بہشت کے سائے اور چشموں کی نہریں دنیا تک جاری ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
منگل ۲۸، اگست ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۵

بحوالۂ سورۂ ابراہیم (۱۴: ۳۴) ایک عظیم الشّان اور بے مثال کُلیہ ہے، اس میں اگر عقل و دانش سے دیکھا جائے تو چوٹی کی جامع حکمتوں کا ایک انتہائی عظیم خزانہ مل جائے گا، کیونکہ اس میں جتنی حکمتیں ہیں وہ سب کی سب فیصلہ شدہ ہیں، اس کُلّیہ کے مطابق رُوحِ مُستقر کا نظریّہ درست ثابت ہوتا ہے، اس رُوح کے علم اور قانونِ بہشت کے مطابق جتنی نعمتیں ممکن تھیں وہ سب طلب کی گئیں، اور وہ تمام کی تمام عطا ہوئیں، اور وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو کوئی شمار ہی نہیں کرسکتا ہے، ہم نے اس کُلّیہ کو ہزار حکمت (ح-۱) میں بھی لکھا ہے۔

وہ آیۂ شریفہ یہ ہے: وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔

ترجمہ: جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا، اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کرسکتے، حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
منگل ۲۸، اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۶

سورۂ اعراف (۷: ۱۱) وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔

ترجمہ: ہم نے تم کو جسماً اور روحاً پیدا کیا پھر تمہیں اپنے باپ آدم کی طرح صورتِ رحمان پر پیدا کیا پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو، اس حکم پر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

سوال: یہاں حضرتِ آدم اور بنی آدم کا قصّہ ایک ساتھ کیوں ہے؟

جواب: کیونکہ درحقیقت آدم اور بنی آدم خلق و بعث کے ایک ہی قانون کے تحت ہیں (۳۱: ۲۸)، نیز بحکمِ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ تمام روحیں نفسِ واحدہ کے ساتھ حاضر ہوا کرتی ہیں، پس اس قانون کے مطابق جملہ ارواح آدم کے ساتھ تھیں کبھی ساجدین کے ساتھ اور کبھی مسجود (آدم) کے ساتھ، اور یہ بھید اسرارِ معرفت میں سے ہیں، آپ کی روح پر بیشمار واقعات گزرے ہیں، لیکن آپ کو ان میں سے ایک بھی یاد نہیں اگر آپ عارف ہو جائیں گے تو پھر سے ہر واقعہ یاد آئے گا، آپ کو فعلاً آدم ہو کر آدم کو پہچاننا پڑے گا۔

آدم کی قرآنی اور باطنی معرفت بیحد ضروری ہے اس معرفت کے عظیم خزانے میں روح کی معرفت بھی ہے اور حضرتِ ربّ کی معرفت بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) کراچی، بدھ ۲۹ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۷

سورۂ تین (۹۵ : ۱-۸) وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ۔

ترجمہ: قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طورِ سینا اور اس پُرامن شہر (مکّہ) کی = یہ عقلِ کُلّ، نفسِ کُلّ، ناطق، اور اساس ہیں، اور جوابِ قسم ہے: ہم نے انسان کو بہترین تقویم = ارتقائی سیڑھی پر پیدا کیا = یعنی عالمِ شخصی میں درجہ بدرجہ پیدا کرتے ہوئے حظیرۂ قدس تک بلند کیا پھر ہم نے اسے پست سے پست حالت کی طرف پھیر دیا مگر جو لوگ حقیقی مومن ہیں اور علم و عمل میں سبقت کر چکے ہیں، ان کے لئے بے انتہا اجر و ثواب ہے، تو (اے رسولؐ) ان دلیلوں کے بعد تم کو روزِ جزا کے بارے میں کون جھٹلا سکتا ہے، کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے (ہاں ضرور ہے)۔

یہاں بھی روحِ مستقر اور روحِ مستودع کا قانون کارفرما ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی، بدھ ۲۹، اگست ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۸

سورۂ نساء (۴: ۶۹) ترجمہ: جو لوگ اللہ اور رسول کی حقیقی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاءؑ اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

سوال: یہ آیت کس آیۂ کریمہ کی تفسیر کر رہی ہے؟ جواب: یہ تفسیر ہے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ کی۔

سوال: موصوفِ بالا حضرات کی رفاقت حقیقی مومنین کے لئے کہاں کہاں حاصل ہو سکتی ہے؟ جواب: سرتاسر صراطِ مستقیم پر، تمام عالمِ شخصی میں، حظیرۂ قدس میں، بہشت میں، اس رفاقت میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے یعنی اس میں عظیم اسرار ہیں۔

جب آپ اللہ تعالیٰ کی سکھلائی ہوئی دعا کے معنی میں یہ درخواست کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں راہِ راست پر چلا لے، ان لوگوں کی راہ پر، جن پر تو نے انعام فرمایا ہے، تو حق بات یہ ہے کہ یہ دعا بہت بڑی جامع الجوامع اور کائنات گیر ہو گئی، اور اس دعا میں بنیادی بات یہ ہے کہ تم جیتے جی مر کر زندہ ہو سکو کیونکہ اس کے بغیر انبیاء و اولیاء علیہم السّلام کے نقشِ قدم پر چلنا ناممکن ہے، اللہ تمہاری مدد کرے اور کوئی وسیلہ بنا دے آمین!

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔آئی) کراچی، بدھ ۲۹ر اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۳۹

سورۂ نور (۳۵:۲۴) اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔

ترجمہ: اللہ عالمِ ظاہر = عالمِ دین = عالمِ شخصی کے آسمانوں اور زمین کا زندہ نورِ ہدایت ہے، اس کے نور کی مثل ایسی ہے جیسے ایک طاق (مُراد دہنِ مبارک) جس میں ایک روشن چراغ ہو (نورِ عقل = گوہرِ عقل = کتابِ مکنون = کتابِ مُنیر) اور چراغ شیشے کی قندیل میں ہو، قندیل = فانوس گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا ہے، اور وہ چراغ زیتون کے ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی (ایسا درختِ زیتون نفسِ کُلّی ہے، جو کُلّ کائنات پر محیط ہے) جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو، چاہے آگ اس کو نہ لگے، نور پر نور ہے = نُورٌ عَلٰی نُور۔

ان مبارک و مقدّس کلمات میں سلسلۂ حاملانِ نور کا ایسا ایمان پرور اور روح افزا ذکرِ جمیل ہے کہ جس کی حکمت انتہائی عجیب و غریب اور بڑی زبردست حیران کُن ہے، لہٰذا بعض عاشقانِ نورِ امامت اس آیۂ شریفہ کا وِرد کرتے ہیں۔

اللہ جس کو چاہے اپنے نور کی ہدایت اور معرفت عطا فرماتا ہے، اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

ن ر ۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس ۔ آئی)

کراچی، جمعرات ۳۰ ۔ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴۰

اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے اگلے انبیاء علیہم السلام کو عظیم معجزات سے سرفراز فرمایا تھا لہٰذا بمقتضائے حکمتِ الٰہی حضرت سیدُ الانبیاء والمرسلین محبوبِ خدا کا معجزۂ علمی عقلی یعنی دائمی یعنی قرآنِ حکیم، تمام معجزات کا سردار = بادشاہ کیوں نہ ہو! یقیناً حضرتِ خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کا معجزۂ قرآنِ عزیز جملہ پیغمبروں کے معجزات کا بادشاہ ہے، قرآن نہ صرف مجموعاً ایک انتہائی عظیم معجزہ ہے، بلکہ اسکی ہر آیت بجائے خود ایک عقلی معجزہ ہے، معجزہ عجز سے ہے، لہٰذا معجزہ کسی پیغمبر کے ایسے کام کو کہتے ہیں جو اللہ کی مدد سے کرتا ہے جس کے کرنے سے دنیا کے تمام لوگ عاجز ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآنی آیات کی تاویل امامِ آلِ محمدؐ کے سوا اور کوئی کر ہی نہیں سکتا کیونکہ صرف امامؑ ہی مظہرِ نورِ خدا اور جانشینِ رسولِ پاکؐ ہے۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
جمعہ ۳۱ اگست ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴۱

سورۂ مائدہ (۵: ۵۴) آیۂ کریمہ قرآن میں پڑھیں: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائیگا تو پرواہ نہیں پھر جائے عنقریب ہی خدا ایسے لوگوں کو لائیگا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا، جو مومنوں پر نرم اور کفّار پر سخت ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

کتابِ صنادیقِ جواہر ص۳۴-۳۵، اور کتابِ میوۂ بہشت ص۱۵۸ پر بھی دیکھیں، بعض بہت بڑی اہمیت والی حکمتیں کتابوں میں دُہرائی گئی ہیں۔

آپ امامِ آلِ محمدؐ کے روحانی لشکر کی قرآنی معرفت کے لئے

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

سعیٔ بلیغ کریں، خدا کرے کہ آپ کو اس عظیم لشکر کی باطنی معرفت بھی حاصل ہو!

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
جمُعہ ۳۱۔ اگست ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴۲

بحوالۂ جامع ترمذی، جلدِ دوم، ابواب صفۃ القیامت، عنوانِ صور میں ہے: ایک اعرابی (دیہاتی) آنحضرتؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ صور کیا ہے؟ حضورِ اکرم صلعم نے فرمایا: قَرۡنٌ = یہ ایک سینگ (نرسنگھا) ہے، یُنۡفَخُ فِیۡہِ = جس میں قیامت کے دن پھونک ماری جائے گی۔ کتابِ صنادیقِ جواہر: صندوق: ۳۱، سوال: ۹۷۱ کو بھی دیکھیں۔

حضرتِ مولا علیؑ کا ارشاد ہے: انا النّاقور، یعنی میں ہی ناقور ہوں۔

مولا علی علیہ السّلام کا یہ بھی ارشاد ہے: انا ذوالقرنینِ المذکور فی الصُّحُفِ الاولیٰ = میں ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر اگلے صحف (سماوی) میں ہے۔ کتابِ کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت ۔ ۴۔

المُستدرک، جلدِ سوم، ص ۱۲۳ پر حدیثِ شریف ہے: یَا علی اِنَّ لَکَ کَنۡزًا فِی الۡجَنَّۃِ وَاِنَّکَ ذُوۡقَرۡنَیۡھَا = اے علی تم کو بہشت میں = بہشتِ روحانیت میں = بہشتِ عالمِ شخصی میں ایک خاص خزانہ ہے، اور تم اس میں صاحبِ صورِ قیامت ہو، یعنی تم ہر عالمِ شخصی میں قیامت برپا کرنے والا ہو۔

یہاں یہ اشارہ ہے کہ علی ناقورِ جنّت بھی ہے، اگرچہ جنّت میں ناقور کی وہ سخت آواز نہیں ہے جو قیامت کے دوران ہوتی ہے، تاہم ناقور کی رُوح پرور آواز

بہشت میں ضرور ہو سکتی ہے، تاکہ بہشت سمعی نعمتوں سے خالی نہ ہو، پس علی جنّت میں ناقورِ عشق ہے جس کی آوازِ دل نواز لحنِ داؤدی کی طرح ہو سکتی ہے، کیونکہ بہشت میں ہر قسم کی نعمتیں ہیں، پس یہ بات ناممکن لگتی ہے کہ خوش آوازی کی نعمتیں بہشت میں نہ ہوں۔

پس یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ علی جس طرح مقامِ قیامت میں سخت اور قیامت خیز ناقور ہے، اسی طرح جنّت کے مطابق بہت ہی نرم اور دل نواز ناقورِ عشق بھی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
سنیچر یکم ستمبر ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط : ۴۳

کتابِ زبورِ عاشقین صـ۲۵، بحوالۂ رسائلِ اخوانُ الصّفاء وخُلّانُ الوَفاء رسالۂ موسیقی۔

مُناجاتُ الباری :۔

ترجمہ : حدیث میں روایت کی گئی ہے کہ وہ سب سے بیحد شیرین نغمۂ لاہوتی جو اہلِ جنّت کو حاصل ہوتا ہے اور وہ انتہائی پاکیزہ (ربّانی) نظم جسے وہ سنتے ہیں حضرتِ باری تعالیٰ جلّ ثناءہٗ کی پاک مناجات ہے، جیسا کہ قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے : جس دن وہ اس سے ملتے ہیں (اس دن) ان کی دعا (زندہ وسلامت ہو جاتی ہے) یعنی اسمِ اعظم جو ان کے حق میں حیاتِ ابدی کی دعا ہے، وہ روحانی دیدار کی برکت سے خود گُو اور خودکار ہو جاتا ہے (۳۳ : ۴۴)۔

کہتے ہیں کہ جب حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام نے اپنے ربّ کی مناجات سُن لی تو اس سے ان کو ایسی فرحت، مسرّت، اور لذّت حاصل ہو گئی کہ آپ اپنے آپ پر قابو نہ پا سکے، یہاں تک کہ خوشی کے مارے مست و بیخود ہو گئے، اور گنگنانے لگے، اور اس کے بعد ان کے نزدیک ہر نغمہ، ہر لحن، اور ہر آواز حقیر ہو گئی۔

اے بھائی! اللہ تعالیٰ تمہیں ان اشاراتِ لطیف اور اسرارِ باطن کے

معنوں کو سمجھنے کی توفیق عنایت فرمائے! اور ان کے پیغام کو آپ تک پہنچائے، اور ہمیں بھی اور ہمارے تمام (روحانی) بھائیوں کو بھی جس طرح بھی وہ بستے ہوں اور جن شہروں اور علاقوں میں بھی رہتے ہوں، یہ سعادت نصیب ہو! اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئیؔ)

کراچی

اتوار ۲، ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴۴

سورۂ آلِ عمران (۱۰۱:۳) وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

ترجمہ: جو اللہ کو مضبوط پکڑتا ہے تو وہ سیدھا رستہ پر ہی چلتا ہے۔

اس کے بعد آیت ۱۰۳ میں اللہ کی رسّی کے باب میں حکم ہے کہ تم سب مل جُل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑے رہنا، اور فرقہ بندی نہ کرنا اور تم پر اللہ کا جو انعام ہے اسے یاد کرنا جب تم دشمن تھے تو تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی تو تم اللہ کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر ہی تھے تو اللہ نے اس سے تمہاری جان بچائی اس طرح اللہ اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر چلو۔

یہاں آیت ۱۰۱ کی تفسیر و تاویل آیت ۱۰۳ میں ہے، یعنی اللہ کو مضبوط پکڑنے کے معنی ہیں اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑنا، اللہ کی رسّی سلسلۂ حاملانِ نورِ خدا ہے، اور یہی سلسلہ خود صراطِ مستقیم بھی ہے، قرآنِ حکیم کے چند مقام پر اللہ کو مضبوط پکڑنے کا ذکر آیا ہے، اسکی حکمت کا بیان کیا گیا۔

آپ حدیثِ ثقلین کو کبھی نہ بھولیں آپ اس پاک بنیاد کو کیسے فراموش کر

سکتے ہیں، خدا کا کوئی عاشقِ صادق ہی خدا کو مضبوط پکڑ سکتا ہے، یہ اس وقت ممکن ہے جبکہ بندۂ مومن کا باطن ذکرِ الٰہی کی مضبوط گرفت میں ہوتا ہے، نہ کہ خدا کسی آدمی کی گرفت میں آتا ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
۳۔ ستمبر ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴۵

بحوالۂ سورۂ رحمان سوال ہے کہ رحمان نے قرآن سب سے پہلے کس کو سکھایا؟ جواب: اپنے محبوب رسولؐ کو اور آپؐ کے وصی یعنی علیؑ کو۔

اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھایا، اس کی حکمت کیا ہے؟
جواب: خدا نے انسانِ کامل کو جسماً، روحاً، اور عقلاً پیدا کر کے علمِ بیان یعنی علمِ تاویل سکھایا۔

آیتِ پنجم میں سورج اور چاند کا ذکر آیا ہے، اس لئے یہ قانون یاد رہے کہ دنیا میں سورج اور چاند الگ الگ ہوتے ہیں، مگر حظیرۂ قدس جو عالمِ وحدت ہے، اس میں سورج اور چاند ایک ہی نور رہتا ہے۔

اور تارے اور درخت سب سجدہ ریز ہیں۔

آسمان کو اس نے بلند کیا، یعنی عالمِ شخصی کی زمین کو اس نے اُٹھا کر آسمان بنایا، اور حقائق و معارف کی ترازو آسمان ہی میں قائم کی تاکہ صرف وہی شخص اس ترازو سے کام لے جو علم و معرفت کے اس اعلیٰ مقام تک رسا ہو جاتا ہے۔

زمین کو اس نے سب مخلوقات کے لئے بنایا یعنی علم الیقین کی زمین سب لوگوں کے لئے بنایا۔

پس اے جنّ وانس، تم اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یہاں

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سے اہلِ دانش کو یہ یقین آتا ہے کہ جنّ و انس بھی مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (۵۵:۱۹-۲۰) کے قانون کے تحت ہیں یعنی عالمِ جنّ ایک دریا ہے، اور عالمِ انس ایک دریا، دونوں کے درمیان ایک برزخ = پردہ ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

۳ر ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴۶

سورۂ رحمان (۵۵: ۱۹-۲۰) ترجمہ: دوسمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔

اسی طرح ہیں: امرِ باری تعالیٰ اور عقلِ کُلّ۔ عقلِ کُلّ اور نفسِ کُلّ، نورِ محمّدی اور نورِ علی، قلم و لوح، عرش و کرسی۔ آسمانِ کُلّی اور زمینِ کُلّی۔ وغیرہ بہت سی چیزیں۔

جس طرح قرآنِ پاک (۱۸: ۶۰) میں مجمعُ البحرین کا قانون ہے، ہر ایسے مقام پر ہی علم و حکمت کے موتی اور مونگے ملتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (۵۵: ۲۲)۔

جیسا کہ سورۂ ھود (۱۱: ۷) میں ہے ہر روحانی قیامت اور کامیاب عالمِ شخصی کے نتیجے میں بحرِ علم پر اللہ تعالیٰ کے عرش = تخت کا ظہور ہوتا ہے اور یہی عرشِ اعلیٰ بھری ہوئی کشتی بھی ہے، اور اس میں اصل زندہ کشتی امامِ اہلِ بیتِ رسولؐ ہے، جس کا لقب وجہ اللہ ہے۔

چنانچہ آیاتِ کریمہ (۵۵: ۲۴-۲۷) کا ترجمہ ہے: اور یہ جہاز (کشتیاں) اسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے اُٹھے ہوئے ہیں، پس اے جنّ و اِنس تم اپنے ربّ کے کن کن احسانات کو جھٹلاؤ گے؟

جو ان کشتیوں میں ہیں (سب) فنا ہونے والے ہیں، اور صرف وجہ اللہ = امامؑ، باقی رہنے والا ہے، جو صاحبِ جلالت وکرامت ہے، یعنی بھری ہوئی کشتی دراصل امام ہے، اس میں جتنے لوگ ہیں وہ سب اس مرتبۂ عالیہ میں فنا فی الامام ہو جاتے ہیں، اور یہ ان سب کی بہت بڑی سعادت ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

۳، ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴۷

سورۂ فاطر (۳۵ : ۱۰) میں اس قانونِ الٰہی کا بیان آیا ہے کہ کوئی پاک کلمہ = بات = قول = دعا = ذکر = گریہ وزاری = مناجات = فریاد = ذکرِ خفی، ذکرِ جلی کس طرح مرفوع (بلند) ہو جاتا ہے۔

ارشاد ہے: اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ = اللہ کے پاک حضور میں جو چیز اوپر چڑھتی ہے وہ صرف پاکیزہ قول ہے اور عملِ صالح اس کو اوپر چڑھاتا ہے۔

یہ تو ہر دانا مومن جانتا ہے کہ پاکیزہ قول کیا ہے اور عملِ صالح = نیک کام کیا ہے۔

آپ ہم سے یہ سوال ضرور کریں کہ نورِ مُنَزّل کیا چیز ہے؟ ہم آپ کو قرآن ہی سے بتائیں گے کہ یہ ہادیٔ برحق = امامِ آلِ محمدؐ = امامِ زمان علیہ السّلام ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ذُرِّیَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (۳ : ۳۳-۳۴)

ترجمہ: بے شک خدا نے عوالمِ شخصی سے آدم کو برگزیدہ کیا اور نوح اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو عوالمِ شخصی سے برگزیدہ کیا یہ ایک ہی خاندان کے لوگ ہیں لہٰذا یہ سلسلۂ نورٌ علیٰ نور ہے کیونکہ نورٌ علیٰ نور انتہائی قوی

اور بڑی زبردست اور سب سے غالب دلیل ہے کہ اس کی تردید کے لئے کوئی منکر سوچ بھی نہیں سکتا ہے پس قرآنِ حکیم میں جتنی آیاتِ نور ہیں وہ سب کی سب نورٌ علیٰ نورٍ کی سب سے روشن دلیل کے ساتھ محکم مربوط ہیں۔ الحمد للہ ربِّ العٰلمین۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

۴ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴۸

روحانی عجائب وغرائب اور معجزات بے شمار ہیں، ان میں سے ایک بڑا عجیب معجزہ کوہِ قاف کا مشاہدہ ہے، کوہِ قاف دنیا کے کسی پہاڑ کی طرح ہرگز نہیں، یہ بالکل ہموار پتلی نورانی جھلّی کی طرح نظر آتا ہے جس پر جگہ جگہ ایسے بہت سے الفاظ درج ہیں کہ ہر لفظ کا حرفِ آخر قاف = ق ہے، جیسے عتیق، عمیق، عشق، رتق فتق، حق، حقیق، رحیق، سحیق، شاید یہ قاف قلم کے معنی میں ہو، یا قدرت کے معنی میں، یا قرآن کے لئے، یا قائم اور قیامت کے معنی میں۔ ممکن ہے کہ دیکھنے والے نے صرف اسکی ایک جھلک دیکھی اور یہ ایک بہت بڑی کائنات ہو، کیونکہ مولا علی کا ارشاد ہے: انا جبل قاف = میں ہی کوہِ قاف ہوں۔

سورۂ قٓ (۵۰: ۱) قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ = قسم ہے کوہِ قاف کی اور قرآنِ مجید کی۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
بدھ ۵ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۴۹

حدیثِ قدسیٔ نوافل، بحوالۂ بخاری جلدِ سوم کتابُ الرّقاق، عملی تصوّف صد ۵۴ میں دیکھیں، اس میں اہلِ یقین کو کوئی شک ہی نہیں کہ خدا اپنے بندۂ مقرّب و محبوب کا کان ہو جاتا ہے، جس سے وہ سُنتا ہے، خدا اپنے بندے کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے، ہاتھ ہو جاتا ہے، جس سے وہ پکڑتا ہے، اور پاؤں ہو جاتا ہے، جس سے وہ چلتا ہے۔

اللہ کا وہ نور جو زمین پر ہے یعنی نورِ مُنزل (امام) بندۂ مقرّب و محبوب کا باطنی کان، باطنی آنکھ، باطنی ہاتھ، اور باطنی پاؤں ہو جاتا ہے۔

عُرفاء کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں سب سے پہلے سمعی معجزے کا آغاز ہوتا ہے: وہ داعیٔ روحانی قیامت اور صورِ اسرافیل کی سب سے عجیب و غریب آواز کا سُننا ہے، اسی کے ساتھ ساتھ بصری معجزات بھی شروع ہو جاتے ہیں، وہ ہیں: ذرّاتِ روح کا مشاہدہ اور عالمِ ذرّ نیز یاجوج و ماجوج کا خروج بشکلِ ذرّات وغیرہ یہ روحانی قیامت ہے۔

اگر آپ عاشق ہیں تو آپ کو مبارک ہو، کہ آپ کو حضرتِ ربِّ تعالیٰ کا دیدارِ پاک اور کنزِ مخفی حاصل ہونے والا ہے اور ایسے میں کیا نہیں ہے، سب کچھ ہے سب کچھ ہے، مگر یہ خوف ہے کہ تم شکر کر سکو گے یا نہیں کیونکہ

ISW Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

انسان فطری طور پر ناشکرا واقع ہوا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
جمعرات ۶؍ ستمبر ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۵۰

حضرتِ مولانا علی صلوات اللہ علیہ کا بابرکت ارشاد ہے: اَنَا وَ مُحَمَّد نُورٌ وَاحِدٌ مِنْ نُورِ اللّٰہ۔ ترجمہ = میں اور محمدؐ اللہ کے نور سے ایک ہی نور ہیں۔

حضرتِ مولا کا ارشادِ پاک ہے: اَنَا مَلِكُ اِبنِ مَلِكْ = میں بادشاہ ابنِ بادشاہ ہوں، یعنی امام ابنِ امام ہوں، یعنی حضرتِ عمران = ابی طالب علیہ السّلام امام تھا۔

یقیناً آیۂ آلِ عمران (۳:۳۳) میں عمران حضرتِ ابو طالب علیہ السّلام ہی کا نامِ مبارک ہے، اور سرائر جیسی مُستند کتاب میں بھی حضرتِ ابو طالب کا نام عمران ہے اور کتابُ الاِمامَۃُ فی الاسلام میں بھی حضرتِ ابو طالب کا اسم عمران ہے۔

اِن شاء اللہ ہم آپ عزیزوں کو نورٌ علیٰ نور = سلسلۂ حاملانِ نور کی تفسیر و تاویل قرآنِ حکیم اور حدیثِ شریف دونوں سے بتائیں گے کیونکہ آپ کو اس روشن حقیقت پر یقین تو ہے ہی کہ امامِ زمان کا پاک نور ازل سے چلا آیا ہے تاہم حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کے یقین میں ہر بار اضافہ ہو اور ہر بار اس میں ایک تازہ بہار آئے اور پھر آپ کا دینی شُغل کیا ہونا چاہئے ماسوائے تلاشِ اسرار کے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی، جمعۃ المبارک ۷، ستمبر ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط : ۵۱

بحوالہ کوکبِ دُرّی، بابِ دوم منقبت ۔ ۱ : قَالَ النّبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ۔ کُنْتُ اَنَا وَعَلِیٌّ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیِ اللہِ مُطِیْعًا یُسَبِّحُ اللہَ ذٰلِکَ النُّوْرُ وَیُقَدِّسُہٗ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ اَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللہُ اٰدَمَ رَکَّبَ ذٰلِکَ النُّوْرَ فِیْ صُلْبِہٖ فَلَمْ یَزَلْ یَنْقَلِبُ مِنْ صُلْبٍ اِلٰی صُلْبٍ حَتّٰی اَقَرَّہٗ فِیْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَسَّمَہٗ قِسْمَیْنِ فَصَیَّرَ قِسْمِیْ فِیْ صُلْبِ عَبْدِ اللہِ وَقِسْمَ عَلِیٍّ فِیْ صُلْبِ اَبِیْ طَالِبٍ فَعَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ ۔

ترجمہ : جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی ایک نور تھے، اور وہ نور آدم کو پیدا کرنے سے چودہ ہزار سال پیشتر خدائے عزّ وجلّ کی درگاہ میں طاعت اور تقدیس کرتا تھا جب آدم کو پیدا کیا اس نور کو آدم کے صلب میں رکھا اور برابر ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو عبد المطلب کے صلب میں قرار دیا، پھر اس نور کو دو حصّوں میں منقسم کیا، میرے حصّہ کو عبد اللہ کی پشت میں قائم کیا اور علی کے حصّے کو ابوطالب کے صلب میں، پس علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

جمعۃ المبارک، ۷، ستمبر ۲۰۰۱ء

کُلّ کائناتی سوال

قسط: ۵۲

بحوالۂ کوکبِ دُرّی، بابِ دوم منقبت ۔ ۲ : قال النّبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔ اِن اللہ تعالیٰ خَلَقَنِیْ وَعَلِیًّا مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ بَیْنَ یَدَیِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُ اللہَ تَعَالیٰ وَیُقَدِّسُہٗ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَلْفَیْ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ سَکَنَّا صُلْبَہٗ ثُمَّ نَقَلْنَا مِنْ صُلْبٍ طَیِّبٍ وَبَطْنٍ طَاھِرٍ لَاتُھْتَکُ فِیْنَا حَائِلَۃٌ اِلیٰ صُلْبِ اِبْرَاھِیْمَ حَتّٰی وَصَلْنَا اِلیٰ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَصَارَ قِسْمَیْنِ قِسْمٌ فِیْ عَبْدِاللہِ وَقِسْمٌ فِیْ اَبِیْطَالِبٍ فَخَرَجْتُ مِنْہُ وَخَرَجَ مِنْہُ عَلِیٌّ ثُمَّ اجْتَمَعَ نُوْرًا مِنِّیْ وَ مِنْ عَلِیٍّ فِیْ فَاطِمَۃَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ نُوْرَانِ مِنْ نُوْرِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ: رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: خداوندِ تعالیٰ نے مجھ کو اور علی کو عرش کے سامنے ایک نور سے پیدا کیا، وہ نور آدمؑ کی پیدائش سے دو ہزار سال پیشتر خدا کی تسبیح و تقدیس کرتا تھا، جب خدا نے آدمؑ کو پیدا کیا تو ہم آدمؑ کی پشت میں ساکن ہوئے، پس ہم صلبِ طاہر اور شکمِ پاک سے انتقال کرتے رہے اور ہمارے درمیان کوئی حجاب نہ تھا، یہاں تک کہ ہم ابراہیمؑ کے صلب میں آئے (اور پھر منتقل ہوتے رہے) یہاں تک

کہ ہم عبد المطّلب کی پشت میں منتقل ہوئے، پس وہ نور دو حصّوں میں منقسم ہوگیا، ایک حصّہ عبد اللہ کی صلب میں قرار پایا اور دوسرا حصّہ ابو طالب کی پشت میں، پس میں پشتِ عبد اللہ سے نکلا، اور علی پشتِ ابو طالب سے، بعد ازاں میرا اور علی کا نور فاطمہ میں جمع ہوا اور حسن اور حسین پروردگارِ عالم کے نور سے دو نور ہیں۔

اور حدیثِ مذکور خزانۃ الجلالیۃ میں باین عبارت وارد ہوئی ہے فصار نِصفَینِ نِصفٌ اِلٰی عَبدِ اللّٰہِ وَنِصفُہٗ اِلٰی اَبِی طَالِبٍ فَخُلِقتُ اَنَا مِن جُزءٍ وَّ عَلِیٌّ مِن جُزءٍ فَالاَنوَارُ کُلُّھَا مِن نُورِی وَنُورِ عَلِیٍّ۔ پس وہ نور دو برابر حصّے ہوگیا، ایک نصف تو عبد اللہ کی پشت میں قائم ہوا اور ایک نصف ابی طالب کی پشت میں، پس میں ایک جز سے پیدا ہوا اور علی ایک جز سے، پس تمام انوار میرے اور علی کے نور سے ہیں۔

اور تمہید میں روایت کی گئی ہے کہ ایک دفعہ علیؑ مرتضیٰؑ حضرت مصطفےٰؐ کے پاس آئے، رسولؐ نے فرمایا: مَرحَبًا یَا اَخِی وَابنِ عَمِّی وَ الَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ خُلِقتُ اَنَا وَھُوَ مِن نُّورٍ وَّاحِدٍ۔ یعنی خوشی اور خرمی ہو میرے بھائی اور میرے پسرِ عمّ کو، اور اس ذاتِ برحق کی قسم ہے، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مَیں اور وہ ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

جمعۃ المبارک، ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء

اِنسانی حقیقت کی جامعیّت

دَوَاءُكَ فِيكَ وَمَا تَشْعُرُ ... وَدَاءُكَ مِنْكَ وَمَا تُبْصِرُ
وَتَحْسَبُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيرٌ ... وَفِيكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ
وَاَنْتَ الْكِتَابُ الْمُبِينُ الَّذِي ... بِاَحْرُفِهٖ يَظْهَرُ الْمُضْمَرُ
فَلَا حَاجَةَ لَكَ فِي خَارِجٍ ... يُخَبِّرُ عَنْكَ بِمَا سُطِّرُ

ترجمہ : ۱۔ تیری دوا تیرے ہی پاس ہے اور تجھ کو خبر نہیں، اور تیری بیماری تجھ ہی سے پیدا ہوتی ہے اور تو دیکھتا نہیں۔

۲۔ اور تو خیال کرتا ہے کہ تو عالمِ اصغر ہے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر لپٹا ہوا ہے۔

۳۔ اور تو ہی وہ کتابِ مبین ہے کہ جس کے حرفوں سے پوشیدہ راز ظاہر ہوتے ہیں۔

۴۔ تو تجھ کو خارج کی ضرورت نہیں ہے جو تیرے متعلق لکھی ہوئی باتوں کی خبر دے۔

از دیوانِ حضرتِ علی علیہ السلام

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۱

عالمِ عجائب وغرائب = عالمِ شخصی، دنیا کے ہر بڑے ملک میں ایک عجائب گھر ہوا کرتا ہے، جی ہاں خدا کا سب سے بڑا عجائب گھر عالمِ شخصی میں ہے، پس اے دانا لوگو! آجاؤ دانائی اور حکمت سے کام لو اور اپنے اپنے عالمِ شخصی میں داخل ہو جاؤ، اس میں تم قدرتِ خدا کے بے شمار عجائبات کو دیکھو گے یہاں علم و حکمت اور معرفت کے بہت سے ذرائع اور وسائل بھی ہیں، لیکن تم اس میں داخل ہونے میں کبھی سستی نہ کرنا، دیکھو تم آیۂ استخلاف (۲۴: ۵۵) کی شرطوں کو پوری کرو تاکہ خدا حسبِ وعدہ کائناتی زمین کی خلافت سے تم کو سرفراز فرمائے، دیکھو آیت کو غور سے پڑھو، یہ خلافت بہشت کی بادشاہی ہے، جس میں خدا کی مخلوقات کو دینِ حق کی تعلیم دینا ہے، جس کے لئے ابھی سے تم میں علم ہونا چاہئے، پس تم ضروری طور پر علم کو حاصل کرو، علم نہ غیر ممکن ہے اور نہ سخت مشکل ہے، بلکہ حصولِ علم میں بہت ہی مزہ ہے، لذّت اور خوشی ہے، اور بے حد حلاوت ہے کیوں نہ ہو جبکہ علم جنّت کی شیرین نعمت ہے بلکہ سب سے شیرین ترین نعمت ہے، آپ اندازہ کریں کہ اللہ کی قدرت کیسی زبردست ہے! وہ اپنی قدرتِ کاملہ سے حواسِ ظاہر و باطن کے لئے کیسی کیسی عجیب و غریب نعمتیں پیدا کرتا ہے!

سبحان اللہ!

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) کراچی، ہفتہ ۸ ستمبر ۲۰۰۱ء

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۲

ہاں بیشک یہ عالمِ شخصی ہی کا ذکر ہے، لیکن اس کے عجائب و غرائب کا بیان کما حقہٗ کوئی بھی نہیں کر سکتا ہے کیونکہ یہ وہ کارخانۂ قدرت ہے جس میں بے پایان اور لامحدود چیزیں پیدا ہوتی ہیں، یہ صرف عالمِ شخصی کی طرف توجّہ دلانے کی ایک کوشش ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ عالمِ شخصی کا دوسرا نام بجاطور پر عالمِ عجائب و غرائب ہے، کیونکہ یقیناً اس کی ہر ہر چیز انتہائی عجیب و غریب، بے حد انوکھی اور از بس نرالی ہے، مثلاً آپ جب عالمِ ذرّ کو دیکھیں گے تو آپ کو بے حد حیرت ہوگی۔

چنانچہ میں یہ قصّہ اپنے دوست عزیز محمد خان مرحوم (یارقند چین) کے حوالے سے بیان کرتا ہوں کہ ایک دفعہ کسی صوفی پر کشف ہوا، اس کو عالمِ ذرّ سے کچھ جنّات دکھائے گئے جو ذرّات کی شکل میں تھے، اس نے اپنے اس کشف کا تذکرہ اپنے دوستوں سے بڑی حیرت کے ساتھ کیا اور کہا کہ میں نے تو یہ سُنا تھا کہ جنّات عظیم الجثّہ ہوا کرتے ہیں، آج میں ذرّاتی جنّات کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوگیا ہوں۔

الغرض عالمِ ذرّ ایک مکمل عالم ہے مگر اس کی تمام مخلوقات خدا کی قدرتِ عجیبہ سے ذرّات کے برابر ہیں اور انہی میں لشکرِ سلیمان اور یاجوج ماجوج

بھی ہیں، اور ذرّاتِ ارواح بھی ہیں۔

ن.ن. (حبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
ہفتہ ۸، ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط : ۳

ہر انسان کے دائرۂ وجود = ہستی میں چار عالم ہیں، عالمِ بیداری، عالمِ خیال، عالمِ خواب، عالمِ روحانی۔ دینِ اسلام میں فرائض اور نوافل دونوں کی بہت بڑی اہمیّت ہے، آپ اس حقیقت کو ٹھوس بنیادوں کے ساتھ سمجھنے کے لئے حدیثِ قدسیٔ نوافل کو ضرور پڑھیں۔

ہمارا مرشدِ کامل اور ھادیٔ زمان امامِ آلِ محمدؐ ہے، وہ اپنے مُریدوں میں سے جن کی دلی خواہش اور درخواست ہو ان کو اپنی پاک اور بابرکت دعا کے ساتھ کوئی اسمِ اعظم عطا کرتے ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ ایسا کوئی خوش نصیب مُرید کتنا محنتی، عالی ہمّت، دانا، اور عاشقِ مولا ہے؟ بصورتِ کامیابی اس کا فائدہ اتنا زیادہ ہے کہ وہ احاطۂ بیان میں آ ہی نہیں سکتا، اور نہ ہی اس کی نعمتوں کو کوئی شمار کر سکتا ہے۔

اس خصوصی عبادت کے کئی نام ہیں: کارِ بزرگ = بڑا کام = بیتُ الخیال = نورانی عبادت اور بول وغیرہ، یہ کام ایسا ہے جیسے خدا نے اپنی روح آدم میں بحدِّ قوّت پھونک دی تھی تاہم آدم میں خدائی روح بحدِّ فعل بذریعۂ صورِ اسرافیل پھونک دی گئی تھی کیونکہ ہر انسانِ کامل اور ہر عارف کے لئے تجربۂ روحانی قیامت بیحد ضروری ہے جس کے بغیر علم و حکمت اور معرفت کے عظیم خزائن اور

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

کہیں سے مل نہیں سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بہت سے عاشقوں کی روحیں زبانِ حال سے فریاد کرتی ہیں روحانی قیامت ! روحانی قیامت ! روحانی قیامت ! روحانی قیامت ! لیکن روحانی قیامت بیحد مشکل ہے، اِلّا ماشاءاللہ۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
اتوار ۹؍ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط : ۴

بحوالۂ کتابِ سرائر صہ ۳۱ آدم کا مخصوص نام تخوم بن بجلاح بن قوامہ بن ورقۃ الرّویادی تھا اور اس کے قبیلے کا نام ریاقہ، اور امامِ مقیم حضرتِ مولانا ھُنَید علیہ السّلام تھا، انہوں نے خدا کی جانب سے آدم کو ایک اسمِ اعظم عطا فرمایا، جس میں تمام اسماء کے حقائق و معارف کی کلیدیں تھیں، اسی اصول کے مطابق حضرتِ ربِّ تعالیٰ نے حضرت آدم کو علم الاسماء کی تعلیم دی۔

اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے صفاتی اسمِ اعظم کے معنوی مرکز کیساتھ مربوط ہیں، آپ علم الاسماء کا یہ اساسی قانون بھول نہ جائیں کہ اسمِ اعظم میں امامِ زمان کا نورِ اقدس شروع شروع میں بحدِّ قوّت اور بعد ازان بحدِ فعل موجود ہوتا ہے، اس نورِ پاک کے حدِّ قوّت سے حدِّ فعل میں آنے کا انحصار مومن عاشق کی کوشش پر ہے اگر کوشش ایسی ہے جیسی آدم کی تھی تو پھر ایک روحانی قیامت برپا ہو گی اور پھر سُنّتِ الٰہی کے مطابق سب کچھ ہو گا جو ہونا چاہئے، خدا کرے کہ ہر عاشقِ صادق پر روحانی قیامت آئے! روحانی قیامت! روحانی قیامت! اے کاش ناقورِ عشق! اے کاش ناقورِ عشق! ناقورِ عشق! ناقورِ عشق!

اے حضرتِ اسرافیل علیک السّلام، کیا تُو تھک گیا ہے؟ نہیں نہیں ہم نافرمان بندے حضرتِ داؤد علیہ السّلام کی طرح گریہ و زاری کر کے دیکھیں

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

لیکن ہم نفس کی غلامی میں اسمِ اعظم کو بھول چکے ہیں اس لئے روحانی قیامت میں تاخیر ہو رہی ہے، دوستو! کیا ہم سب ایک نہیں ہیں کیا ہم ایک میں سب نہیں ہیں؟ گریہ وزاری کرو، تضرّع کرو، سجدہ کرو، آنسوؤں کی قربانی پیش کرو، آمین!

ن.ن.(حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس.آئی)

کراچی

پیر ۱۰ رستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۵

قرآنِ حکیم میں کُل ۲۵ مقامات پر آدم اور بنی آدم کا ذکر آیا ہے۔

بُزرگانِ دین کا قول ہے کہ لفظِ آدم نام نہیں بلکہ یہ لقب = ٹائٹل ہے ہر بڑے اور چھوٹے دَور کے مالک کا، یہی وجہ ہے کہ اہلِ معرفت امامِ وقت کو تاویلاً آدمِ زمان کہتے ہیں اس میں حکمتِ بالغہ یہ ہے کہ قرآنِ عزیز میں جہاں جہاں بنی آدم کی فضیلت آئی ہے وہ امامِ زمان کے فرزندانِ روحانی کے لئے ہے اور بنی آدم سب سے پہلے انبیاء و اولیاء علیہم السّلام ہیں اور میں یہاں اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا ہوں صرف یہ شعر:-

پسرِ نوح کہ با بدان بنشست خاندانِ نبوّتش گم شُد

نوحؑ کا بیٹا کنعان جو بُرے لوگوں کے ساتھ بیٹھا تو وہ نبوّت کے خاندان سے خارج ہو گیا پس آج جو لوگ لادین ہیں وہ کیونکہ زُمرۂ بنی آدم کی تعریف میں شامل ہو سکتے ہیں؟

آدمی را آدمیّت لازم است

بُوئے صندل گر نباشد، خشک چُوب

کتابِ سرائر ص ۲۲ پر ہے کہ آدم جس کا اصل نام تخوم بن بجلاح ہے وہ امامِ زمان کے مُستجیبان میں سے ایک مستجیب تھا جس کو اسمِ اعظم کا ذکر عطا

ہوا تھا اور وہ اس خصوصی عبادت میں بڑا محنتی تھا اس لئے وہ کارِ بزرگ میں درجہ بدرجہ آگے گیا یہاں تک کہ اس کی روحانی قیامت قائم ہوئی اور وہ سُنّتِ الٰہی کے مطابق خلافتِ الٰہیّہ کے تمام اسرار سے واقف ہو گیا۔

ن ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)
کراچی
پیر ۱۰ ستمبر ۲۰۰۱ء

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۶

اللہ جلّ جلالہ، وعمّ نوالہ، جن لوگوں کو چشمِ بصیرت عطا فرماتا ہے، ان کے لئے قرآنِ حکیم آئینۂ اسرارِ ماضی، آئینۂ اسرارِ حال، اور آئینۂ اسرارِ مستقبل ہے، خدا جس کو حکمت عطا فرماتا ہے یقیناً اس کو خیرِ کثیر مل جاتی ہے، اور دائرۂ خیرِ کثیر سے کونسی نعمت باہر ہو سکتی ہے؟ پس حق بات تو یہ ہے کہ تم روحِ مُستقر سے بہشت میں رہتے ہو، اور روحِ مُستودع سے دنیا میں ہو، تم جہاں بہشت میں ہو، وہاں تم کو خلافت = سلطنت اور مرتبۂ فنا فی الامام حاصل ہے اور اگر تم کو اس روشن حقیقت پر یقین نہیں آتا ہے تو یہ تمہارے علم و عمل کی کمزوری ہے جلد از جلد اس کا علاج کرو، ورنہ علاج مشکل ہو جائے گا۔

سورۂ انعام (۶ : ۱۶۵) میں غور سے دیکھو قرآنِ پاک کا یہ خطاب کس سے ہے؟ تم ہی سے ہے نا؟ خدا نے خلیفہ کس کو بنایا ہے؟ کیا تم کو کلامِ الٰہی پر یقین نہیں ہے کہ تم کو کائناتی بہشت کی زمین میں خلیفۃُ اللہ بنایا گیا ہے، تحقیق کرو، سوچو اور علم والوں سے دریافت کرو، ان شاء اللہ ایک دن حقیقت سمجھ میں آئے گی۔

سورۂ عصر (۱۰۳ : ۱-۲) اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر انسان کے کس بہت بڑے خسارے کا اشارہ فرمایا ہے اگر انسان علم و حکمت اور معرفت سے

روگردان ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
منگل ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۷

اگر نورِ منزّل کی روشن ہدایت سے چشمِ بصیرت پیدا کرنا انسان کے دائرۂ اختیار سے باہر ہوتا تو پھر ایسے میں یہ نہ فرمایا جاتا کہ جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور اس کی اصل وجہ دُور کی گمراہی ہوگی (۱۷: ۷۲)۔

اگر دنیا ہی میں چشمِ باطن کا حصول، بہشت کا مشاہدہ اور اس کی معرفت ممکن نہ ہوتی تو سورۂ محمّد (۴۷: ۶) میں ترجمہ: اور ان کو اس بہشت میں داخل کرے گا، جس کا انہیں پہلے سے شناسا = عارف کر رکھا ہے، جیسا ارشاد نہ ہوتا، اس سے یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ معرفتِ کُلّی صرف اور صرف دنیا ہی میں حاصل ہو سکتی ہے اور اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء علیہم السّلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عالمِ شخصی میں ہجرت کریں، اگر خدا کے حکم سے ہادیٔ برحق علیہ السّلام کی پُرنور ہدایت حاصل ہوئی تو آپ پر ہر وہ امتحان آئے گا جو ماضی میں بھی خدا کے دوستوں پر آتا تھا آپ ہر ایسے امتحان میں صابر رہ کر خدا سے رجوع کرنا، گریہ وزاری کرتے رہنا، ذکر کو کبھی نہ چھوڑنا، علم و حکمت میں مضبوط ہو جانا، قرآنی حکمت کا سہارا لینا، کثرت سے سجود کرنا، اللہ کے زندہ اسمِ اعظم کو بھول نہ جانا، اگر تم امامِ آلِ محمّدؑ کے عاشقِ صادق ہو تو

سعیٔ بلیغ کرو کہ تم فنافی الامام ہو سکو، یہ کام ایک دن میں ہونے والا نہیں تم اگر حقیقی معنوں میں عاشقِ صادق ہو اور عالی ہمّت ہو تو ہمیشہ کوشش کرو۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئیؔ)
کراچی
بدھ ۱۲؍ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۸

سوال: عالمِ شخصی کا نام عالمِ عجائب و غرائب کیوں ہے؟

جواب ۱: کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا زندہ عجائب گھر ہے، جس میں تمام انبیاء علیہم السّلام کے معجزات زندہ محفوظ ہیں۔

جواب ۲: کیونکہ یہ خدا کا زندہ کارخانہ ہے۔

جواب ۳: اس میں خدا، رسولؐ، اور امامؑ کی معرفت ہے۔

جواب ۴: اس میں اسرارِ قرآن کے عرفانی معجزات ہیں۔

جواب ۵: اس میں روحانی قیامت کا سرتاسر منظر اور معرفت ہے۔

جواب ۶: اس میں ارتقائی سیڑھی پر انسان کی روحانی تخلیق اور اعلیٰ معرفت ہے۔

جواب ۷: اس میں بحکمِ خدا روحانی کائناتیں بنتی ہیں، اور ہر کائنات بہشت ہو جاتی ہے۔

جواب ۸: اس میں بہشت ہے، اس لئے ہر وہ چیز اپنی اصلی صورت میں محفوظ و موجود ہے ہرچند کہ دنیا میں موجود نہیں ہے مثلاً کوئی زبان یا اس کا کوئی حصہ یا کوئی لفظ۔

جواب ۹: ہر علمی اور تاریخی سوال کا جواب موجود ہے۔

جواب ۱۰: بہشت کی ہر وہ نعمت مہیا ہے، جس کا ذکر قرآنِ پاک میں آیا ہے۔
جواب ۱۱: سب سے بڑی نعمت خداوندِ تعالیٰ کے پاک دیدار اور ظہورات و تجلیّات کی ہے اور کلامِ الٰہی کی نعمت سب سے عظیم ہے۔
جواب ۱۲: حظیرۂ قدس کے اسرارِ عظیم بڑے عجیب و غریب اور بڑے حیران کُن ہیں، کتابِ مکنون کو تُو ہاتھ میں لے رہا ہے یا وہ؟ تُو تو وہاں فنا ہو چکا ہے، پتا ہے کس میں؟

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
بدھ ۱۲ر ستمبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۹

حدیثِ شریف ہے: حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ = جنّت تکلیفوں اور مُشقّتوں سے ساتھ گھیری گئی ہے۔

پس عالمِ شخصی بہشت تو ہے ہی، لیکن اس کے گرداگرد ایسی سخت تکالیف اور مشقّتیں ہیں کہ بہت سے لوگ اپنے نفس کے دشمن کو شکست نہیں دے سکتے ہیں، آپ کو قرآنِ حکیم میں اس حقیقت کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں، آپ قرآن کو حکمت کے ساتھ پڑھیں، اور عالمِ شخصی میں داخل ہونے کی خاطر ہر قسم کی تکلیف، مشقّت، ریاضت، شب خیزی، طاعت، عبادت، ذکر، مناجات اور گریہ وزاری جیسی عبادات کریں، اِن شاءاللہ رفتہ رفتہ معجزۂ نورِ عشق سے آپ کو مدد ملے گی، اور تائید و نصرتِ الٰہی کی کئی صورتیں ہوا کرتی ہیں، اوّل اوّل آپ کو ذکر و عبادت سے بہت مزہ اور بہت سکون ملے گا، یا روشن خیالی کا معجزہ شروع ہو جائے گا، یا خواب کے معجزات شروع ہوں گے، یا رقّتِ قلبی = دل کی نرمی اور گریہ وزاری ہوگی، یا علم کا شوق پیدا ہوگا، یہ سب روحانی قیامت کے آغاز سے پہلے کے احوال ہیں، آپ کی ساری روحانی ترقّی جماعت خانہ جانے میں ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی، بدھ ۱۲، ستمبر ۲۰۰۱ء

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۱۰

سورۂ نساء (۱:۴) ترجمہ: اے لوگو اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک شخص = ایک جان = ایک رُوح سے پیدا کیا اور اسی جان = رُوح سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دئے۔

قرآنی حکمت کی طرف توجہ نہ دینا بہت بڑی ناشکری ہے، اسی لئے سوال ہے کہ اگر یہ نفسِ واحدہ = ایک شخص = ایک جان = ایک رُوح حضرتِ آدم ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ ماں کے بغیر صرف باپ ہی سے سب لوگ پیدا ہو گئے؟ جواب: لاریب نفسِ واحدہ حضرتِ آدم تھا لیکن یہ لوگوں کی جسمانی پیدائش کا ذکر نہیں بلکہ یہ ابتدائی روحانی تخلیق کا بیان ہے، آپ کو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کا قانون خوب معلوم ہے، جب آدم میں خدائی رُوح پھونک دینے کے لئے بحکمِ خدا اسرافیل نے صور پھونک دیا تو تمام روحوں کا آدم میں حشر ہوا، یہ آدم کی روحانی قیامت تھی، پھر تمام روحوں کا نشر ہوا، یہ ہوا نفسِ واحدہ سے سب کو بارِ اوّل پیدا کرنا، پھر آدم کے لئے بارہ حجتانِ روز اور بارہ حجتانِ شب = روز ظاہر۔ شب باطن۔ جو دائیں اور بائیں پہلو کی ۲۴ پسلیوں کے برابر تھے مقرر ہوئے، اور آدم کے بائیں پہلو کی ایک پسلی سے حوّا بنانے کی تاویل یہ ہے کہ بارہ حجتانِ شب میں سے ایک کو حجّتِ اعظم = باب = اساس

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بنایا تاکہ مومنین و مومنات کے جسمانی ماں باپ کی طرح روحانی ماں باپ بھی ہوں۔

سورۂ مومنون (۲۳ : ۱۰۱) میں ہے جب صور پھونکا جاتا ہے تو اسی کے ساتھ (اگلی) رشتہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر قیامت میں آدمِ زمان دوسرا ہوتا ہے لہٰذا رشتہ داری کا نظام تبدیل ہو جاتا ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعرات ۱۳؍ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۱۱

اے ابنِ آدم میری اطاعت کر تاکہ میں تجھے خود اپنی طرح حیٌّ لَایَمُوت بناؤں گا، یعنی تو ہمیشہ میری طرح زندہ رہے گا، اور کبھی نہیں مرے گا (حدیثِ قدسی) یہ خطاب آدمِ زمان کے روحانی فرزندوں سے ہے، ایسے میں یہ اطاعت غیر معمولی اور سب سے خاص ہو سکتی ہے، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ انعام انتہائی عظیم ہے اور اس عظیم الشّان نعمت کی مناسبت سے دائمی بہشت کا راز معلوم ہو سکتا ہے اور سلامتی کی راہیں (۵: ۱۶) کیا ہیں؟ ان سے خبر ہو سکتی ہے، حقیقی سلامتی بہشت ہی میں ہے، سلامتی کی راہوں سے سلامتی کی ایسی طویل عمریں مراد ہیں جو بہشت کے ساتھ ساتھ ہیں، جن میں نوجوانی ہی نوجوانی ہے، اور خدا کے خزانوں میں جو سلامتی کی نعمتیں ہیں وہ کبھی ختم نہیں ہوتی ہیں، بہشت کی سب سے بڑی نعمت خلافتِ الٰہیّہ = بہشت کی سلطنت ہے، ان معنوں میں دوسروں کو دینِ حق سکھانا ہے جو بڑا مُعزز کام ہے۔

حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ علیہ السّلام کی عزّت فرشتے کس طرح کرتے تھے؟ یہی خلافت بہشت کی سلطنت بھی ہے، بہشت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت پرواز بھی ہے، مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عوام نے بہت بڑی غلطی کی کہ جنّات کو بدشکل قرار دیا، حالانکہ جنّ پری قوم کا نام ہے جس کے

رِجال اور نِساء دونوں بیحد خوبصورت ہیں، اے عزیزان! خدارا (خدا کے واسطے) جنّات کے مردوں کو بدشکل نہ قرار دو، کیونکہ یہ ظلم ہے جبکہ جنّ مخلوقِ لطیف ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)
کراچی
جُمعہ ۱۴؍ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۱۲

انبیائے قرآن صرف وہ حضراتِ انبیا علیہم السّلام ہیں جن کا ذکر قرآنِ حکیم میں آیا ہے اگرچہ کُل پیغمبروں کی تعداد جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مبعوث ہوئے تھے، ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور اس حقیقت میں کوئی شک ہی نہیں کہ حضرتِ محمّد مصطفیٰ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ سیّدُ الانبیاء و المُرسلین ہیں یعنی حضورِ اکرمؐ ہی تمام انبیا و مرسلین کے سردار اور بادشاہ ہیں۔

پس عالمِ شخصی جو کائنات کا خلاصہ اور عالمِ دین کا نمونہ ہے، اس میں نورِ محمدّی نے تمام انبیاء کے لئے قلمِ اعلیٰ کا کام کیا ہے اور نورِ علی نے لوحِ محفوظ کا کام کیا ہے، چنانچہ عالمِ شخصی کی روحانیت اور اس کی تاویل پانی کی طرح نرم اور انتہائی لچکدار بلکہ معجزانہ شکل پذیر ہے، اس سلسلے میں سب سے پہلے ظرفِ قصّۂ آدمؑ ہے، پھر ظرفِ قصّۂ نوحؑ، ظرفِ قصّۂ ابراہیمؑ، ظرفِ قصّۂ موسیٰؑ، الغرض ہر ظرف کی شکل الگ ہو سکتی ہے مگر روحانیت اور تاویل کے پانی میں یہ خاصیّت ہے کہ جس برتن میں بھی ڈال دیا جائے اسی کی اندرونی شکل اختیار کر لیتا ہے یہ ایک عمومی حکمت ہے، تاہم ہر نبی کے لئے کچھ مخصوص حکمتیں بھی ہیں۔

اب آپ اس حقیقت پر بھی خوب غور و فکر کریں کہ قصصِ انبیاء

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کے تین مقام ہیں: اوّل ظاہری کتابیں، دوم قرآنِ حکیم، سوم تاویلِ باطن، چونکہ تاویلِ باطن سُنّتِ الٰہی کے مطابق ہے اس لئے اس میں اختلاف نہیں بلکہ اس میں یکرنگی اور وحدت ہے، کیونکہ اللہ کی سُنّت ہمیشہ ہمیشہ ایک جیسی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

سنیچر ۱۵ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۱۳

ہم نے عالمِ شخصی ہی کو عالمِ عجائب و غرائب کیوں کہا ہے، اس کی ایک حدتک وضاحت ہوچکی ہے پھر بھی آپ کو ایک نرالی اور اچھوتی حکمت بتاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السّلام کے ذیلی حدودِ دین کتنے ہوں گے؟ ہر نبی کے حلقۂ دعوت میں کتنے مومنین پیدا ہوئے ہوں گے؟ اور پھر ان سب اہلِ ایمان کے کُلّ عوالمِ شخصی کتنے ہوں گے، ان کا شمار صرف خدا ہی کے علم میں ہے، کیا یہ تمام عوالمِ شخصی قانونِ نامۂ اعمال کے مطابق خدا کے ہاں محفوظ نہیں ہیں؟ کیا ان میں سے ہر عالمِ شخصی ایسی عجیب و غریب کتاب یا نورانی مووی نہیں ہے جو خدا کی رحمت سے اصلاح یافتہ اور کامیاب ہے، جس کو دیکھنے اور پڑھنے کی اجازت ہے (۶۹ : ۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ عالمِ شخصی واقعی عالمِ عجائب و غرائب ہے، جس کے عجائبات بے پایان ہیں۔

سب سے بڑی عجیب بات تو یہ ہے کہ جب کسی مومن کی روحانی اور عرفانی قیامت قائم ہوتی ہے تو بحکمِ خدا اس مومن میں امامِ مبین (۳۶ : ۱۲) کا نور طلوع ہوجاتا ہے اور کوئی عارف اللہ کی رحمت سے اس معنیٰ میں عارف ہے کہ وہ عرفانی قیامت کے جُملہ معجزات کو دیکھتا ہے اور پہچانتا ہے، پس اللہ امامِ مبین کے نور میں، جو عارف میں طلوع ہوچکا ہے، کائنات کو لپیٹتا

ہے، پھر پھیلا دیتا ہے، اور یہاں امرِ کُن بھی ساتھ ساتھ ہے، اور حضرتِ باری تعالیٰ اسی طرح بے شمار کائناتیں بناتا ہے۔

اللہ آپ کو اور ہم سب کو اسرارِ معرفت سمجھنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے آمین!

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

سنیچر ۱۵ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۱۴

سورۂ صٓفّٰت (۳۷: ۱۰۲-۱۰۸) بہت زیادہ غور سے پڑھیں۔

حضرتِ اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام۔ ذبیح بر وزنِ فعیل بمعنی مفعول یعنی راہِ خدا میں ذبح شدہ = قربان شدہ حضرتِ اسماعیل ابنِ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کا لقبِ شریف ہے، ذبیح اللہ اس لئے ہے کہ ان کی قربانی راہِ خدا میں چار مقام پر ہوئی تھی، اوّل: ان کے عظیم باپ حضرتِ ابراہیمؑ نے اپنے خواب میں ان کو ذبح کیا۔ دوم: حضرتِ اسماعیلؑ نے بھی خواب میں خود کو مذبوح (ذبح کیا گیا) دیکھا تھا، سوم: آپ کے والدِ محترم حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام نے اللہ کے حکم سے آپ کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا تھا لیکن خدائے علیم وحکیم نے باپ بیٹے کی اس انتہائی تسلیم و رضا کو قبول فرما کر قربانی کا عظیم مرتبہ بھی عطا فرمایا اور فدیہ بھی دیا، چہارم: وقت آنے پر حضرتِ اسماعیلؑ نے روحانی قیامت اور منزلِ عزرائیلی کی عظیم قربانیاں بھی دیں اور یہی قربانیاں ذِبحِ عظیم اور ان کی حیاتی قربانی کا فدیہ ہیں۔

اس عظیم درس آموز واقعہ سے یہ حقیقت واضح اور روشن ہو جاتی ہے کہ جانور کی قربانی مثال ہے اور نفس کی قربانی ممثول ہے۔

اے عزیزانِ قرآنی حکمتوں سے عقل وجان کو تقویت دیتے رہنا، اور جیتے جی مر کر زندہ ہو جانا اسمِ اعظم کا سب سے بڑا معجزہ قرار دینا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
اتوار ۱۶؍ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ عجائب و غرائب

قسط: ۱۵

عالمِ شخصی کو عالمِ عجائب و غرائب کہنے کے بہت سے اسباب و وجوہات ہیں اس کے بارے میں کافی وضاحت ہو چکی ہے پھر بھی ربّ العزت سے توفیق و ہمّت کے لئے درخواست ہے۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ روحانی قیامت صرف عالمِ شخصی ہی کا انقلاب نہیں بلکہ ایک عارف کے نزدیک یہ کائناتی انقلاب بھی ہے، اور اس کی بہت سی مثالیں بیان ہو چکی ہیں۔

آفاق و انفس میں جن آیات کو دکھانے کا حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ معجزات ہی معجزات اور عجائب و غرائب ہیں جو معدود اور محدود نہیں، اور آپ کو قرآنِ پاک کا یہ قانون یاد ہوگا کہ اللہ کے پاس تمام چیزوں کے خزانے ہیں، پس معجزات اور عجائب و غرائب کا زندہ خزانہ امامِ مبین ہی ہے، اسی مناسبت سے امامِ مبین کو مظہر العجائب و الغرائب کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ وہ قادرِ مطلق اور حکیم یگانہ ہے جو ہنگامِ قیامت ساری کائنات کو دستِ قدرت میں لپیٹ کر ایک گوہرِ عقل بنا لیتا ہے اسی ذاتِ پاک نے اپنے تمام خزانوں اور کُلّ چیزوں کو امامِ مبین میں گھیر کر اور عددِ واحد میں گن کر رکھا ہے اور اسی امامِ مبین کے نور کو کُلّ کائناتی لوحِ محفوظ بنا دیا ہے

اور اگر ہم قلبِ قرآن کی اس مرکزی آیت (۳۶ : ۱۲) کو نہیں سمجھتے ہیں تو یہ ہماری ہی غفلت و ناشکری ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
پیر ۱۷ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ امامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۱

آیۂ امامِ مبین سورۂ یٰسٓ (۱۲:۳۶) میں ہے، اور اس کا ارشاد یہ ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَہُمۡ ؕ وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ۔

ترجمہ: یقیناً ہم ہی (سب سے اعلیٰ موت = روحانی قیامت کے) مُردوں کو حیاتِ طیّبہ میں زندہ کر دیتے ہیں اور ان کے اعمال و آثار کو بہت بڑا درجہ دیکر کتابِ کائنات میں درج کرتے ہیں خدا گواہ ہے کہ یہ اس آیۂ شریفہ کی عارفانہ تفسیر ہے، کیونکہ جب موت طرح طرح کی ہے تو پھر مُردے بہت قسم کے ہیں، اور اہلِ دانش کے نزدیک روحانی قیامت کی موت سب سے اعلیٰ ہے کیونکہ وہ عارفانہ اور اولیائی موت ہے، اور قرآنِ حکیم کی شانِ برتری یہ ہے کہ وہ اپنی حکمتِ باطن میں ہمیشہ اعلیٰ اشیاء کا ذکر فرماتا ہے نہ کہ ادنیٰ چیزوں کا۔

عارفانہ موت اور اولیائی موت کی اصطلاح کو کبھی بھول نہ جانا، اس سے آپکو حقائق و معارف کے سمجھنے میں مدد ملے گی، جیسے کبھی شاید آپ ان الفاظ کے سننے سے خوش ہو گئے تھے: عاشقانہ عبادت، عارفانہ عبادت، اولیائی عبادت، پیغمبرانہ عبادت جو سب سے اعلیٰ ہے، اسی طرح

عارفانہ اور اولیائی موت روحانی قیامت کے لئے خاص اور معجزاتی موت ہے، کوئی بھی موت معجزاتی نہیں مگر اولیائی موت اور عارفانہ موت جو روحانی قیامت میں واقع ہوتی ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

پیر ۱۷ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبینٌ کی حکمت

قسط : ۲

سورۂ یٰسٓ کا تعریفی نام بحکمِ حدیثِ شریف قلبِ قرآن ہے اگرچہ قلبِ قرآن کی ہر آیۂ کریمہ عظیم حکمتوں سے لبریز ہو سکتی ہے، تاہم عجب نہیں کہ قلبِ قرآن کی وجہ تسمیہ سے متعلق پیدا ہونے والے تمام سوالات کے جوابات کُلّیۃً امامِ مبین میں موجود ہوں، ہم عنوانِ بالا کی کچھ قسطوں کو ان شاء اللہ آگے بڑھاتے ہیں تاکہ آپ کو اس آیۂ کریمہ کے عظیم اسرار کی معرفت ہو۔

امامِ مبین امامِ آلِ محمدؐ ہے، اور اسی کا ایک نام الکوثر بھی ہے، سورۂ کوثر اور اس کی شانِ نزول کو پڑھ لیں۔

ہم تمہید کو مختصر کر کے معرفت کی طرف جاتے ہیں، آپ نے فرمانِ الٰہی کو سن لیا کہ اس نے ہر چیز کو امامِ مبین میں گھیر کر رکھا ہے، آپ سے میرا دوستانہ سوال ہے، کہ آیا نورِ منزل یا قرآن یا اسکی تاویل یا اسمِ اعظم یا خدا کا دیدار یا بہشت یا معرفت یا کوئی اور ضروری چیز امامِ مبین سے باہر رہ گئی ہے؟ آپ یقیناً کہتے ہیں نا نہیں ہرگز نہیں، الحمد للہ، یہ اللہ کا احسان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر روحانی قیامت میں تمام چیزوں کو = کُلّ کائنات کو امامِ مبین میں گھیر کر رکھتا ہے، ہر روحانی قیامت میں اس معجزے کا تجدّد کرتا ہے، تاکہ عارف مشاہدہ کر کے معرفت حاصل کرے۔

اگر خدا کسی مومن کو عارف بنانا چاہتا ہے تو لازمی طور پر اس کے لئے ایک روحانی قیامت کا قیام بہت ضروری ہے، کیونکہ قیامت کے بغیر اسرارِ معرفت پوشیدہ ہی رہتے ہیں، لہٰذا قیامت عرفانی قسم کی ہے یعنی مشاہداتی نوعیت کی ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
منگل ۱۸ ستمبر ۲۰۰۱ء

آیۂ امامِ مُبین کی حکمت

قسط : ۳

کتابِ سرائر میں جس آدم کا کچھ قصّہ بیان ہوا ہے وہ آدمِ سراندیپ ہے وہ امامُ الزّمان کے مریدوں میں سے تھا اس کو مولانا امام ہُنَیدْ علیہ السّلام نے اللہ کے امر سے اسمِ اعظم کے ذکر کی تعلیم دی تھی اور اسی میں تمام اسماء کی تعلیم جمع ہوتی ہے۔

آدم جس کا اصل نام میں نے لکھ دیا ہے وہ ذکر و عبادت میں بڑا سخت محنتی اور جفاکش تھا اور وہ دارالضّد (دشمن کے ملک) میں پیدا ہوا تھا، اس کے ماں باپ ڈر کے مارے اسے ایک مقام سے دوسرے مقام میں منتقل کرتے رہتے تھے یہ تمام خوفناک اور پُرخطر احوال آدم کی روحانی بیداری۔ رُوحانی قیامت کے لئے بہت ضروری تھے، پس آدم کے عالمِ شخصی میں امامِ زمان کا پاک نور طلوع ہو گیا یہ روشن خیالی کا عالم تھا جس کو بہت سے لوگوں نے لاعلمی سے منزلِ مقصود سمجھا ہے حالانکہ یہ بہت بڑا امتحان ہے کہ یہ منزلِ مقصود نہیں، منزلِ مقصود بہت آگے ہے، بہشت کی اصل بشارت منزلِ اسرافیلی و عزرائیلی سے شروع ہو جاتی ہے اور عالمگیر۔ کائنات گیر معجزات کا آغاز بھی وہیں سے ہوتا ہے۔ آپ کو دو ساتھیوں کا قصّہ یاد ہوگا: ایک جنّ اور ایک فرشتہ، جیسے ہی صورِ اسرافیل کی آواز سنتا ہے تو جنّ مسلمان ہو کر فرشتے کے ساتھ بڑی خوش آوازی

سے مولا کی کوئی تعریفی نظم پڑھنے لگتا ہے، یہ بھی ایک معجزہ ہے، الغرض آدمِ سراندیبی پر جو عظیم معجزات گزرے تھے وہ سب کے سب امامِ زمان کے نور کی وجہ سے تھے، حق بات تو یہ ہے کہ امامِ زمان اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں پر مبنی خزانہ ہے یعنی امامِ مبین خدا کے جملہ خزانوں کا مجموعی اور یکجا خزانہ ہے اور آیۂ امامِ مبین ہی کا یہی مطلب ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
منگل ۱۸ر ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبینٌ کی حکمت

قسط: ۴

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام الٰہی چیزوں کو گھیر کر اور عددِ واحد میں گن کر امامِ مبین میں رکھا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب امامِ مبین کا نور حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ علیہ السّلام میں طلوع ہوا تو آدم کے لئے انتہائی عظیم معجزات ہو گئے اُدھر روحِ مستقر سے آدمؑ پچاس ہزار سال یا چھ کروڑ برس کے بعد روحانی بہشت سے زمین پر وارد ہو گئے، اور ادھر روحِ مستودع میں ماں باپ سے پیدا ہو کر عالمِ شخصی اور کائناتی زمین کا خلیفہ بھی ہو گیا، یہ سب کچھ امامِ مبین کے نور کے سبب سے ہوا، آدم کے اسرار میں خدا لوگوں کو آزماتا رہتا ہے، تاکہ ان کے علم و عمل کا معیار ظاہر ہو جائے۔

سوال: امامِ مبین میں اللہ کب اور کہاں کُلّ خدائی چیزوں کو گھیر کر اور گن کر رکھتا ہے؟ جواب: روحانی قیامت کے دوران اور عالمِ شخصی میں، اس سے یہ معلوم ہوا کہ روحانی قیامت امام شناسی کی غرض سے ہے، جی ہاں خود شناسی اور خدا شناسی بھی اسی میں ہے، بلکہ ساری معرفتیں ایک ساتھ ہوتی ہیں، مثلاً قرآن کی معرفت اور بہشت کی معرفت وغیرہ۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
بدھ ۱۹ ستمبر ۲۰۰۱ء

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۵

سوال: حضرتِ آدم کے بہشت سے اس زمین پر ھُبُوط (اُترنا) کس طرح تھا؟

جواب: اس کا خاطر خواہ جواب پچاس ہزار سال اور چھ کروڑ سال کے روحانی ادوار میں ہے، یعنی آدمِ خلیفۃُ اللہ علیہ السّلام بہشت سے بھی ایک برتر مقام پر فائز ہو چکا تھا، اس مقام کا نام رِضوان ہے (۹: ۷۲) رضوان = اللہ کی خوشنودی = باغاتِ بہشت کا باغبان = فرشتۂ عظیم = امامِ مبین۔

بہشت میں داخل ہونے والا ہر عارف کا ذاتی جنّ = شیطان = نفسِ امّارہ منزلِ اسرافیلی ہی میں مسلمان ہو جاتا ہے، اگر ایسا کوئی عارف نفسِ واحدہ ہے تو اس کے ساتھ بیشمار روحیں بھی ہیں پس ان سب کا جنّ = شیطان منزلِ اسرافیلی میں مسلمان ہو جاتا ہے، اور آپ قرآنی حکمت کو خوب غور سے پڑھیں، کیا بہشت امن وامان اور سلامتی کی جگہ نہیں ہے؟ کیا جنّت میں نفسِ امّارہ داخل ہو سکتا ہے یا صرف نفسِ مطمئنّہ (۸۹: ۲۷) یعنی اہلِ جنّت میں اطمینان یافتہ روح ہوتی ہے تو پھر شیطان کس طرح کسی جنّتی شخص کو فریب دے سکتا ہے؟ ایسے کئی سوالات میں اللہ تعالیٰ

کا امتحان ہے تاکہ لوگ نورانی علم کے لئے امامِ مبین سے رجوع کریں، جس کے پاس خدا کی طرف سے ہر چیز موجود ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
بدھ ۱۹، ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبینؑ کی حکمت

قسط: ٦

آیۂ امامِ مبین ہی کُلیّۂ امامِ مبین بھی ہے۔

اب آپ حدیثِ مدینۂ علم میں دانشمندی سے غور کریں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: میں علم کا (واحد) شہر ہوں، اور علی اس کا (واحد) دروازہ ہے، یعنی حضرتِ سید الانبیاءؐ قرآن و حدیث کے علم کا بے مثال اور یکتا و یگانہ شہر تھے، اور اس کا (واحد) دروازہ علی = امامِ مبینؑ ہے۔

حضورِ پاکؐ کی دوسری حدیثِ شریف کا ترجمہ: میں حکمت کا (واحد) گھر ہوں، اور علی اس کا (واحد) دروازہ ہے، علیؑ = امامِ مُبین = امامِ زمان علیہ السلام۔

صاحبِ جوامعُ الکلم (آنحضرتؐ) نے جس شان سے احاطۂ علم و حکمت کا بیمثال تصوّر پیش فرمایا اس کی تعریف انسانی سوچ سے بالا و برتر ہے، یہ ہمارا ایمان اور یقین ہے کہ جو حقائق و معارف قرآنِ حکیم میں بیان ہوئے ہیں، وہی احادیثِ صحیحہ میں بھی ہیں، اور جو کچھ آیاتِ قرآنی میں فرمایا گیا ہے وہی معانی اسمائے صفاتی میں بھی ہیں، جیسے اللہ پاک کا ایک اسمِ صفت المحصی ہے = گھیرنے والا = ہر شی پر محیط = ہر شی کو جاننے والا = صاحبِ

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

ادراک، نیز القابض الباسط ہے، کائنات کو قبضۂ قدرت میں لپیٹ کر گوہرِ عقل بنانے والا، پھر اس کو پھیلا کر کائنات بنانے والا (یہ براہِ راست تاویل ہے)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
جمعرات ۲۰، ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط : ۷

یہ حدیثِ شریف جامع ترمذی، جلدِ دوم میں ہے :

اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ وَمَنْ قَرَأَ یٰسٓ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِقِرَأَتِھَا قِرَأَۃَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔

ترجمہ : ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسٓ ہے جو اسے ایک مرتبہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا اجر لکھ دیتے ہیں۔

الاتقان حصّہ دوم نوع ۷۲، قرآن کے فضائل کے سلسلے میں سورۂ یٰسٓ کے فضائل کو دیکھیں۔

سوال : آیا سورۂ یٰسٓ کو قلبِ قرآن کا درجہ دینے کی کوئی حکمت معلوم ہو سکتی ہے ؟

جواب : اِن شاءاللہ یہ پاک سورہ شروع سے آخر تک اسرارِ معرفت سے مملو اور لبریز ہے، لہٰذا اسکی تمثیل کسی عام دل سے نہیں بلکہ قرآنِ ناطق (پیغمبرؐ اور امامؑ) کے دل سے دی گئی ہے، کیونکہ ان کے دل میں ہمیشہ اسرارِ علم و معرفت بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ یاسین آنحضرتؐ کے مبارک اسماء میں سے ہے

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

اس سورہ کے آغاز ہی میں جس طرح حضورِ انورؐ کا یہ بابرکت نام آیا ہے اس میں بہت بڑا راز ہے، اوّل یہ کہ خدائے بزرگ و برتر نے آنحضرتؐ کے اس مبارک نام (یاسین) اور قرآنِ حکیم کی قسم کھائی ہے، دوم یہ حضورِ اقدسؐ کا دہ پُرحکمت اسم ہے، جس کے ساتھ آپؐ کی آل پر خدا کی طرف سے سلام آیا ہے: سَلَامٌ عَلٰیٓ آلِ یَاسِیْنَ = آلِ محمدؐ پر سلام ہی سلام ہے، آیۂ شریفہ کی یہ قرأت، حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السّلام کی ہے، بحوالۂ کتابِ دعائم حصّۂ اوّل عربی ص ۳۱، (۳۷ : ۱۳۰) نیز بحوالۂ تفسیر المیزان جلد ۱۷، ص ۱۵۹۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

جمعہ ۲۱، ستمبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط : ۸

سورۂ مائدہ (۵ : ۱۵) میں ارشاد ہے : قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ : تمہارے پاس تو خدا کی طرف سے نور اور کتابِ عیان (قرآن) آچکی ہے۔

سوال : اس آیۂ کریمہ میں نور سے کیا مراد ہے؟ اور اس کا ذکر پہلے کیوں ہے؟

جواب : نور سے آنحضرتؐ مراد ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو غارِ حرا ہی میں اسمِ اعظم کے ذکر سے نورِ مجسّم بنا دیا تھا، بعد ازاں آنحضرتؐ پر نزولِ قرآن کا آغاز ہوا، یہ اللہ کا وہ نور تھا جس کو نہ تو کوئی منکر بجھا سکتا ہے نہ وہ ازخود بجھنے والا ہے اور نہ ہی کبھی خدا اسے بند کرتا ہے بلکہ اس کے لئے اللہ نے جو اٹل قانون بنایا ہے وہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے، پس حضرتِ خاتم الانبیاءؐ کے بعد نور امامِ مبین میں منتقل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے امامِ مبین میں جو کُلّ چیزوں کو گھیر کر اور گن کر رکھا ہے ان میں سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ دُور رس اور ہمہ گیر طاقت نور ہی ہے، لہٰذا امامِ مبین میں اس نمائندہ نور کو ضروری طور پر موجود اور حاضر رہنا ہے، اور یقیناً وہ موجود رہتا ہے اور تمام عجیب و غریب معجزات اسی

نور ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَنِّہٖ وَاِحْسَانِہٖ۔

قلبِ قرآن کے اسرار بہت زیادہ ہیں آپ بڑی عاجزی سے دعا کریں کہ ہم اس کی چند حکمتیں بیان کر سکیں، اس میں بھری ہوئی کشتی کا راز بڑا عجیب و غریب ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

جمعہ ۲۱ ستمبر ۲۰۰۱ء

آیۂ امامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۹

بحوالۂ المیزان فی تفسیر القرآن، جلد ۱۸، ص ۳۹۰ حضرت امام حُسین بن علی علیہما السّلام کا یہ ارشاد ایک کنزِ بہشت ہے: فقال پس فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ مَاخَلَقَ الْعِبَادَ اِلَّا لِیَعْرِفُوْہُ فَاِذَا عَرَفُوْہُ عَبَدُوْہُ فَاِذَا عَبَدُوْہُ اِسْتَغْنُوْا بِعِبَادَتِہٖ عَنْ عِبَادَۃِ مَنْ سِوَاہُ۔

ترجمہ: یقیناً خدائے عزّ وجلّ نے بندوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس کو پہچاننے کے لئے، پس جب وہ اس کو پہچان لیں گے تو تب وہ اسی کی عبادت کرسکیں گے، پھر جب وہ صرف اسی کی عبادت کریں گے تو وہ ایسی عارفانہ عبادت کی برکت سے غیر اللہ کی عبادت سے بے نیاز ہوجائیں گے۔

یہ حدیثِ شریف بحوالۂ زاد المسافرین، ھزار حکمت (ح۔ ۸۳۶) میں درج ہے: اَعْرَفُکُمْ بِنَفْسِہٖ اَعْرَفُکُمْ بِرَبِّہٖ = تم میں جو شخص اپنی رُوح کا سب سے زیادہ عارف ہو، وہی تم میں اپنے رب کا سب سے زیادہ عارف ہے۔

اور مولا علی کا ارشاد ہے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ = جس نے اپنی روح کی معرفت حاصل کر لی، اس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کر لی۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی، جمعہ ۲۱ ستمبر ۲۰۰۱ء

آیۂ اِمامِ مُبینؑ کی حکمت

قسط : ۱۰

اے عزیزانِ سعادت مند! اگرچہ ابتدائی معرفت علم الیقین سے شروع ہوجاتی ہے، لیکن نورانی اور باطنی معرفت عالمِ شخصی کے گنج خانے میں ہے، لہٰذا عالمِ شخصی آپ سب کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے، اور یہ اس عالمِ شخصی کی بات ہے جس میں امامِ مبین کا نُور طلوع ہوجاتا ہے، ورنہ عالمِ شخصی ازخود مُردہ شمار ہوتا ہے، مگر جب خدا کے حکم سے اس عالمِ شخصی = اس شخص میں امامِ مبین کا نور طلوع ہوجاتا ہے تو وہ زندہ بھی ہوجاتا ہے اور اس کے لئے خدا کی طرف سے ایک نور بھی مقرر رہتا ہے، چونکہ وہ ایک شخص بھی ہے اور ایک عالم بھی اور اس میں سب لوگ موجود ہیں، پھر وہ شخص جس کو خدا نے موت سے زندہ کرکے ایک نور = نورِ معرفت عطا کیا ہے اپنے ذاتی عالم ہی میں لوگوں کے درمیان نورِ معرفت کے ساتھ چلتا ہے، یہ ایک آیت (۱۲۲:۶) کا مفہوم ہے۔

اگر آپ امامِ مبین کے ان معجزات کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں جو عالمِ شخصی میں ہیں تو میری نظم و نثر کی تمام کتابوں کا مطالعہ کریں کیونکہ میں نے اپنی تمام قلمی زندگی میں زیادہ سے زیادہ یہی کام کیا ہے، اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین وَالعَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِین۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)
کراچی، سنیچر ۲۲، ستمبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ امامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۱۱

سورۂ اعراف (۷ : ۱۸۰) میں ایک خزانۂ اسرارِ الٰہی ہے، جس کے حصول کی شرط عشقِ سماوی اور علم الیقین ہے، جن خوش نصیب لوگوں کو یہ خزانہ حاصل ہوجاتا ہے، بس وہ کامیاب ہوجاتے ہیں، اس کا اصل راز اسماءُ الحُسنیٰ کی معرفت ہے، اسماءُ الحُسنیٰ جمع بھی ہیں = ائمّۂ آلِ محمدؐ، اور واحد بھی ہے = امامِ زمان = اسمِ اعظمِ مجسّم اور زندہ۔

خداوندِ تعالیٰ کی قسم! امامِ زمان خدا اور رسولؐ کا نمائندۂ روحانی = خلیفہ ہے، وہ بعض حقیقی مریدوں کو کوئی اسمِ اعظمِ لفظی عطا کرتا ہے، اگر کسی نیک بخت مرید نے ذکرِ اسمِ اعظمِ لفظی میں کامیابی حاصل کرلی تو سب سے پہلے اس پر روشن خیالی کا بہت بڑا امتحان آتا ہے جس میں بعض صوفیوں نے یہ خیال کیا کہ یہ حق تعالیٰ کی تجلّیات ہیں، حالانکہ یہ اللہ کی تجلّیات نہیں ہیں، منصورِ حلاج روشن خیالی کی منزل میں پھنس گیا اور انا الحق کا نعرہ لگایا جس کو بعض صوفیوں نے سراہا اور بعض نے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ لگایا۔

ہم حکیم پیر ناصر خسروؒ کو ان کی کتابوں سے پہچانتے ہیں، وہ امام کے بارہ حُجج میں سے ایک تھے، انہوں نے اپنے دیوان میں سچ سچ کہا ہے کہ امامِ زمان کا نورِ پاک ان کی روح = جان = عالمِ شخصی میں طلوع ہوچکا تھا، انہوں نے مقامِ معراج

کو آسمانِ نفسِ کُلّی کہا ہے، انہوں نے گوہرِ عقل کا عرفانی مشاہدہ کیا تھا، اسی کو علم کا سرچشمہ قرار دیا، مجھے ان کے مرتبۂ علمی کے بارے میں اپنے عزیزوں کو بہت کچھ بتانا ہے، لیکن آج صرف اتنا بتاؤں گا کہ ان کا زمانہ آج سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے تھا پھر بھی انہوں نے قرآنی تاویل کی روشنی میں حضرتِ مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ اور ان کے فرزندِ اکبر علی سلمان خان کے روحانی دَور کا ذکر کیا ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
سینیچر ۲۲ ستمبر ۲۰۰۱ء

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۱۲

بحوالۂ قرآن (۴۱: ۵۳) آفاق والنفس میں جن آیاتِ قدرت = معجزات کے ظہور کا ذکر آیا ہے ان میں یقیناً مادّی سائنس کے عجائب وغرائب بھی ہیں جن کی بدولت آج روحانی سائنس کے باب میں سوچنا اور کچھ مثال دینا وغیرہ آسان ہوگیا ہے، مثلاً ظاہری ریسرچ ہی سے معلوم ہوا کہ سیّارۂ زمین کے کسی مقام پر یاجوج ماجوج نہیں تو پھر روحانی سائنس ہی نے ثبوت فراہم کیا کہ یہ روحانی لشکر ہیں اور ان کا طوفانی خُروج ہر روحانی قیامت کے آغاز میں ہوتا ہے، اور ممکن ہے کہ یہی رواں دواں عالمِ ذر بھی ہو۔

دنیائے علم وادب میں کوہِ قاف کا موجود ہونا یا نہ ہونا ایک مشکل مسئلہ تھا اس کا حل بھی روحانی سائنس ہی سے ہوا کہ کوہِ قاف باطن میں موجود ہے، یہ بڑا عجیب سوال بھی تھا کہ ذوالقرنین = دو سینگوں والا بہت بڑا بادشاہ کون تھا؟ روحانی سائنس سے جواب ملا کہ یہ صورِ اسرافیل کے دو نفخے کی بات ہے، اور یہ مولا علی کی شان میں ایک تاویلی تعریف ہے۔

ایک پُرانا قصہ یہ بھی تھا کہ ظُلمات = ایک تاریک مقام پر چشمۂ آبِ حیات ہے، اگر کوئی آدمی آبِ حیات کی طلب میں کامیاب ہو جائے اور اس میں سے پی سکے تو وہ ہمیشہ کے لئے اَمَر ہو جاتا ہے، یہ امامِ مبین کی معرفت

دنیا والوں کے لئے نایاب ہونے کی مثال ہے کیونکہ جو لوگ امام کو نہیں پہچانتے ہیں ان کے حق میں امامِ مبین ظُلمات کے حجاب میں آبِ حیات ہے، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا سفر جانبِ مجمعُ البحرین عالمِ شخصی میں تھا۔

ن۔ ن۔ (حُبّ ِعلی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
اتوار ۲۳، ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۱۳

حضرتِ حکیم پیر ناصر خسروؒ ق س کے دیوان میں ہے:

بر جانِ من چو نورِ امامِ زمان بتافت
لَیلُ السّرار بودم و شمسُ الضحیٰ شُدم

ترجمہ: حضرتِ پیر اپنے بارے میں فرماتے ہیں: میری جان = روح پر جب امامِ زمان کا نور طلوع ہوا تو میں (قبلاً) شبِ تاریک تھا (اب) میں روزِ روشن ہوگیا۔

حضرتِ پیر کے اس حکیمانہ شعر میں ہمہ گیر حکمت اور معرفت کے کیسے کیسے انمول جواہر ہیں! ان پر صرف دانا لوگ غور کر سکتے ہیں، اور اس سے زیادہ سے زیادہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں، اور ان میں سے ایک آسان اور عام اصول جو ہم سب سمجھ سکتے ہیں یہ ہے کہ عاشقوں اور عارفوں کی روح میں طلوع ہو کر ایک نورانی پُل بنانا اور اسے قائم رکھنا امامِ زمان علیہ السّلام کے مقدّس نور کا خاصہ ہے۔

آپ نورانی پُل کی معرفت کے لئے قرآن میں دیکھیں جس میں نور کی گوناگون مثالیں ہیں اور نور کی ہر مثال کا تعلّق قلبِ مومن = روحِ مومن سے ہے، چنانچہ قرآنِ حکیم میں آنحضرتؐ کے اسمائے مبارک میں ایک پاک

اسم سراجِ مُنیر = روشن چراغ بھی ہے (۳۳ : ۴۶) آپ یہ بتائیں کہ سردارِ انبیاء صلعم گھروں کے روشن چراغ تھے یا دلوں کے؟ اب نورانی پُل کا تصوّر بن گیا یا نہیں؟

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
اتوار ۲۳ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبینٌ کی حکمت

قسط: ۱۴

ترجمۂ آیت از سورۂ حدید (۱۹:۵۷) = اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر بتحقیقت ایمان لائے ہیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہیدِ باطن ہیں اور ان کے لئے ان کا اجر اور ان کا نور ہے۔

نور تو دراصل اللہ تعالیٰ ہی کا ہے (۳۵:۲۴) اور رسولِ پاکؐ کا ہے (۱۵:۵) اور امامِ مبین کا ہے (۲۸:۵۷)، پھر بھی جو مومنین و مومنات اطاعت اور علم و عمل سے امامِ زمان میں فنا ہو جاتے ہیں تو یہ نور ان کے عالمِ شخصی میں بھی (۱۲۲:۶) طلوع ہو کر ان کے لئے کائناتی اور اُخروی امور کو انجام دیتا ہے، دیکھو قرآن (۱۲:۵۷) اور (۱۹:۵۷) نیز (۸:۶۶) دیکھو، مومنین اور مومنات کے آگے اور داہنی طرف ان کا نور دوڑ رہا ہوتا ہے، اس میں بے شمار حکمتیں ہیں اس لئے کچھ ترتیب سے کبھی بیان نہیں کر سکتے ہیں، مگر یہ ہے کہ ان کے لئے بے شمار بہشتی کائناتیں اور سلطنتیں بنائی جاتی ہیں، اور اس میں بڑے بڑے ادوار کا احاطہ کرنے اور نیک کاموں میں سبقت حاصل کرنے کا اشارہ بھی ہے اور سلامتی کی راہوں پر چلنے کی علامت بھی وغیرہ۔

یہ تمام رحمتیں اور برکتیں امامِ مبین کے نور میں ہیں جبکہ وہ آپ کے عالمِ شخصی میں طلوع ہو جاتا ہے۔

نورُلوٗتِل معجزِکُ نورُلوٗ رحمانہ راز
نورہ دمن ڈم ھینم حکمتے" قرآنہ راز

ترجمہ: نور میں معجزے ہی معجزے ہیں اور نور میں رازِ رحمان ہے، میں نے تو نور کے مالک ہی سے قرآنِ حکیم کی حکمتوں کو سیکھ لیا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)
کراچی
پیر ۲۴ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ امامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۱۵

اس حقیقت میں کوئی شک ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نورِ محمّدی کو پیدا کیا جو کئی معنوں میں ہے جیسے: عقل = عرش = قلم۔

اور آپ یقیناً یہ بھی جانتے ہیں کہ صرف خدا ہی ایک اور اکیلا ہے اور باقی کوئی چیز اکیلی نہیں، بلکہ تمام چیزیں لازماً دو دو ہیں، لہٰذا در پردہ نورِ محمّدی کے ساتھ ساتھ نورِ علی بھی تھا، جیسے قرآن میں یہ اشارہ ہے کہ نور کے دو دریا مُتّصل بہتے ہیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک برزخ = پردہ حائل ہے (۵۵: ۲۰) اور یہ مجمعُ البحرین کے باب میں جو بہت سے اسرار کشف ہوگئے ہیں کہ وہ ایک ظاہری سنگم نہیں بلکہ یہ علمِ لدنی کا ایک مخفی قانون ہے، جس کی اوّلین مثال کلمۂ کُن (ہوجا) کلمہ/ یا ارادۂ باری کے عقل کے ساتھ اتّصال کا مقام، قلم اور لوح کے اتّصال کا مقام وغیرہ۔

یہ تمام اسرار عالمِ شخصی میں اس وقت مکشوف ہوتے ہیں، جبکہ اس میں امامِ مبین کا نور طلوع ہو چکا ہوتا ہے اب توفیق و تائید کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے، آپ نے حضرتِ امام حُسین علیہ السّلام کے اس ارشاد کو سُنا جو معرفت سے متعلق ہے اس سے ضرور آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ معرفت بیحد ضروری ہے، اللہ کرے کہ آپ سب کو کنزِ معرفت حاصل ہو! آمین!

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی، بدھ ۲۶، ستمبر ۲۰۰۱ء

آیۂ امامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۱۶

قرآن میں نہ صرف حکمتِ کُلّیہ ہے بلکہ تمام ضروری کُلّیات بھی موجود ہیں اور کُلِّ کُلّیات = کُلّیۂ امامِ مبین ہی ہے، آیۂ کرسی (۲:۲۵۵) میں ہے: وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ = اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے، یہ نورِ امامِ مبین کی تعریف ہے کہ وہی اللہ کی کرسی = نفسِ کُلّی ہے جس نے عالمِ اکبر کے فَلَكُ الاَفلاک کو اپنے اندر گھیر کر رکھا ہے، اس کی مثال عالمِ شخصی میں بھی ہے کہ جب حظیرۂ قدس میں امامِ مبین کا نور طلوع ہو جاتا ہے تو اس مقدّس نور کی روشنی میں تمام عالمِ شخصی مستغرق ہو جاتا ہے، اس حقیقتِ حال کی تشریح دعائے نور میں بھی ہے، یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ کی سکھلائی ہوئی دعائے نور میں گویا بحرِ نور میں مستغرق ہو جانے کا تصوّر ہے آپ دعائے نور اور اس کا ترجمہ پڑھ کر تصوّر کریں کیا یہ تصوّر دریائے نور کی امواج میں ڈوب جانے کی طرح نہیں ہے؟ اگر آپ مانتے ہیں کہ ہاں بالکل ایسا ہی ہے، تو پھر یہ سچ اور حقیقت ہے کہ آپ کی رُوح الایمان یا روحُ العشق یا انائے عُلوی یا روحِ مستقر امامِ مبین میں غرقِ نور ہے، غرقِ دریائے علم ہے، پس نافرمانی کو ترک کرو، کیونکہ نافرمانی کی وجہ سے کوئی نہ کوئی سزا ملتی ہے۔

دانائی یہ ہے کہ ہمیشہ علم و عبادت میں مشغول رہو، علمی خدمت تمام خدمات کی سردار اور بادشاہ ہے، کل اسی سے تم کو بہت بڑی بادشاہی ملے گی، اِنْ شَاءَاللّٰہ۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
جمعرات ۲۷، ستمبر ۲۰۰۱ء

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۱۷

جب یٰسٓ قلبِ قرآن ہے تو پھر یقیناً آیۂ امامِ مبین قلبِ یٰسٓ ہے کیونکہ لاریب یہی لامحدود حکمت والی آیتِ مبارکہ اس سورہ کا اصل مرکز ہے، اور جتنی عظیم حکمتیں اس سورہ میں ہیں وہ بھی کُلیۂ امامِ مبین کے احاطے میں ہیں، مثلاً بھری ہوئی کشتی کی بڑی زبردست انقلابی حکمت، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عرشِ اعلیٰ عالمِ شخصی کے بحرِ علم پر آکر بھری ہوئی کشتی کہلاتا ہے، پھر بھی اس میں سرِّ اعظم یہ ہے کہ اس کشتی میں جو صاحبِ کشتی ہے وہی وہ زندہ نورانی کشتی ہے جو تمام روحوں سے بھری ہوئی ہے، اور یہ سرِّ الٰہی کتنا پیچیدہ اور مشکل ہے، یہ عقل والوں کے لئے اللہ کا بہت بڑا افضل لبعد از امتحان ہے، اور یہ سفینۂ نجات امامِ مبین ہی ہے جو اہلِ بیتِ رسولؐ ہیں، یہ اسرارِ قرآن = یہ اسرارِ عرش = یہ اسرارِ امامِ مبین = یہ اسرارِ عالمِ شخصی = یہ اسرارِ معرفت = یہ اسرارِ اسمِ اعظم = یہ اسرارِ عشقِ مولا۔ اس مضمون کو اسرار در اسرار کہتے ہیں، میں نے اس مضمون میں کیا کیا بتایا اور کیا کیا چھپایا اسکی تحقیق کریں۔

انسان جتنی علمی نعمتوں کو نہیں جانتا ہے اتنی نعمتیں اس کے حق میں کالعدم ہو جاتی ہیں۔

معرفت کی ابتدائی آنکھ علم الیقین ہے، قرآنِ حکیم کی تمام

باتیں حکیمانہ ہیں، مثلاً سورۂ تکاثر (۱۰۲) میں علم الیقین کی تعریف کو خوب دلنشین کرو، کہ علم الیقین کے جاننے سے دنیا ہی میں دوزخ کو دیکھا جاسکتا ہے یعنی جہالت و نادانی کو، اور اس میں بہت بڑی حکمت ہے وہ یہ کہ دوزخ سے اجتناب کیا جاسکتا ہے، اس کا دوطرفہ فائدہ ہے یعنی علم الیقین سے بہشت کو بھی دیکھا جاسکتا ہے جو حقیقی علم ہے، پھر اس کو حاصل کیا جاسکتا ہے پس علم الیقین کی نظر سے دیکھتے ہوئے یہ معلوم کرتے رہنا کہ جہالت و نادانی کس چیز میں ہے اور علم و حکمت کس بات میں ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

جمعہ ۲۸ ستمبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۱۸

کتابِ دعائم، عربی، جلدِ اوّل، صہ۱۳، سطر۔۱۳، بحوالۂ سورۂ انبیاء (۲۱: ۷)

اہلِ ذکر = اہلِ رسولؐ = أئمۂ آلِ محمدؐ = اہلِ قرآن ہیں، اہلِ ذکر سے متعلق اس آیۂ شریفہ کے منشائے حکمت کے مطابق ٹھیک سوچنے سے ہمیں یہ کامل یقین حاصل ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے نور و نورانیت میں گواہانِ انبیاء و رُسُل علیہم السّلام ہیں، لہٰذا خدا نے لوگوں سے یہ فرمایا کہ اگر کسی کو حضرتِ نبیٔ اکرمؐ کی ظاہری یا باطنی پہچان میں شک ہے، تو وہ اہلِ ذکر سے پوچھے کہ اگلے انبیاء علیہم السّلام کیسے تھے؟ کیونکہ یہ حضرات کوئی معمولی اور عام بات ہرگز نہیں کرتے بلکہ سنّتِ الٰہی کے مطابق بذریعۂ اسمِ اعظم سائل کو مکتب خانۂ ربّانی = عالمِ شخصی میں لے جا کر سب سے پہلے حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ کی روحانیت کا زندہ ریکارڈ دکھاتے ہیں، مگر ربّانی مکتب = عالمِ شخصی میں صرف اور صرف وہی عاشقِ نور داخل ہو سکتا ہے جو جیتے جی مر کر زندہ ہو جاتا ہے، اگرچہ اس جہادِ اکبر کی شرطیں سخت اور کافی ہیں، تاہم نورِ ہدایت کے وسائل بھی ہیں۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہیں، اور ان حضرات سے رجوع کرتے ہیں جو حاملانِ نورِ ہدایت ہیں تو یقیناً اُن کے پاس کوئی خاص طریقہ ہوگا،

ہاں ان پاک و پاکیزہ ہستیوں کے پاس سُنّتِ الٰہی کا وہ اوّلین طریقہ ہے جس میں اسمِ اعظم کے عظیم معجزات کے ذریعے سے باطنی علم دیا جاتا ہے، میں نے اپنی زندگی کے اکثر حصّے میں اسی سِرِّ عظیم کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے سعی کی ہے، الحمد للہ۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

سنیچر ۲۹ ستمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

آیۂ امامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۱۹

حظیرۂ قدس عالمِ شخصی کا آسمان اور بہشتِ برین ہے، قرآنِ حکیم میں اس کی بہت سی مثالیں، بہت سے نام، اور بہت سے اسرارِ عظیم ہیں، حضرتِ آدمؑ کے قالب میں امامِ زمان علیہ السّلام کا نورِ اقدس اوّل اوّل منزلِ اسرافیلی میں روحِ خداوندی پھونک دینے کے معنی میں طلوع ہوا تھا، یہ اللہ کا وہ نور تھا جو امامِ زمان میں ہوتا ہے، اسی نور اور اسی خدائی رُوح کی وجہ سے کُلّ کائنات کے فرشتوں اور تمام روحوں نے جن میں سورج، چاند اور ستاروں کی نمائندہ رُوحیں بھی تھیں، الغرض سب فرشتوں اور تمام روحوں نے خلیفۂ خدا کے لئے سجدۂ نُزُولی (گرتے ہوئے سجدہ) کیا بالفاظِ دیگر ساری کائنات نے سجدہ کیا، جس کے لئے خدائے پاک نے پہلے ہی سے حکم دے رکھا تھا، مگر ابلیس جو حارث بن مُرّہ تھا اس نے سجدۂ آدم سے انکار کیا، اس مسئلے سے بحث کرنے کی اجازت نہیں، پھر بھی اگر آپ اس بارے میں کچھ حکمت جاننا چاہتے ہیں تو دیکھو سورۂ انعام (۶: ۱۱۲) میں کہ شیاطینِ انسی اور شیاطینِ جنّی سے ہر نبی کے لئے دشمن کیوں مقرر کئے گئے؟ آپ خود بھی قرآنی آیات میں غور و فکر کر کے کچھ حکمت کی کمائی کریں۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

کراچی

اتوار ۳۰۔ ستمبر ۲۰۰۱ء

آیۂ اِمامِ مُبینٌ کی حکمت

قسط: ۲۰

مَسئلۂ ہُبُوطِ آدم عَلَیہِ السَّلام: یعنی آدمؑ کس طرح بہشت سے زمین پر اُتر آیا؟ اس کی چند صورتیں مکشوف ہوئی ہیں، پہلی صورت: اگرچہ قرآنِ پاک دراصل ایک ہی ہے، لیکن آج دنیا میں اس کی بے شمار کاپیاں موجود ہونے میں خیر ہی خیر ہے، ہرچند کہ بہشتِ لطیف ایک ہی ہے لیکن اس کائنات کے باطن میں اس کی کم سے کم کاپیاں ستّر ہزار ہیں، ہر بہشت کائنات کے برابر مگر لطیف ہے۔

آدمِ سراندیبی کا ظاہری قصّہ دُہرانے کی ضرورت نہیں، مگر یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ اس پر ہبوط کا اطلاق کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ماں باپ سے پیدا ہوا تھا اس لئے اس میں رُوحِ نباتی، رُوحِ حیوانی، اور رُوحِ انسانی صرف تین روحیں کام کرتی تھیں، لیکن جب وہ روحانیت کے درجۂ کمال پر پہنچ گیا، اور اس میں روحِ چہارم = روحِ قدسی آگئی، تو یہ روح اس میں کسی بہشت سے آئی، پس اس روحِ عُلوی کے اعتبار سے آدمؑ کا ہبوط ہو گیا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
اتوار ۳۰۔ستمبر ۲۰۰۱ء

آیۂ امامِ مبین کی حکمت

قسط: ۲۱

مَسئلۂ ہبُوطِ آدم کی چند امکانی صورتوں (مثالوں) میں سے جو مثال آدمِ سراندیپ سے متعلق بیان ہوئی ہے وہ اپنی جگہ عقلی منطقی اور عرفانی ہے، قرآن (۲: ۳۸) میں ارشاد ہے: قُلنَا اھبِطُوا مِنھَا جَمِیعًا: ہم نے حکم دیا نیچے جاؤ یہاں سے تم سب .... ایک بہت بڑے طویل لطیف روحانی دَور کے بعد کثیف جسمانی دَور آتا ہے، جب دن رات کی طرح دو متضاد دَور ہوتے ہیں تو وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے بعد آتے جاتے رہتے ہیں، پس اللہ کے مذکورہ بالا حکم سے تمام لوگ دورِ لطیفِ روحانی سے دورِ کثیفِ جسمانی میں منتقل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آدمِ زمان کے ہر روحانی فرزند سے فرمایا کہ اے ابنِ آدم میری اطاعت کر تاکہ میں تجھ کو اپنی مثال بناؤں گا کہ تُو کبھی نہیں مرے گا.... کیونکہ میں ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہوں پھر تُو دیکھے گا بہشت کے دَورِ روحانی کو شاید چھ کروڑ سال کے بعد اس سورج کو لپیٹ لیا جاتا ہے سورۃ تکویر (۸۱: ۱) شاید یہی دَور الکوُر کہلاتا ہے اور ایسے عظیم ادوار بے پایان ہیں۔

اصطلاحِ الکور کو کتابِ سرائر ص ۱۲ سے لیا جو قصّۂ آدم کا حصّہ ہے، اور چھ کروڑ سال کا اشارہ کسی روحانی سے سُنا تھا۔

امامِ آلِ محمدؑ کے عشق میں مر کر زندہ ہو جانے میں اسرارِ عظیم کی فراوانی ہے، آپ سب ہمارے لئے دعا کریں کہ اپنے محبوب امامِ زمانؑ (روحی فداہٗ) کی حقیقی غلامی ہمیں نصیب ہو!

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
یکم اکتوبر ۲۰۰۱ء

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۲۲

آپ قرآنِ حکیم کی اس عظیم حکمت کو بھول نہ جانا کہ ظاہراً کائنات کی عمر دوزخ اور بہشت کی عمر ہے (۱۱: ۱۰۷۔ ۱۰۸) تاہم اس میں تجدّد کا اشارہ بھی ہے عَطَاۤءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ: یہ وہ عطا ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگی (۱۱: ۱۰۸)، یعنی بار بار بہشت کا تجدّد ہوتا رہتا ہے، اسی معنیٰ میں وہ ہمیشہ ہے۔

سورۂ رعد (۱۳: ۳۹) میں ارشاد ہے: یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثۡبِتُ وَعِنۡدَہٗۤ اُمُّ الۡکِتٰبِ۔

ترجمہ: خدا جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس اُمُّ الۡکِتٰب = اصل کتاب = لوحِ محفوظ = نورِ امامِ مبین موجود ہے جس میں اللہ نے ہر چیز کو جمع کر کے رکھا ہے آپ نے پڑھا ہے کہ امامِ مبین ہی اُمُّ الۡکِتٰب اور لوحِ محفوظ ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے کلامِ حکمت نظام کا وہ حصہ ہے جس میں قوانینِ الٰہی کا ذکر ہوتا ہے آپ واضح طور پر دیکھ رہے ہیں کہ قرآنِ حکیم کا ہر کُلّیہ امامِ مبین سے وابستہ ہے یہی وجہ ہے کہ ہم کُلّیۂ امامِ مبین کے عظیم اسرار سے دوستوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں اگرچہ اس سلسلے کا آخری بیان خطیرۂ قدس کی اعلیٰ مثالوں میں ہے، مثال کے طور پر، شعر ہے:-

اے نصیر الدّین تجھ کو سِرِّ اعظم یاد ہے؟ ؛ عالمِ عُلوی میں تنہا ایک گوہر ہے کتاب = کتابِ مکنون = اسرارِ قرآن کا مخفی خزانہ، جس کو دستِ غیب ذرا دکھا کر فوراً چھُپا لیتا ہے یہ دستِ غیب امامِ مبین کا مبارک ہاتھ ہے، یہ چہرۂ پاک = صورتِ رحمان = امامِ مبین کا مقدّس چہرہ = وجہ اللہ ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؒ (ایس۔ آئیؒ)
کراچی
یکم اکتوبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۲۳

سورۂ جُمعہ (۶۲: ۵) مَثَلُ الَّذِیۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰىۃَ ثُمَّ لَمۡ یَحۡمِلُوۡهَا كَمَثَلِ الۡحِمَارِ یَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ؕ

ترجمہ: جن لوگوں کو توراۃ کا حامل بنایا گیا تھا مگر انہوں نے اس (کے علم و حکمت اور تاویل) کا بار نہ اٹھایا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

آپ نے کہا تھا کہ اگر کسی آیت سے کوئی ضروری سوال پیدا ہوتا ہے تو آیت کے آخر میں جواب کو ڈھونڈھو، پس یہاں یہ سوال ہے کہ کیا وجہ تھی کہ وہ لوگ توراۃ کے علم و حکمت اور تاویل کی دولت سے محروم ہو گئے؟ ج: کیونکہ انہوں نے خدا کی آیات یعنی امام اور ائمہ کو جھٹلایا (۶۲: ۵) میں دیکھو حالانکہ آسمانی کتاب کے علم و حکمت کے خزانہ دار یہی حضرات ہیں۔

آپ امام شناسی کے سب سے عظیم مقصد حاصل کرنے کیلئے سب سے پہلے آیاتِ قرآنی کو پڑھیں پھر احادیثِ صحیحہ کو اور اس کے بعد مولا علیؑ کے ارشادات کو، مولا علی علیہ السّلام صاحبِ تاویل ہے اس لئے آپ علیہ السّلام کے جُملہ ارشادات میں انقلابی اور آسان تاویل ہے اگر آپ سب سے اعلیٰ علمی عبادت کرنا چاہتے ہیں تو آپ حضرتِ مولا علیؑ

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

کے ان مبارک ارشادات کو بار بار پڑھیں جو دراصل امام شناسی کی غرض سے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
کراچی
منگل ۲، اکتوبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ امامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۲۴

وہ مُلک، وہ شہر، وہ علاقہ، وہ مقام، وہ گھر، یا قیدِ تنہائی، ہم کیسے بھول سکتے ہیں؟ جہاں حُجّتِ قائم یا خود حضرت قائم کا ظاہراً یا باطناً دیدارِ فیض آثار نصیب ہوا تھا؟ ہم سلام کریں، بصد شوق سرِ تسلیم و ادب جھکا کر، سلام کریں ان تمام مقامات کے لئے جہاں جہاں ہمارے محبوب امام کا دیدارِ اقدس حاصل ہوا، ہر دیدار ناقابلِ فراموش معجزات کے ساتھ تھا، اے کاش میرے سب عزیزان یکجا ہوتے! اور میں دیوانہ وار طوفانی آنسوؤں کے ساتھ ہر دیدار کا ذکرِ جمیل کرتا رہتا! اے خدا! جنّت میں ہر پاک دیدار کی نورانی مُووی ہوگی کہ نہیں؟ ہمارے تمام احباب ان شاء اللہ، پھر تو بہشت ایسی عظیم نعمتوں کی تجدید کی جگہ ہے نا؟ اے حُجّتِ قائم! اے حضرتِ قائم! اے امامِ زمان! میں علمی اور عرفانی زندہ بہشت میں تمہارے ساتھ ہوں، وَاللہ تم ہمارے ساتھ ہو، اے تم جمع! اے تم ہمہ! اے تم واحد! اے دو! اے تین! اے ھُو! اے تُو! اے راز! اے ساز! اے آواز! اے ناقور! اے مشہور! اے ح! اے م! اے س! اے غ! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، ان الفاظ و کلمات میں غور کرنے کی اجازت ہے اور کسی رمز شناس سے پوچھ بھی سکتے ہیں۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئی)

کراچی، بدھ ۳، اکتوبر ۲۰۰۱ء

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۲۵

عالمِ شخصی کا آسمان اور بہشتِ برین = حظیرۂ قدس = ظہورگاہِ امامِ مبین = جبین = پیشانی میں تمام کُنوزِ معرفت جمع ہیں۔

جہاں ذاتِ سبحان کی قسم! امامِ زمانؑ جو وجہُ اللہ بھی ہے اور یدُ اللہ بھی وہی ان سب سے عظیم اسرار کا مسلسل مظاہرہ کرتا رہتا ہے، بڑی سُرعت کے ساتھ سورج اور کائنات کو لپیٹ کر پھر اس جیسی کائنات کو پھیلا دینا، عارفوں کو کتابِ مکنُون کے اشارات سے آگاہ کرنا، ان کو قرآنی تاویلات کے رموز و اسرار سے باخبر کرنا صورتِ رحمان کا سب سے بڑا راز اور سرِ ازل و ابد، کلمۂ کُن، قلمِ اعلیٰ، اور لوحِ محفوظ کی معرفت، ان اسرارِ عظیم میں دیگر تمام اسرار جمع ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ عالمِ اکبر کے جُملہ اسرار عالمِ شخصی میں سمائے ہوئے ہیں، اور عالمِ شخصی کے تمام اسرار حظیرۂ قدس میں جمع کئے گئے ہیں، پس امامِ مبین کا نور پہلے عالمِ شخصی میں طلوع ہوتا ہے، اور آخر میں تمام حقائق و معارف کو حظیرۂ قدس میں مرکوز و مجموع کر لیتا ہے۔

یہاں انتہائی عظیم اسرار ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ظہورگاہِ امامِ مبین میں گھیر کر رکھا ہے، یاد رہے، کہ امامِ مبین کی معرفت کا بابِ اوّل (پہلا دروازہ) حضرتِ مولانا علی علیہ السّلام ہی ہے، لہٰذا جان و دل اور عشق و محبت

سے علی علیہ السّلام کو اپنا جانان بنالو، یہ رحمت خدا و رسولؐ کی طرف سے تمہارے لئے بہت ہی نزدیک تیار بلکہ منتظر ہے، جب عشقِ علی کا دروازہ تم پر مفتوح ہو تو پھر امامِ زمان علیہ السّلام ہی تمہارے لئے علیؑ زمانؑ اور امامِ مبینؑ کا کام کرے گا۔ آمین! ثمّ آمین!

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئی)

کراچی

بدھ ۳، اکتوبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیۂ اِمامِ مُبین کی حکمت

قسط: ۲۶

اس عنوان کی قسط: ۲۵ میں زبردست اور غالب اسرار کا ذکر ہوا ہے ان میں سِرُّ الاَسرار گوہرِ عقل اور رازِ اعظم کتابِ مکنون کا ذکر بھی ہے، یہ بھی نورِ امامِ مبین کے دو دریائے رواں ہیں اور یہ سنگم یا برزخ (حجاب) کی وجہ سے کبھی دو ہوتے ہیں اور کبھی ایک اور اسی طرح ان کے اسرار میں بید اضافہ ہو جاتا ہے، اور یہ یدُ اللہ (امامِ مبین) کے قبضۂ مظاہرہ میں ہیں۔

میں ایک ناچیز انسان کس طرح امامِ مبین کے بے پایاں معجزات و اسرار کو احاطۂ تحریر و بیان میں لا سکتا ہوں، لیکن اس علم و ادب کی غریبی کے باوجود میں بہت پہلے طرح طرح کی تکالیف کی چکّی میں پس کر فنا ہو گیا تھا تب سے امامِ زمان کے معجزات ہی معجزات سامنے آ گئے، امامِ زمان کے معجزات و اسرار اس کثرت و تواتُر سے دیکھنے میں آئے کہ شکر گزاری کی کمرِ ہمت ٹوٹ گئی، اور میں حیران و عاجز ہو گیا، پھر سوچ کر جو بھی ہو سکا امامِ مبین کے معجزات و اسرار کو لکھنے کے لئے سعی کی اس یقین کے ساتھ کہ اِن شاءَ اللہ اس بندۂ ناشکر گزار اور خاکسار سے بدرجہا بہتر اہلِ ایمان ضرور ہوں گے جو شاید مولا کے ان معجزات کو پڑھ کر یا سن کر اشکبار ہوں گے اور عجب نہیں کہ مجھ غریب کو ان عاشقوں کے آنسوؤں سے کچھ صدقہ یا زکات ملے، کیونکہ یہ معجزات اور اسرار

باعثِ عشقِ مولا ہیں، اور ان میں یقین و معرفت کا سرمایہ ہے۔

خدا حاضر و ناظر ہے کہ میں مرجانے سے نہیں ڈرتا ہوں، لیکن میں اس بات سے بہت ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے عجیب و غریب مشاہدات اور تجربات ضائع نہ ہو جائیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئی)

کراچی

جمعرات ۴؍ اکتوبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کچھ پُر مغز باتیں

اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو میں دنیا میں سب سے عجیب آدمی ہوں، کیونکہ جو حالات اور واقعات میری رُوح اور جسم پر گزرتے رہے ہیں، وہ بڑے حیرت انگیز اور بہت تعجّب خیز ہیں، اور نتیجے کے طور پر میرا نظریہ سارے لوگوں سے الگ اور میرے خیالات مختلف ہیں، دراصل بات یہ ہے کہ میں جسمانی اور روحانی محنت کی چکیّوں میں خوب پس گیا، پھر دیکھا اور سُنا جو کچھ کہ زمانہ والوں سے بالکل مخفی تھا۔

حیرت ہی حیرت ہے کہ اگرچہ خداوندِ عالم نے مجھے بابا آدم کی طرح لاتعداد بچّے (شاگرد) دئے ہیں، لیکن پھر بھی علمی اولاد کی محبّت کی پیاس نہیں بجھتی ہے، یہ کیوں ایسا ہے؟ یقیناً اس میں کوئی عظیم خدائی حکمت پوشیدہ ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ سب ایک سے ایک بڑھ کر عزیز ہیں، ایک سے ایک زیادہ شیرین، ایک سے ایک زیادہ خدمت گزار، ہر ایک میں مخصوص خوبیاں، ہر ایک کی بےمثال خصوصیات، ہر ایک کی پاکیزہ عادتیں، ہر ایک نیکوکار، ہر ایک متقی، ہر ایک مجھ کو چاہنے والا، ہر ایک میرا مددگار، ہر فرد ایک فرشتہ، ہر ایک روحانیت کا دلدادہ، ہر عزیز مولا کا عاشق، ہر ممبر ایک مجاہد، ہر شاگرد ایک فدائی، وہ ایک بچہ سلمان کا نمونہ، یہ ایک بچّی مریم کی مثال، وہ ایک عبادت میں آگے، یہ ایک

جماعتی خدمت میں آ گئے، وہ ایک میوہ دار درخت کی طرح، یہ ایک سایہ دار درخت کے مانند، وہ ایک میری عزت، یہ ایک میری دولت، کوئی میرے لئے باپ کا سایہ، کوئی میرے واسطے ماں کی شفقت، وہ سب اپنے بھائیوں اور بیٹوں کی طرح، وہ تمام سگی بہنوں اور بیٹیوں کی طرح۔

میری مادرِ مشفقہ گویا روحانی بھیس بدل کر صدہا مہربان اور غمخوار خواتین کی صورت میں آگئی ہیں، میرے شفیق والد بھی اب عزیز شاگردوں کی حیثیت میں مجھے مل رہے ہیں، میری اکلوتی بیٹی فدا بی بی کیسی معجزاتی ہے کہ وہ یہاں بھی اور وہاں بھی ایک سے ہزار بن کر اپنے باپ کی پُرخلوص خدمت کر رہی ہے، میری نورانی، حورانی اور جمیلہ بھیس بدل بدل کر گھر گھر سے میری مدد کرتی رہتی ہیں، میری کرن واحد سے جمع کی شکل اختیار کر کے کرنیں بن جاتی ہے، اسی طرح میرے خداوند نے اپنی بے پناہ رحمت سے ایک ایثار علی کے عوض سینکڑوں ایثار دئے ہیں، میرے سیف سلمان خان کثرت سے ہیں، میرے بہت سے عزیز بچے اظہار علی اور امین الدّین کی مختلف شکلیں ہیں، ان پُرحکمت الفاظ میں اپنے عزیز شاگردوں کی بیمثال مذہبی قربانیوں اور گوناگون خدمات کی تعریف و توصیف ہے پروردگار ان کو دونوں جہان کی سرفرازی عنایت کرے! آمین!!

فقط دعاگو نصیر ہونزائیؔ

(اوریجنل تاریخ) ۲/۸/۷۹

ن.ن. (حبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئی)

جمعرات ۱۱؍ اکتوبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

جواب اس سوال کا کہ "قرآن کیا ہے؟"

(کلامِ مولا کی روشنی میں)

شاہِ ولایت نورِ ہدایت حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ، جو امامِ مبین، کتابِ ناطق اور ترجمانِ وحی تھے، جن کو خدا اور رسولؐ نے علم و حکمت کے درجۂ کمال پر معلّمِ قرآن قرار دیا تھا، آپؑ نے قرآنِ حکیم کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"ظَاهِرُهُ عَمَلٌ مَوْجُوبٌ وَبَاطِنُهُ عِلْمٌ مَحْجُوبٌ"، یعنی اس (قرآن) کا ظاہر ایک ایسا عمل ہے جو واجب کیا گیا ہے اور اس کا باطن ایک ایسا علم ہے جو پوشیدہ رکھا گیا ہے"۔ چنانچہ یہ مبارک فرمان اس سوال کا مکمل جواب ہے کہ: "قرآن کیا ہے؟" جس کی تفصیل مندرجہ ذیل حکمتوں میں موجود ہے:۔

حکمت نمبر ۱: مولا علیؑ کے اس مقدّس ارشاد کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ قرآنِ پاک کی تمام تر ظاہری ہدایات و تعلیمات کا تعلّق عمل سے ہے، مگر علم جن اعلیٰ معنوں اور خوبیوں میں علم کہلاتا ہے، وہ قرآنِ حکیم کے باطن میں محجوب (پوشیدہ) ہے۔

حکمت نمبر ۲: دینِ اسلام کے اس ظاہری عمل اور باطنی علم کے درمیان

جو ربط و رشتہ ہے، اس کی مثال جسم و جان ہیں، کہ عملِ ظاہر گویا جسم ہے اور علمِ باطن جان (روح) ہے، چنانچہ علمِ باطن کے بغیر عملِ ظاہر ضایع ہو جاتا ہے جس طرح روح نہ ہو تو جسم بیکار ہو جاتا ہے۔

حکمت نمبر ۳: علمِ محجوب یعنی وہ علم جو بصورتِ بواطن قرآنی حجاب میں پوشیدہ ہے، تاویل ہی ہے، جو طرح طرح کی مثالوں کے حجاب میں محفوظ ہے۔

حکمت نمبر ۴: حقیقی یا روحانی علم کے حجاب میں ہونے میں کیوں تعجب ہو، جبکہ خداوندِ تعالیٰ کے حجاب سے کلام کرنے میں (۴۲ : ۵۲) کوئی تعجب نہیں۔

حکمت نمبر ۵: رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی ایک مبارک حدیث میں ہے کہ: قرآن کی آیات میں سے کوئی آیت ایسی نہیں مگر اس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، اور ہر باطن کے سات بواطن ہیں، اور دوسری روایت کے مطابق ہر باطن کے ستّر بواطن ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حجاب کے اندر حجاب ہے، اور یہ سلسلہ ستّر تک جاتا ہے، اور ہر حجاب میں حسبِ درجہ ایک علمِ الٰہی پوشیدہ ہے، یعنی اس سلسلے میں علمِ محجوب کے جتنے حجابات زیادہ ہوتے ہیں اتنا وہ علم بلند ہوتا جاتا ہے۔

حکمت نمبر ۶: نظریۂ علمِ محجوب کی اس روشن حقیقت سے نہ صرف قرآنی تاویل و حکمت کی اہمیّت ظاہر ہو جاتی ہے، بلکہ ساتھ ہی ساتھ یہ اس امرِ واقعی کی ایک مستحکم دلیل بھی ہے کہ اس دنیا میں لوگوں کے درمیان امامِ حیّ و حاضر کی دائمی موجودگی لازمی اور ضروری ہے، تاکہ آنجنابؑ عالمِ دین کے خواص کے لئے علمِ محجوب کا خزانہ کھول دے۔

حکمت نمبر ۷: اہلِ قرآن میں سے جو لوگ اس بات کے حقدار ہیں کہ ان

پر علمِ محجوب منکشف کیا جائے، تو امامِ زمان علیہ السّلام، جو نورِ ہدایت اور معلّمِ کتابِ سماوی ہیں، ان کو تاویلی حکمت کی دولت سے مالامال کر دیتے ہیں۔

حکمت نمبر ۸: بموجبِ ارشادِ قرآنی (۳۱ : ۲۰) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ظاہر میں بھی ہیں اور باطن میں بھی، لیکن جو ظاہری نعمتیں ہیں وہ عام ہیں، کیونکہ وہ جسمانی اور ناپائیدار ہیں، اور جو باطنی نعمتیں ہیں وہ خاص ہیں، اس لئے کہ وہ روحانی اور پائیدار ہیں، یعنی ایسی نعمتیں علومِ مخفی کی شکل میں ہیں، جنکی لذّت و مسرّت عقل و جان کو حاصل ہوتی ہے۔

حکمت نمبر ۹: قرآن جہاں ظاہر ہے، وہاں وہ عمل موجوب ہے، اور جہاں کتابِ مکنون (۵۶ : ۷۸) کے اندر ہے، تو وہاں یہ علمِ محجوب کی حیثیت سے ہے، یعنی روحانی علم کی صورت میں ہے، اور کتابِ مکنون نورِ امامت ہے۔

حکمت نمبر ۱۰: علمِ محجوب کا مطلب، جیسا کہ شروع میں بتایا گیا ہے، علمِ مخفی ہے، جس سے تاویل و حکمت مراد ہے، اور کائنات و موجودات کی ہر گرانقدر چیز حجاب میں ہے، جیسے غُنچہ (کلی) پھول کا حجاب ہے، پھول کچّے پھل کا حجاب ہے، کچّا پھل پختہ پھل کے لئے حجاب ہے، وہ گٹھلی کا پردہ ہے، گٹھلی کے اندر ایک اور چھلکا ہے جو مغز کا حجاب ہے اور مغز تیل کا حجاب ہے، پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ علمِ محجوب کا تصوّر حقیقت ہے، اور "قرآن کیا ہے؟" کے سوال کا جواب یہی ہے۔

نصیر ہونزائی

۸۱-۱۱-۱۰

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
منگل ۱۵۔ اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱

نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن جس کی قسطیں کئی سال تک جاری رہیں۔ آپ سب جانتے ہیں کہ آپریشن = سرجری = عملِ جرّاحی کا نام ہے، عملِ جرّاحی کی تاریخ کے بارے میں جاننے کے لئے ملاحظہ ہو اردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلدِ اوّل ص ۴۶۰۔

عملِ جرّاحی :(SURGERY) جسمانی زخموں یا عضو بریدہ کے علاج کا فن، آنحضرت نبیٔ کریم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد میں لاتعداد جنگیں ہوئیں، ان جنگوں میں مسلمان شہید اور زخمی بھی ہوئے، اکثر اوقات یہ زخمی اپنے اعضاء بھی میدانِ جنگ ہی میں چھوڑ آتے، ان حالات نے زخمیوں کی مرہم پٹی اور عضو بریدہ کی جرّاحت کی ضرورت پیدا کر دی، آنکھ کا آپریشن تو صحابۂ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کے زمانے میں ہونے لگا، اسماء الرّجال کی کتابوں میں ہے کہ حضرت ابنِ عباسؓ سے ان کی آنکھ کے آپریشن کے لئے عرض کیا گیا مگر انہوں نے انکار کر دیا، بعض احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ آنحضور نبیٔ کریم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مریضوں کو عملِ جرّاحی کے ذریعے علاج کرانے کا حکم دیا، حضرت ابوہریرہؓ سے "زاد المعاد" میں مروی ہے کہ نبیٔ کریم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک استسقاء زدہ مریض کے

بارے میں اس کے معالج کو حکم دیا کہ وہ مریض کے پیٹ میں شگاف کر دے، اس پر حضورؐ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ کیا طِبّ بھی کوئی مفید چیز ہے، فرمایا جس ذات نے بیماریاں نازل کی ہیں اسی ذات نے جس جس چیز میں چاہا شفا بھی لکھی ہے ایک اور موقع پر حضورؐ نے حضرت علیؑ سے ایک ایسے مریض کی جرّاحی کرائی جس کی کمر کے کسی حصّے میں پرانا ورم تھا اور اس میں پیپ پڑ چکی تھی۔

پروفیسر نیر واسطی اپنے مقالہ تاریخِ طِبّ (مطبوعہ نوائے وقت ۳۰ مئی ۱۹۷۹ء) میں علم الجرّاحت کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں: علم الجرّاحت میں مسلمانوں نے بڑے قابلِ قدر انکشافات کئے ہیں، ابو القاسم الزاہروی نے بہت سے آلاتِ جرّاحت ایجاد کئے ہیں، جن کی تصاویر اس کی کتاب التصریف میں موجود ہیں، ابنِ زہر نے اپنی کتاب التیسیر میں گیارہویں صدی عیسوی میں قصبۃُ الرّئۃ کے آپریشن کو بیان کیا جب کہ یونانی حکماء نے اس سے پہلے اپنی تصنیف میں اس آپریشن کا کوئی ذکر نہیں کیا، بو علی سینا نے پہلی مرتبہ لیکری مل فسچولا کا علاج بیان کیا ہے، مسلمانوں نے پہلی مرتبہ جریانِ خون کو روکنے کے لئے مقامِ ماؤف کو سردی پہنچانے کا طریقہ رائج کیا، زخموں کو ریشم کے دھاگے سے سینا بھی مسلمانوں ہی کا کارنامہ ہے، بو علی سینا نے سرطان کے آپریشن کے سلسلہ میں پہلی بار وضاحت سے یہ بیان کیا کہ آپریشن کے وقت سرطان کے قریب کے تمام متعلقہ حصّوں کو جڑ سے خارج کر دیا جائے مسلمان سرجنوں نے پیٹ کے متعدد آپریشن کئے۔

ابتداء میں اس غرض کے لئے چاقوؤں کا استعمال کیا جاتا تھا لیکن جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا گیا تو نئے نئے اوزار استعمال ہونے لگے، جرّاحی کی تاریخ میں ایک ایسا دَور بھی آیا کہ زخمی آدمی کے جسم کے کسی دوسرے حصّہ سے

تھوڑی سی ہڈی کاٹ کر اس جگہ لگادی جاتی تھی جہاں ہڈی کا پیوند لگانا ضروری خیال کیا جاتا تھا، جنگِ عظیم دوم میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ زخمی ہوئے تھے ان میں سے تقریباً نصف ایسے تھے جن کے بازوؤں اور ٹانگوں کی ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں چنانچہ ماہر سرجنوں نے ہڈیوں کے پیوند لگا کر انہیں کام کاج کے قابل بنا دیا۔

دورِ حاضرہ میں فنِ جرّاحی اس قدر ترقی یافتہ ہو چکا ہے کہ ڈاکٹر مریضوں کے ناقص دلوں کو تبدیل کر دیتے ہیں، اندھی آنکھوں کی بینائی کو بحال کرنے کے لئے مُردہ انسان کی آنکھیں لگا دیتے ہیں، دماغ کے انتہائی نازک اندرونی حصّوں سے رسولی کو کاٹ کر مریضوں کو شدید تکلیف سے نجات دلا دیتے ہیں، اور تپ دق کے مریضوں کے پھیپھڑے تک تبدیل کر دیتے ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
منگل ۱۶ اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۲

دل کے شدید ترین آپریشن کا سامنا تھا اس پر سوچنا بھی تھا، مرعوب بھی ہونا تھا، اور خدا سے رجوع بھی کرنا تھا، دل کے آپریشن کی تیاری کے طور پر ہسپتال کی (FORMALITIES) کو برداشت کرنا میرے لئے کوئی آسان کام نہیں تھا، اس کیلئے صحت کی ضرورت ہوتی ہے اور سارے ڈاکٹرز صحت کو بحال کرنے کے لئے لگے ہوئے تھے، وہ دن رات کام کرتے تھے پھر بھی صحت کے مسائل حل نہیں ہو رہے تھے۔ بہت سارے نوجوان ڈاکٹرز اور انکے بار بار کے سوالات کو برداشت کرنا میرے لئے مشکل ہو رہا تھا، دل کے اتنے بڑے آپریشن کے لئے آلاتِ جراحی کو دل تک پہنچانا مشکل مسئلہ تھا، لیکن خدا کے نام میں کتنی بڑی رحمت تھی کہ کسی چیر پھاڑ کے بغیر براہِ راست دل میں جا کر وہ کام انجام دیا جس کی مثال جہان میں نہیں ملتی۔ اس دوران مجھے سکونِ قلب کے متعلق بار بار وہ آیت یاد آ رہی تھی:

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُؕ (۱۳: ۲۸)۔

ہسپتال میں ایک رات میں نے ہوا سے گفتگو کرتے ہوئے سوال کیا کہ خبردار رہو! خدا کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے، یہ سکون کیا ہے، میں نے یہ سوال خود سے کیا تھا یا پھر اپنے سامنے جسکو فرض کیا تھا، اس سے کیا تھا، جواب ملا کہ سکون سے اطمینان مراد ہے، پھر میں نے کہا کونسا اطمینان؟ اس موقع

پر بہت سے معجزات کو یاد آتا تھا لہٰذا اطمینانِ قلب سے متعلق وہ معجزات یاد آرہے تھے۔

یہیں سے ہمارے ذہن میں ایک منصوبے کا خاکہ پیدا ہوا:

قلم کی نوک سے دل کا عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن۔۔۔

سوچ نے مجھے مجبور کر دیا کہ یہاں رک کر اپنے عزیزوں کے ساتھ مل کر سوچوں، ان سے مشورہ کروں، مدد بھی لوں، جو میرے احوال کو یکسر جانتے ہیں، قرآنی آیات کو بھی جانتے ہیں اور ان دونوں کی روشنی میں مفید نتائج سامنے لا سکتے ہیں۔ یہیں سے استاد کے کام میں انقلاب آتا ہے، ہم نے جو کچھ کام کیا ہے اس کو ایک خاص انداز سے اجاگر کرنا پڑے گا، یہیں سے شاگردوں کے کام میں بھی ایک انقلاب آئے گا، یہیں سے ادارے کے کام میں بھی انقلاب آتا ہے اور یہیں سے اس ادارے کے بارے میں جو تصورات ہیں اس میں بھی انقلاب آتا ہے، اسی دوران ایک مرتبہ یہ خیال بھی آیا کہ ہم (COLLECTIVE HEART PROBLEMS) کے بارے میں کچھ لکھیں، جو میرے ساتھ ہسپتال میں تھے میں نے ان کو اسی وقت یہ بتا دیا تھا، اب ہم سب کو مل کر کام کرنا ہے، ہم آغا خان یونیورسٹی ہسپتال میں اس پر ایک سیمینار کر سکتے ہیں، اس کے لئے ہم نے وہاں ڈاکٹرز سے بھی بات کی ہے۔

قلم کی نوک سے دل کا عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن
کا قسط وار اجتماعی منصوبہ

یہ کام ظاہری آپریشن کی طرح باطنی آپریشن کو سمجھنے کے بارے میں ہے،

قرآن میں شرحِ صدر کا ذکر ہے، اس منصوبہ کے لئے اب تک ہم نے جو کچھ لکھا ہے اسی کو ایک خاص انداز سے اجاگر کرنا پڑے گا، چاہیں سب مل کر لکھیں چاہے کوئی ایک لکھے، قسطوں میں بھی لکھ سکتے ہیں، اجتماعی طور پر لکھنا مفید رہے گا، سوچنا ہوگا کہ سب سے پہلے اس کی بنیادیں کیا ہیں اور ضروری عوامل کیا ہیں، اس کا ایک خاکہ بنا کر ہم اس پر کوئی لیکچر بھی دے سکتے ہیں، ہر کسی کو اپنی حیثیت کے مطابق کام کرنا ہوگا، مناسب طریقۂ کار وضع کیا جا سکتا ہے، میرے خیال میں یہ مشکل نہیں ہے، مواد کے اس حصّے کو سامنے لانا ہوگا جو خصوصاً روح، دل کی بیماری، شفاء اور روحانی زندگی کے بارے میں ہے اور اس کی تحلیل کرنا ہوگی۔

ہمارا کام ایک ٹھوس حقیقت ہے، باتیں تو اور بھی ہیں، منصوبے بھی ہیں، اچھّے اچھّے منصوبے بھی ہو سکتے ہیں مگر جو کام یہاں ہوا ہے، اس کی مثال نہیں ہے، اس کام کے لئے ذکرِ الٰہی، کتاب العلاج، روح کیا ہے؟ اور (COVERAGE) کے لحاظ سے ہزار حکمت (تاویلی انسائیکلو پیڈیا) اہم کتابیں ہیں، یہ تیار شدہ مواد ہے جس میں سے کچھ چیزیں لینی ہیں، کس طرح لکھنا ہے اسکی ذمّہ داری بھی ہماری ہے ہم آپ کو سمجھائیں گے، یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ظاہری سائنس میں عملِ جراحی کا مقصد کیا ہے اور اس عمل سے پہلے اور بعد میں کیا کیا جاتا ہے اور یہ کہ ان چیزوں کا اطلاق روحانی آپریشن پر کس طرح ہوگا۔

اس کام کا تعلق سب سے پہلے مجھ سے ہے، میرے بعد دانش گاہِ خانۂ حکمت سے ہے، اس کے بعد میرے شاگردوں سے ہے، اس لئے انکو یہ اسکیم سمجھانے کا فائدہ ملے گا، جو کتابیں ہم نے لکھی ہیں وہ بنیادی ہیں اور ان کی مدد سے ہم دل کے عظیم آپریشن کے بارے میں قسط وار لکھ سکتے ہیں، ہم نے قلم کی نوک سے اب تک دل کے کئی عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن کئے ہیں۔

اس روحانی ترقّی کے سلسلے میں جتنے معجزات ہوئے ہیں، وہ مادّی سائنس کی مشینری کی طرح ہیں، جیسا کہ ہم بہت پہلے کہہ چکے ہیں کہ خواب (X-RAYS) کی مانند ہے، اس منصوبے کے لئے سائنسی اصطلاحات کو جمع کرنا ہوگا، اس سلسلے میں آپ کو ان پر بھروسہ کرنا ہوگا جو میڈیکل کے میدان میں کام کرتے ہیں مثلاً روبینہ وغیرہ ہم اس کام کے آخر میں کوئی ایسی لسٹ یا انڈیکس بھی دے سکتے ہیں جس میں موجودہ سائنسی اصطلاحات کے رُوحانی مترادفات درج ہوں، یہاں تک کہ ہم علمِ حدودِ دین سے بھی فائدہ اٹھائیں گے کہ اسمیں ذبح کرنے کی اصطلاح ہے جو سائنس میں جراحی کی اصطلاح کے قریب ہو سکتی ہے، ہمیں اس کام کے لئے جگہ جگہ سے مواد مل سکتا ہے، ہم خوشی خوشی اس سفر پر روانہ ہوں گے کیونکہ منزلِ عزرائیلی کے معجزات خدا کے فضل سے معمولی نہیں ہیں۔

اللہ کی ساری نعمتیں ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی ہیں اس لئے اس پر ایک سیمینار بھی ہو سکتا ہے، اس طرح سیمینار کی تیاری بھی ہوگی، اس مقصد کے لئے تمام کتابوں کو سامنے لانا ہوگا اور بھری محفل میں ان کی ایک خاص وضاحت کرنا ہوگی، ہماری کتابوں میں تاویل زیادہ ہے، یہ تیار کام ہے، کچھ خاص کتابوں کو لینا ہوگا اور اس کی تحلیل کی عادت پیدا کرنا ہے۔

ذکر کس طرح آپریشن کے عمل سے نزدیک ہے، اس پر سوچیں، ممکن ہے ہم سیمینار میں کوئی گوشہ اجاگر کریں جو روحانی سائنس کے بارے میں ہو، اس سے دل کی اہمیت واضح ہوگی، تقویٰ، خوفِ خدا اور ہدایت میں روحانی طبّ ہے تو اس کو اجاگر کیا جائیگا، اس طرح پہلے سے کیا ہوا ایک خاص کام ایک انوکھے طریقے سے اجاگر ہو جائے گا، ہو سکتا ہے کہ ہم اسلام میں دل کی اہمیت پر کوئی منظّم آرٹیکل لکھیں، جو پہلے سے کئے ہوئے کام سے مربوط ہوگا، جتنے بھی نئے

منصوبے بنائیں گے اس پر پہلے ہی ہم نے کام کیا ہے، اس کے علاوہ بھی منصوبے ہو سکتے ہیں، اسی طرح ہماری ایک تعلیم جاری ہو گی اور ہماری باطنی زندگی اسی میں ہے۔

اس میں کام کا ایک حصّہ ان لوگوں کو دیا جائے گا جو تابعداری سے کام کرتے ہیں، اور یہ کام اس شرط پر دیا جائے کہ وہ لوگ پہلے سے دیئے گئے ریسرچ ورک کو اور دوسری علمی ذمہ داریوں کو پورا کریں، مگر یہ کام ان کو دیں جن کی دلچسپی ہے، کچھ قسطوں کی ذمہ داری مغرب کے دوستوں کی بھی ہونی چاہیئے تاکہ ان کی بھی عادت ہو۔

نوٹ: اُستادِ محترم کے بیان کو قلمبند کرنے کی یہ حقیر کوشش شاہ ناز سلیم ہونزائی کی ہے۔

منگل ۱۶ر اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہُوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط : ۳

نوکِ قلم سے کیا ہوا دل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن جس کا آغاز ۱۹۸۰ء میں ہوا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مثال اس بندۂ درویش کی زندگی میں بڑی بابرکت اور علم و حکمت کے تقاضوں کے مطابق ہے، اس مثال کی ایک بہت بڑی بنیادی خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک اسمِ صفت الوکیل ہے جس کے معنی ہیں: بندوں کے کاموں میں کارسازی کرنے والا، آپ جب قرآنِ حکیم میں اسم الوکیل کے اسرار کو جاننے کے لئے کوشش کریں گے تو آپ پر یہ حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ توکّل یعنی اللہ کو اپنے روحانی کاموں میں کارساز قرار دینا ایمان کے درجۂ کمال پر ممکن ہے، اس تصوّر میں اہلِ ایمان کے لئے عظیم بشارتیں ہیں کہ اللہ اپنی بے پایاں رحمت و مہربانی سے اپنے بندوں کے بڑے بڑے روحانی کاموں میں وکیل ہو جاتا ہے، پھر کون سی عمدہ بات اور عمدہ مثال غیر ممکن ہو سکتی ہے۔

پس اس عنوان میں کسی حقیر انسان کی کوئی تعریف نہیں ہے بلکہ خداوندِ تبارک و تعالیٰ کی بہت بڑی تعریف ہے جو اپنے بندوں کا حقیقی وکیل ہے، پس یہ حقیقت ہے کہ ہمارے یہاں جو کچھ بھی علمی خدمت ہو سکی ہے وہ صرف اور صرف اللہ کے فضل و کرم ہی سے ہے پھر بھی ہم اسکی ایک قابلِ فہم مثال پیش کر سکتے ہیں

تاکہ اس سے علم و عمل کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے، ہم اس سلسلے میں ہادیٔ زمان علیہ السّلام کی نورانی ہدایت سے کچھ اسرارِ باطن بیان کرنے کی کوشش کریں گے، آپ نے آج یہاں خدا کے اسم الوکیل کے ایک عظیم راز کو سنا، اس دفعہ ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ہمارے تمام عزیزان ہمارے ساتھ مل کر کام کریں، اِنْ شاء اللہ وہ طریقِ کار ہم خود ہی بتائیں گے کہ کس طرح اس پروگرام میں تمام عزیزوں کی شرکت ہونی چاہئے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئی)

بدھ ۱۷، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہُوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۴

اللہ تعالیٰ کے اسرارِ علم و حکمت انتہائی عجیب و غریب ہیں کہ اس قادرِ مطلق نے انسان کو نہ صرف ایک عالمِ شخصی ہی بنایا بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس نے اس کو ایک عالمِ اکبر بھی بنایا، ایسے میں انسان اپنی ہستی کی وسعتوں پر کس طرح کنٹرول کر سکتا تھا، پس خدا نے اپنی قدرتِ کاملہ سے انسان کو ایک مختصر اور جامع جوہر اور خلاصہ بنا دیا اور انسان سے فرمایا کہ بس تم اپنے اس دل کی حفاظت کرو اور اسی کا خیال رکھا کرو، پس انسان کے لئے جو اللہ کا حکم ہوا ہے اس کا اوّلین تعلّق دل سے ہے تاکہ انسان کے لئے اسی طرح اپنی حفاظت اور ہر چیز آسان ہو، پس عقل و دانش والے قرآنِ حکیم میں ضروری طور پر قلبِ انسانی کی حکمتوں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں کیونکہ قرآن کا ہر ہر مضمون دل کی طرف جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ذکرِ الٰہی میں انسان کے لئے بہت سے فیوض و برکات ہیں مگر وہ دل کے توسّط سے ہیں، لہٰذا ہر مقام پر اہلِ ایمان کو توجّہ دلائی گئی ہے کہ وہ اپنے دل کی حالت پر نظر رکھیں۔

خوب یاد رہے کہ جسمِ انسانی میں دل کے تین مقام ہیں اس کا پہلا مقام جسم ہے یعنی سینہ، دوسرا مقام روح ہے اور قلبِ انسانی کا تیسرا اور آخری مقام مرتبۂ عقل ہے جو حظیرۂ قدس میں ہے، اور قرآنی علم و حکمت کے تمام

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

اسرارِ دل کے انہی تین مقامات سے متعلّق ہیں، پس خوش نصیب مومنین اور مومنات وہ ہیں جو دل کے قرآنی اسرار کو جانتے ہیں۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بدھ ۱۷، اکتوبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۵

سوال: یہ جس آپریشن کی بات ہو رہی ہے، کیا وہ باطنی = روحانی = علمی = عرفانی آپریشن ہے؟ جواب: جی ہاں، وہ باطنی = روحانی = علمی = عرفانی آپریشن ہے۔ سوال: اس آپریشن کا نظام کیا ہے؟ جواب: اس کا نظام توکّل ہے، جیسا کہ ذکر ہوا کہ اللہ کے اسمائے صفات میں سے ایک اسم الوکیل ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف سے باطنی کاموں کو انجام دیتا ہے، جب بندۂ مومن اپنے ربِّ کریم کے اسمِ اعظم کو پڑھتا ہے تو اس کے تحت اللہ تعالیٰ کے جمیع اسماء اپنا اپنا کام کرتے ہیں، دنیائے ظاہر میں آج تک ایسی کامیاب ترین سائنس نظر نہیں آتی جس میں بہت سی مشینیں مل کر کسی آپریشن کا کام کرتی ہوں مگر باطن میں جو خدا کا زندہ اسمِ اعظم ہے اس کے ساتھ اللہ کے تمام اسمائے صفاتی وابستہ ہیں اور ہر اسمِ صفت اسمِ اعظم کے منشاء کے مطابق کام کرتا ہے، پس اللہ تعالیٰ کا زندہ اور پُرنور اسمِ اعظم ہی ہے جس کے ذریعے سے باطن میں سب کچھ ہوتا ہے۔

جب مومن عالمِ شخصی ہے تو وہ اپنے اسمِ اعظم سے یہ درخواست نہیں کرتا کہ میرے عالمِ شخصی میں یہاں وہاں یہ کام کرنا ہے بلکہ صرف رجوع ہی کرتا ہے اور مومن کا یہ اسم الوکیل ہے جو خود بخود جہاں جو کچھ کرنا چاہیئے وہاں وہ کرتا ہے۔

آج کل ظاہر میں دل کی صحت اس لئے زیادہ مشکل ہو رہی ہے کہ دراصل باطن میں دل کا مسئلہ مشکل ہے، جب بھی باطن میں دل کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو ظاہر میں دل کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں دل کے علاج کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اس کا طریقۂ کار بھی بتا دیا گیا ہے، مثال کے طور پر حدیثِ شریف میں ہے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ = اے اللہ میرے دل میں ایک نور قرار دے۔ پس اللہ تعالیٰ جب بھی بندۂ مومن کے دل میں ایک نور قرار دیتا ہے تو اسمِ اعظم سے یہ نور مقرّر کرتا ہے، اب اس حکمت میں یہ سوچنا ہے کہ جب بندۂ مومن کے دل میں ایک نور قرار پائے گا تو کیا اس سے دل کی بیماری ختم نہیں ہوگی اور کیا کوئی اس حکمت کو ایک عام بات خیال کر سکتا ہے، یہی توکل کی بات ہے اور یہی قرآن و حدیث میں طبِّ روحانی موجود ہونے کی بات ہے، مومن کے لئے عقل و دانش کی بات یہ ہے کہ وہ اسمِ اعظم کی روشنی میں قرآن میں دیکھے اور دل کے علاج سے متعلّق عمدہ سے عمدہ نسخے دریافت کرتا رہے تاکہ یہ کام نہ صرف اس کے ذاتی مفاد تک محدود ہو بلکہ بنی نوعِ انسان کے لئے بھی اس سے فائدے حاصل ہوتے رہیں اور اس کی زندگی خوشگوار ہو جائے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
جمعرات ۱۸، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۶

یہی سب سے مشکل ریاضت جس کی مثال دل کے آپریشن سے دی گئی ہے، خود جہادِ اکبر بھی ہے، یقیناً یہ جہادِ اکبر ہے، لہٰذا سب سے پہلے نفسِ امّارہ کے خلاف شدید جنگ کرنی پڑتی ہے اور قرآنِ حکیم میں نفسانی ترقّی کے تین بڑے مرحلے ہیں: پہلا مرحلہ ہے نفسِ امّارہ کو مسخّر کرنا (۱۲: ۵۳)، دوسرا مرحلہ نفسِ لوّامہ کا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے نفسِ لوّامہ کی قسم کھائی ہے (۷۵: ۲)، اس میں بہت بڑی حکمت ہے کہ اللہ یہ چاہتا ہے کہ مومن اندر اندر سے اپنے آپ کی ملامت کرتا رہے اور یہ کئی معنوں میں ہو سکتی ہے توبہ، مناجات، گریہ وزاری، استغفار، ذکر کی کمی کا احساس وغیرہ، اس میں بڑا فائدہ ہے کہ مومنِ سالک اپنے آپ کی ملامت کرتا ہے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، خصوصاً بندۂ مومن اپنے ربّ کے حضور میں اپنے آپ کی ملامت کرتا ہے تو یہ جہادِ اکبر کا سلسلہ ہے، نفسانی ترقّی کا تیسرا اور آخری مرحلہ نفسِ مُطمئِنّہ ہے (۸۹: ۲۷-۲۸)، اس مرحلے میں مومن اطمینان والی روح کو حاصل کرتا ہے جو بہت بڑی کامیابی ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
جمعہ ۱۹، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہُوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۷

اے عزیزان! دانائی اور حکمت یہ ہے کہ آپ قرآنِ حکیم میں قلبِ انسانی سے متعلق اسرار کی تلاش کریں، اس سلسلے میں قلبِ سلیم کی ظاہری اور باطنی معرفت از بس ضروری ہے، قلبِ سلیم کے لئے دیکھیں: ہزار حکمت (ح: ۶۹۶ - ۶۹۷)۔

قلبِ سلیم (۱): بے عیب دل، صحت مند دل: ایسا دل جو باطنی بیماریوں سے پاک ہو، اور ہر وقت اس پر حق تعالیٰ کی نظرِ عنایت و ہدایت رہے، جیسے حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کا قلبِ مبارک تھا (۳۷: ۸۴)۔

قلبِ سلیم (۲): وہ دل جو صحیح و سلامت ہو: سورۂ شعراء (۲۶: ۸۹) میں قلبِ سلیم کا ذکر آیا ہے جس سے ایسا دل مراد ہے جو نورِ امامت سے منوّر ہو چکا ہو، ایسے میں امامِ عالی مقامؑ ہی بندۂ مومن کا دل قرار پائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں قلبِ سلیم کی تعریف فرماتا ہے تو کیا یہ کوئی معمولی بات ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ قلبِ سلیم معرفت کا ایک عظیم راز ہے جس کے جاننے میں حکمت کی کلیدیں ہیں، پس آپ قرآن کے دو مقام پر قلبِ سلیم کی تحقیق کریں، جیسا کہ اس کا حق ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
سنیچر ۲۰، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہُوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۸

بحوالۂ کتاب عشقِ سماوی بعنوانِ اسماءُ الحُسنیٰ کے اسرار، ص ۹۶-۹۷ کو خوب غور سے پڑھیں:

"۱۔ قرآنِ حکیم اللہ تبارک وتعالیٰ کا سب سے بڑا خزانۂ علم و حکمت ہے، اہلِ دانش کے نزدیک یہ حقیقت کسی شک کے بغیر مُسلّمہ ہے کہ قرآنِ پاک کی تعلیمات لوگوں کے مختلف درجاتِ عقل کے مطابق درجہ بدرجہ ہیں، تاکہ اولوا الالباب (صاحبانِ عقل) علم کی سیڑھی سے زینہ بزینہ بامِ عروج پر چڑھیں، بالفاظِ دیگر ان کو معراجِ یقین حاصل ہو، اور وہ حظیرۂ قدس میں داخل ہو جائیں، جہاں بہشت اور اس کی ہر نعمت موجود ہے۔

۲۔ ذکرِ جمیل اسماءُ الحُسنیٰ ہی کا ہے، اور یہ حکمت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یاد رہے کہ خدا کی ہر چیز زندہ، گویندہ، اور دانندہ ہوا کرتی ہے، چنانچہ دَورِ ششم کے اسماءُ الحُسنیٰ مُحمّد و آلِ مُحمّد صلّی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین ہیں، جو حُسن و جمالِ ظاہری و باطنی کے درجۂ کمال پر ہیں، یہی حضرات خداوندِ عالم کے اسمائے بزرگ ہیں، اور انہی مبارک ناموں سے خدا کو پکارنے کا حکم ہوا ہے (۷: ۱۸۰) اور قرآن و حدیث میں " مُحمّد وَ آلِ مُحمّد پر صلوات" کی بہت بڑی فضیلت اس معنیٰ میں ہے کہ یہ اسماءُ الحسنیٰ کا خلاصہ اور جوہر ہے، اَلحَمدُ لِلّٰہ۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء دو قسموں میں ہیں: (۱) وہ اسماء جو حروفِ تہجی کی ترکیب سے ہیں، جن کو کاتب لکھتا ہے، وہ اپنی تحریر کو کسی وجہ سے مٹاتا بھی ہے (۲) دوسرے وہ اسماء ہیں جو زندہ، بولنے والے، عاقل و دانا، اور اشرف و اعلیٰ ہیں، جیسے انبیاء، اوصیاء اور آئمۂ معصومین علیہم السّلام (المجالس المؤیّدیّہ)۔

۴۔ آپ قرآنِ حکیم کے ان حوالہ جات میں اسماءُ الحُسنیٰ کے مضمونِ مبارک کو پڑھ کر فیضِ علم و حکمت کو حاصل کریں: سورۂ اعراف (۷: ۱۸۰)، سورۂ اسراء (۱۷: ۱۱۰)، سورۂ طٰہٰ (۲۰: ۸)، سورۂ حشر (۵۹: ۲۴)۔

ان لوگوں کی کتنی بڑی سعادت ہے جو اسماءُ الحُسنیٰ سے خدا کو پکارتے ہیں، پس یہی لوگ (ان شاء اللہ) بہشت کے بادشاہ ہوں گے۔

نصیر الدین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ذوالفقار آباد۔ گلگت
۱۱، جولائی ۱۹۹۸ء

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
پیر ۲۲، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۹

کتابِ قرآنی مینار میں بعنوانِ "سابِقُون کی سبقت کا راز"، ص ۱۹۰-۱۹۲ پر نکات نمبر ۶ تا ۸ کو پڑھیں:

دَوڑ پڑو، آگے بڑھو: آپ یہ حکم سورۂ آلِ عمران (۳: ۱۳۳) اور سورۂ حدید (۵۷: ۲۱) میں دیکھ سکتے ہیں، لیکن اس دوڑنے اور آگے بڑھ جانے کے کیا معنی؟ جبکہ دین میں ہر قول وفعل سنجیدگی اور سکون سے کیا جاتا ہے؟

ج: یہ امر علم وعمل میں سبقت کرنے سے متعلق ہے، اور اس کا زیادہ سے زیادہ تعلق منازلِ عقل سے ہے، کیونکہ وہاں تو مومنین کا نور دوڑتا رہتا ہے، (۵۷: ۱۲؛ ۶۶: ۸) تاہم مجموعی اعمال میں سبقت کا یہ اشارہ ہے کہ بہشت میں داخل ہو جانا آسان بات ہے، مگر اللہ کی خوشنودی حاصل کر کے خود کو دوسروں کے حق میں بہشت بنانا انتہائی مشکل کام ہے۔

طریقِ احسن: قرآنی واسلامی ہدایات وتعلیمات سے صراطِ مستقیم مرتب ہو جاتی ہے، جس پر قدم بقدم اور منزل بمنزل آگے بڑھ جانا مقصود ہے، اور یقیناً اسی عمل میں بہتر سے بہتر چیز کی پیروی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ منزلِ آخرین میں عقل کا معجزہ آتا ہے، جو سب سے بہترین چیز ہے، جیسا کہ حضرتِ موسیٰؑ سے فرمایا گیا: تم توریت کو مضبوطی سے لو اور اپنی قوم کو حکم دے دو کہ اس کی اچھی سے اچھی

باتوں پر عمل کریں (۷: ۱۴۵) اور اگر قرآنِ حکیم کی ان آیاتِ مبارکہ میں، جن میں لفظِ "احسن" موجود ہے، خوب غور سے دیکھا جائے، تو یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ قرآنی ہدایات درجہ بدرجہ ہیں، اور اس کی تعلیمات رفتہ رفتہ نورِ عقل تک پہنچا دیتی ہیں، پس یہی عقلی راستہ اس کا طریقِ احسن ہے۔

درجات کی سیڑھیاں : قرآنِ حکیم کے کُل اٹھارہ مقامات پر درجہ اور درجات کا ذکر موجود ہے، سورۂ معارج (۷۰) میں سیڑھیوں کا، اور سورۂ انشقاق (۸۴: ۱۹) میں طَبقات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے، الغرض سب سے اعلیٰ سیڑھی کے مختلف مدارج پر انبیاء جا رہے تھے، پھر اسی طرح اولیاء کی سیڑھی اس کے نیچے لگی ہوئی ہے، جس پر دوستانِ خدا زینہ بزینہ چڑھ رہے ہیں، اس کے تحت شُہداء کی سیڑھی جُڑی ہوئی ہے جو صالحین کی سیڑھی پر قائم ہے، اور یہ عوامُ النّاس کی سیڑھی پر کھڑی کی گئی ہے، یہی تصوّر صراطِ مستقیم کا ہے (۴: ۶۹) لیکن یہاں بڑا اہم سوال یہ ہے کہ ان بے شمار درجوں کا تعیّن کس فرق و تفاوت کی بنیاد پر کیا گیا ہے؟

ج : فرق و امتیاز میں اصل چیز علم ہی ہے، جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے: نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ ؕ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ۔ ہم جسے چاہتے ہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں اور ہر صاحبِ علم سے اوپر ایک اور عالم ہے (۱۲: ۷۶) اس سے یہ حقیقت کسی شک کے بغیر ظاہر ہوئی کہ قرآنی علم و عرفان درجہ بدرجہ اوپر سے اوپر جا کر خورشیدِ عقل سے مل جاتا ہے، پھر وہاں سے اس کا ایک پہلو نورِ منزل کے ساتھ نیچے آکر پھیل جاتا ہے۔ (نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی، کراچی، بدھ، ۲۷ جمادی الاوّل ۱۴۱۰ھ، ۲۷ دسمبر ۱۹۸۹ء)

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) منگل ۲۳، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۰

بحوالۂ کتاب صنادیقِ جواہر، صندُوقِ جواہر۔ ۲۹، ص ۴۳۶۔ ۴۳۷۔

سوال۔ ۶۱۲: آیا قرآنِ پاک میں درجات کا ذکر ہے؟ اگر اسلام میں درجات ہیں تو وہ کس اعتبار سے ہیں؟

جواب: (۱) آپ دیکھ سکتے ہیں کہ قرآنِ حکیم میں کئی طرح سے درجات کا ذکر آیا ہے، اس کی پہلی مثال: سابِقوا (۵۷: ۲۱) اور سارِعوا (۳: ۱۳۳) ہے کہ خدا نے حکم دیا: علم و عمل میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو اور جلدی کرو۔ ظاہر ہے کہ اس سے درجات بنیں گے (۲) دوسری مثال صراطِ مستقیم (راہِ راست) ہے، اس پر خدا کی طرف چلنے والے مسافر آگے پیچھے ہوں گے، سب لوگ دوش بدوش چل نہیں سکتے، یعنی علم و عمل میں کمی بیشی کی وجہ سے درجات کا ہونا لازمی ہے (۳) اسلام میں جو مختلف درجات ہیں، وہ ایمان، اور علم و عمل کے اعتبار سے ہیں (۴) قرآنِ حکیم میں خود درجات کا پُر حکمت مضمون بھی ہے (۵) قرآن اور اسلام میں درجات کی سب سے روشن مثال سیڑھی ہے، یعنی آنحضرتؐ کی معراج، کیونکہ حضورِ انورؐ اپنی روحانیت و نورانیت میں درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی تک پہنچ گئے تھے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئی) منگل ۲۳۔ اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۱

شرحِ صدر۔ ۱: سورۂ زمر کی بائیسویں آیت کا ارشاد ہے کہ: بس جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے نور پر ہے (کیا وہ شخص اور اہلِ قساوت برابر ہیں) پس جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے تو ان کے لئے بڑی خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

یہ پاک آیت سب سے پہلے انسانِ کامل یعنی پیغمبرِ آخر زمان اور امامِ برحق علیہما السّلام کی شان میں ہے، ان کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے حدودِ دین کے بارے میں بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا شدہ وسعتِ قلبی، اسلام یعنی اطاعت اور خدا کا نور انسانِ کامل کے وسیلہ اور توسّط سے حدودِ دین کو بھی علیٰ قدرِ مراتب حاصل ہوتا ہے، اور انسانِ کامل کی ذاتِ اقدس میں یہ صفات اور دوسری تمام خوبیاں ہمیشہ کے لئے بدرجۂ اتم موجود ہیں۔

اس آیۂ مقدّسہ کی حکیمانہ تعلیم شرحِ صدر یعنی وسعتِ قلبی کے ذکر سے شروع ہو جاتی ہے، اور فرمایا جاتا ہے کہ اسلام کو کما حقہٗ قبول نہیں کیا جا سکتا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو وسعتِ قلبی عطا نہ فرمائے، نیز لفظِ اسلام کے دوسرے معنوی پہلو کے اعتبار سے ارشاد ہے، کہ اگر خدا کی طرف سے کسی کو کشادہ دلی عنایت نہ ہوئی تو اس شخص سے فرمانبرداری نہیں ہو سکتی، کیونکہ اسلام

کے معنی اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں، پھر اس کے بعد فرمان ہے کہ جب خدا نے کسی آدمی کے دل کو کھول دیا تو وہی حقیقی اسلام یا کہ فرمانبرداری بجالا سکتا ہے، جب اس نے ہادیٔ برحقؑ کی فرمانبرداری کر لی، تو اس کے دل و دماغ میں بتدریج خدا کا نور جلوہ گر ہونے لگتا ہے، اور ذکرِ الٰہی خود بخود جاری رہتا ہے، جسکی وجہ سے اس کے قلب میں رقت و نرمی پیدا ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی معجزانہ صوتی ہدایات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

اس صورتِ حال کے برعکس، جس میں حقائق و معارف کے زندہ معجزات موجود ہیں، جن لوگوں کے دل تنگ و تاریک ہوں، وہ حقیقی اسلام قبول نہیں کر سکتے، جس کے سبب سے ان کے دل خدا کے نور کے قابل نہیں ہو سکتے، نہ ہی وہ خدا کے ذکر کو جاری رکھ سکتے ہیں، پھر وہ قساوتِ قلبی کے روحانی مرض میں مبتلا ہو کر گمراہی اور ضلالت کے بیابان میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔

(از کتابِ امام شناسی، حصّۂ دوم صہ ۹۴-۹۶)

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعرات ۲۵، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۲

شرحِ صدر ۔۲ : شرحِ صدر کے لفظی معنی ہیں سینے کو کشادہ کر دینا، یعنی وسعتِ قلبی اور فراخدلی پیدا کر دینا، جس سے انسانی نفس کی وسعت مراد ہے کیونکہ نفس کا مرکز دل و دماغ ہے، ہر چند کہ کشادگی اور تنگی روح اور نفس کی صفت نہیں جسم کی صفت ہے، تاہم عالمِ مثال جو لطیف اور روحانی ہے، پھیلاؤ اور کشادگی کے لحاظ سے اس کائنات کی طرح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (۳: ۱۳۳) = اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنّت کی طرف جلدی کرو جس کا پھیلاؤ سب آسمان اور زمین ہیں وہ پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

اس ارشاد سے یہ حکمت ظاہر ہے کہ مذکورہ بہشت اس کائنات کی رُوحانی صورت ہے، بالفاظِ دیگر یہ بہشت اس عظیم کائنات کی رُوح یعنی نفسِ کُلّ کی صورت میں ہے یا اس مطلب کو اس طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ ہر جسمانی چیز کی ایک روحانی لطیف صورت ہوا کرتی ہے، اسی طرح اس عظیم کائنات کی بھی ایک لطیف روحانی صورت ہے اور وہی عالمِ مثال اور مذکورہ بہشت ہے اور روحانی قسم کی انتہائی وسعت وکشادگی بھی وہی ہے۔

جب روحانی پھیلاؤ کا تصوّر معلوم ہوا، تو اب شرحِ صدر کی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے: اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَۃِ قُلُوۡبُھُمۡ مِّنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ (۲۲:۳۹) = پس جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے نور پر ہے (کیا وہ شخص اور اہلِ قساوت برابر ہیں؟) پس جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے تو ان کے لئے بڑی خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

اس آیۂ کریمہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مومن جب حقیقی محبت کی آگ میں پگھلتے ہوئے ذکرِ الٰہی میں ایسا مگن رہتا ہے، کہ وہ سوائے خدا کی یاد کے ہر چیز بھول جاتا ہے، یہاں تک کہ اسے اپنے آپ کی بھی خبر نہیں رہتی، کہ وہ بیدار ہے یا عالمِ خواب میں ہے، تو اس وقت اس کی روح میں وسعت پیدا ہونے لگتی ہے اور اس وسعت کے بعد نور نظر آنے لگتا ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں قرآنِ پاک کا ارشاد ہے:-

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ (۹۴:۱) = کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضورؐ کا قلبِ مبارک یعنی پاک روح انتہائی حد تک وسیع کر دی گئی تھی اور نتیجتاً آپؐ کی پاک روح میں ساری کائنات کی روحانی صورت نظر آتی تھی۔

(از کتاب حکیم پیر ناصر خسرو اور روحانیت ص ۴۲-۴۴)

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعرات ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نوکِ قلم سے کیا ہُوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۳

ذکرِ قلبی : ذکرِ قلبی کا مطلب ہے دل کا ذکر، یہ ذکر تمام اذکار میں مخصوص ترین اور عجائباتِ روحانیت کا حامل ہے لیکن یہ جتنا خاص، معجزانہ اور پُرحکمت ہے، اتنا نازک اور مشکل بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ دوسرے تمام اذکار و عبادات اور نیک کاموں کے ذریعے سے اس کی مدد کی جاتی ہے، تاکہ اس کی ترقّی ہو، اس کے لاتعداد فائدے ہیں اور بنیادی طور پر اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی باقاعدہ اور مسلسل مشق سے دل کی زبان کُھل جاتی ہے، جس کے نتیجے میں روحانیت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کشادہ رہتا ہے۔ (از کتابِ ذکرِ الٰہی، ص۵۰)

دل کے کان : ذکر کی ابتدائی منزل میں دل کے کان کی شناخت بھی ضروری ہے، وہ اس طرح سے ہے کہ نو آموز ذاکر ایک ایسی جگہ کچھ دیر تک انتہائی خاموشی اور سکوت سے بیٹھے رہے، جہاں کوئی بھی آواز نہ ہو، پھر وہ اپنے دل و دماغ کی طرف خوب متوجہ ہو کر یہ کوشش کرے کہ زبان سے خاموش رہنے کے علاوہ دل میں بھی کچھ نہ کہے، چنانچہ جب وہ ظاہر و باطن میں خاموشی اختیار کر چکا ہوگا، تو اس وقت اچانک غیر ارادی طور پر اس کے ذہن میں کچھ تتر بتر سے خیالات پیدا ہونے لگیں گے، یہ نفسِ امّارہ کے وسوسے ہیں، جن کو حدیثِ نفسی بھی کہا جاتا ہے، ان چیزوں کا سننا نہ صرف دل کے کان موجود ہونے کا ثبوت

ہے، بلکہ یہ اس حقیقت کی دلیل بھی ہے کہ جس طرح دل میں شر کی آواز آسکتی ہے، اسی طرح خیر کی آواز بھی آسکتی ہے۔

اگرچہ نفس کی آواز نہ ہونے کے برابر ہے، لیکن وہ خاموشی کے اس تجربے میں خلل انداز ہوئی، جس کو دل کے کان نے نہایت ہی آہستگی کی ایک کیفیت میں سُن لیا، اور یہی نفس کی باتیں ذکر و عبادت میں رخنہ ڈالتی رہتی ہیں، جن کو محسوس کر کے مومن کو سخت پریشانی اور بے چینی ہوتی ہے، لیکن اسے ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہیئے، کیونکہ کچھ آگے چل کر اسی طرح عقل اور عشق کی باتیں بھی سنائی دے سکتی ہیں۔ (از کتاب ذکرِ الٰہی، ص ۹۵-۹۶)

دل کی زبان: قلبی ذکر کی کوئی مشق شروع کرنے سے پیشتر دل کی زبان اور اس کی آواز سے واقفیت و آگہی لازمی ہوتی ہے، جب تک یہ نہ ہو تو دل سے ذکرِ الٰہی کا کام لینا بہت ہی مشکل ہے، چنانچہ دل یا کہ ضمیر کی آواز کی کیفیت و حقیقت سمجھ لینے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ مبتدی زبان کو بالکل بند کر کے دل ہی دل میں قرآنِ پاک کی کوئی چھوٹی سورت یا کوئی آیت یا خدا تعالیٰ کا کوئی اسم وغیرہ کچھ دیر کے لئے پڑھا کرے، ساتھ ہی ساتھ متوجہ ہو کر دل کے کان سے دل کی آواز کو سنتا رہے، اس وقت اسے یقین ہوگا کہ وہ اس تجربے میں جو کچھ پڑھ رہا تھا، وہ ظاہری زبان سے نہیں بلکہ باطنی زبان سے پڑھا جا رہا تھا، یعنی یہ آواز دل کی زبان کی تھی، جسے دل کے کان سے سُن رہا تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ دل میں بھی ایک زبان ہے جو ظاہری زبان سے بالکل الگ ہے، اور اسی سے ذکرِ قلبی کیا جاتا ہے۔ (از کتاب ذکرِ الٰہی، ص ۹۶)

دل کی آنکھ: اسی سلسلے میں دل کی آنکھ کے وجود کی تحقیق اور روحانی مشاہدات کا تجربہ کرنا بھی نہایت ہی ضروری ہے، کیونکہ حواسِ باطنی کے اقرار اور

شناخت نہ ہونے کی صورت میں روحانی ترقی تو درکنار اس سے انکار کی کیفیت دل میں جڑ پکڑتی ہے چنانچہ دل کی آنکھ کی تحقیق و تجربہ اس طرح ہونا چاہئے کہ مبتدی ذکر کی مخصوص نشست میں نچنت اور بے فکر ہو کر بیٹھ جاتے اور کچھ دیر کیلئے آنکھیں بند کر کے عالمِ خیال (یعنی اپنے باطن) کی طرف متوجہ ہو جائے، پھر وہ خدا کے ناموں میں سے پانچ کو منتخب کر کے ہر ایک کی تحریر کا علیحدہ علیحدہ تصوّر کرے، یعنی وہ اپنے خیال میں ان ناموں کی تحریری شکل کو دیکھے اور پڑھے، اگر وہ ناخواندہ ہے تو یوں تصوّر کرے کہ ایک شخص اس کے سامنے قرآنِ شریف پڑھ رہا ہے، اب وہ غور سے دیکھے کہ وہ کون ہے، کیسے لباس ہیں وغیرہ، اس کے علاوہ کچھ دوسرے آدمیوں کا تصوّر کرے، کیا وہ جس چہرے کو چاہتا ہے وہ سامنے آتا ہے؟ پھر کسی پھل یا پھول کا تصوّر کرے، علیٰ ہذا القیاس، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس طریق پر بہت سی چیزوں کا تصوّر کر سکے گا، یعنی وہ جس چیز کو چاہے خیال میں لاکر اس کا روحانی مشاہدہ کر سکے گا، مگر شروع شروع میں باطنی روشنی اور دل کی بینائی بہت ہی کمزور بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوگی، بہر حال یہ اندازہ تو ہو ہی گیا کہ یہ دل کی آنکھ کے دیکھنے کی ابتدائی صورت ہے، جو اگر ایک طرف سے دل کی آنکھ کے وجود کا ثبوت ہے تو دوسری طرف سے عالمِ روحانیت کی ہستی کی دلیل ہے۔ (از کتابِ ذکرِ الٰہی، ص ۹۷-۹۸)

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

جمعہ ۲۶، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۴

قلب کی تاویل: قلب کی اہمیت کی خاص وجہ اسکی تاویل ہے کہ قلب سے امام علیہ السّلام مراد ہے، کیونکہ مومن کے جس پاک و پاکیزہ دل کو عرشِ رحمان ہونے کا انتہائی عظیم مرتبہ حاصل ہے، وہ امامِ زمان علیہ السّلام کا نورِ اقدس ہی ہے، جو بحدِّ فعل نہیں تو بحدِّ قوّت مومن کی پیشانی میں ہے، جس کا ثبوت جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، یہ ہے کہ تاویلی موت کے دوران عالمِ شخصی کی زمین (جس میں قلبِ صنوبری بھی ہے) کئی کئی مرتبہ فنا ہو جاتی ہے، مگر سر جو آسمان ہے، اور جبین جو مقامِ عرش ہے، جس پر وجہ اللہ یعنی امامِ زمانؑ جلوہ گر ہے اس کو کچھ نہیں ہوتا، اور یہ بہت بڑا راز اسرارِ مخزون یعنی خزینۂ خاص کے بھیدوں میں سے ہے (۵۵: ۲۶-۲۷)، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

(از کتابِ لعل و گوہر، ص ۱۱۳)

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئی)

پیر ۲۹، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۵

عرشِ دل:-

مومننہ قلبہ عرش لو' رحمان مناس عجیب
رُدہ نقطہ ذِکرہ وسعتہ اسمان مناس عجیب

ترجمۂ شعر ۱: کسی حقیقی مومن کے عرشِ دل پر خدائے رحمان کا نورانی ظہور ایک حیران کُن امر ہے، ذکر کی وسعت پذیری کی بدولت نقطۂ دل کا آسمان بن جانا ایک تعجّب خیز بات ہے۔

تشریح: یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ انسان بحدِّ فعل یا بحدِّ قوّت اپنے آپ میں ایک روحانی کائنات ہے، چنانچہ اس باب میں قرآنِ مقدّس کا ارشادِ گرامی ہے کہ: سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط (۴۱: ۵۳) ترجمہ: ہم عنقریب ان کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں اس کائنات میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کے نفوس میں بھی۔ اس آیۂ کریمہ سے یہ حقیقت آفتابِ عالمتاب کی طرح روشن اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی نشانیاں اس ظاہری کائنات میں سموئی ہوئی ہیں، وہ سب کی سب اپنی روحانی شکل وصورت میں انسان کے باطن میں موجود ہیں، انہی معنوں میں فرمایا گیا ہے کہ انسان عالمِ صغیر ہے اور یہ بیرونی کائنات عالمِ کبیر، عالمِ صغیر یعنی

نفسِ انسانی میں جس قدر اللہ تبارک وتعالیٰ کے روشن اور زندہ معجزات ہیں یا جتنی قدرت کی نشانیاں ہیں، ان میں سب سے بڑا معجزہ اور سب سے عظیم قدرت کی نشانی خود اللہ کا نورانی ظہور اور اس کا پاک دیدار ہے۔

دیدارِ الٰہی کا نہ صرف اشارہ بلکہ اس کا واضح ذکر قرآن وحدیث کے بہت سے ارشادات میں موجود ہے، من جملہ سورۂ نور (۲۴) کی آیت نمبر ۳۵ میں غور سے دیکھئے کہ: مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط (۲۴: ۳۵) میں ھادیٔ برحق کی مبارک پیشانی سے خدا کے نورِ اقدس طلوع ہو جانے کی مثال کس پُرحکمت انداز سے بیان کی گئی ہے اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر وتشریح سے کتابوں کے صفحات بھرے ہوئے ہیں، کہ ربّ العزّت کے نور کی نیابت ونمائندگی کا یہ شرف صرف انسانِ کامل ہی کو حاصل ہے، لیکن یہ بھی تو حقیقت ہی ہے کہ حقیقی مومن انسانِ کامل کے انتہائی قریب ہوتا ہے، لہٰذا اس مقدّس نور کا ایک مکمل نمونہ، ایک روشن مثال اور ایک زندہ عکس ایسے مومن کے دل کے تخت پر ہونا چاہیئے، جو ایمان کے درجۂ کمال پر ہے، تو یہ ہوا کسی حقیقی مومن کے عرشِ دل پر رحمان کے پاک نور کا جلوہ گر ہونا۔

قدرتِ خداوندی اور معجزۂ الٰہی ہمیشہ سے تعجب خیز ہی ہوا کرتا ہے، اور اس تعجب وحیرت کے معنیٰ میں یہ کیفیت وحقیقت پنہان ہے، کہ انسانی عقل قدرت ومعجزہ کی توجیہہ کرنے سے عاجز وقاصر ہو جاتی ہے اور وہ اس سلسلے کے غور وفکر میں ہر بار ناکام ہو کر رہ جاتی ہے، کیونکہ قادرِ مطلق کی قدرت اور معجزہ عقلِ جزوی کی سمجھ سے ماوراء ہے، ہاں اگر اس میں اللہ تعالیٰ کی نورانی تائید نے دستگیری کی تو وہ اور بات ہے۔

اگرچہ روح بذاتِ خود ایک ناقابلِ تقسیم جوہر ہے، لیکن یہ جہاں

جسمِ لطیف یا اثیر (ETHER) سے وابستہ ہے، وہاں ایسے فلکی جسم کے لاتعداد ذرّات روح کے ذرّات متصوّر ہوتے ہیں، جن میں سے ہر ایک پر رُوح سوار ہے یا وہ رُوح کی گرفت میں ہے، لہٰذا وہ اُڑتے ہوئے آتے جاتے ہیں اور ان میں سے بے شمار ذرّے قالبِ عنصری میں بھی سموئے ہوئے ہیں، چنانچہ نقطۂ دل یا نقطۂ رُوح سے وہ زندہ ذرّہ مراد ہے جو دل و دماغ کے ربط واشتراک کے مقام یعنی شعور کے مرکز پر کام کرتا ہے، پھر جب ذکرِ الٰہی کا سلسلہ اپنی تمام شرطوں کی تکمیل کے ساتھ جاری رہتا ہے تو اس وقت نتیجے کے طور پر یہ لطیف ذرّہ، جو انسانی حیات وبقا کا مرکز ہے، روشنی میں تحلیل و تبدیل ہو کر دوسرے بہت سے ذرّات کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ روحانی روشنی کا دائرہ پھیلتا جاتا ہے، یہاں تک کہ یہ دائرہ کائنات کی وسعتوں کو پالیتا ہے، قرآنِ حکیم کی (۶:۱۲۵؛ ۲۰:۲۵؛ ۳۹:۲۲؛ ۹۴:۱) میں شرحِ صدر یعنی وسعتِ قلبی کے عنوان سے اس روحانی حقیقت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ (از کتاب رُموزِ رُوحانی، ص ۱۴-۱۷)

دل کی کائنات :۔

ظاہرہ شوٗ قم جہانُ لوٗ انسان یَیَس یقین
انسانہ الیسُ لوٗ سک گُسہٗ دنیان مناس عجیب

ترجمۂ شعر ۵ : اس ظاہری وسیع جہان میں انسان کا سمو رہنا تو یقینی بات ہے، لیکن انسان کے اس مُٹھی بھر دل میں ایک عظیم روشن دنیا کا وجود حیرت خیز ہے۔

تشریح : کسی شاعر نے کہا ہے کہ :

رفتم بسُوی دریا دیدم عجب تماشا
دریا درونِ کشتی، کشتی درونِ دریا

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

یعنی جب میں دریا کی طرف گیا تو عجیب تماشا دیکھا کہ دریا کشتی کے اندر تھا اور کشتی دریا کے اندر تھی، چنانچہ انسان ہر چند کہ خود جسمانی اعتبار سے اس وسیع و عریض کائنات کی ایک انتہائی چھوٹی سی جگہ پر محدود ہے، لیکن اس کے دل کے نقطے میں ہمیشہ ایک عظیم عالم سمویا ہوا رہتا ہے، جس کا نام موقع اور وقت کے مطابق بدلتا رہتا ہے، اور وہ اس طرح کہ اگر انسان بیدار ہے یعنی جاگتا ہے تو اس کی یہ باطنی دنیا عالمِ خیال، یا عالمِ تصوّر یا عالمِ تفکّر کہلاتی ہے، اگر وہ سویا ہوا ہے تو یہ عالم اس وقت عالمِ خواب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور اگر آدمی خواب و خیال سے گزر کر روحانی کیفیت میں مستغرق ہے تو اس کے دل کی دنیا کو عالمِ روحانیت کہا جاتا ہے۔ (از کتابِ رُموزِ روحانی، ص۲۱-۲۲)

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
منگل ۳۰، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۶

طمانیّتِ قلبی: ۱۔ ہر قسم کا خوفِ بیجا، ہر گونہ پریشانی، احساسِ کمتری، دنیوی حرص، گھبراہٹ، بُرے خیالات یا وسوسوں کی اذیّت، غمگینی، بے چینی، مایوسی، ناخواستہ غصّہ، سُبک مزاجی، زبان کی لغزش، کم ہمتی، بدباطنی، فخر، غرور، جہالت و نادانی، غفلت، سُستی، تنگدلی، اضطراب، نِسیان (بھول جانا) کند ذہنی، دماغی اُلجھن، اور ان جیسی تمام اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا واحد علاج طمانیّتِ قلبی ہی ہے، جو ذکرِ الٰہی کی برکتوں سے حاصل ہو جاتی ہے جیساکہ سورۂ رعد (۱۳: ۲۸) میں ارشاد ہوا ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (۱۳: ۲۸) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو (درجہ بدرجہ) اطمینان ہو جاتا ہے۔ چونکہ قلوب مختلف درجات کے ہوا کرتے ہیں، اس لئے یہ طمانیّت شروع سے لے کر آخر تک سارے مراتب پر محیط ہے، یعنی اطمینان ہر شخص کے علم و عمل کے مطابق ملتا ہے۔

۲۔ سوال: خداوندِ قدوس کی یاد سے طمانیّتِ قلبی کس طرح پیدا ہو جاتی ہے؟ اگر ایک مومن کسی بڑی تکلیف میں مبتلا ہے، اور وہ کثرت سے خدا کو یاد کرے، تو یہ ذکر کن معنوں میں اس کے اطمینان و سکون کا باعث ہو سکتا ہے؟

۳۔ جواب: شاید آپ نے قرآنی علاج یا علمی علاج میں اس حدیثِ شریف کا حوالہ دیکھا ہو گا کہ ہر شخص کے دو قرین (ساتھی) ہوا کرتے ہیں، ایک تو فرشتہ

ہوتا ہے اور دوسرا جنّ (شیطان) سو فرشتہ ہر وقت انسان کو بھلائی کی ترغیب دیتا ہے، اور شیطان اس کے برعکس بُرائی کے لئے اُکساتا رہتا ہے، چنانچہ جب جب بندۂ مومن ذکرِ خداوندی میں مسلسل مصروف رہتا ہے، تو اُس حال میں بھی اگرچہ شیطان ڈر کے مارے کچھ ہاتھ پاؤں ضرور مارتا ہے، لیکن آخرکار شکست خوردہ ہو کر خاموش اور مایوس ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ذکر کی بدولت فرشتے کو بولنے کا موقع مل جاتا ہے، پس وہ دل میں علم و حکمت کی باتیں ڈالنے لگتا ہے، اگر کوئی تکلیف یا بیماری ہے تو اس کے دور ہو جانے کی خوشخبری سناتا ہے، ہر دکھ ایک عبادت قرار پانے کی بات کرتا ہے، اور روحانیت و آخرت کی کامیابی کی بشارت دیتا ہے، چونکہ یہ آسمانی الہام ہے، جو صداقت کی روح سے پُر اور حقیقت کے نور سے منوّر ہے، لہٰذا اس میں زبردست طمانیتِ قلبی اور ہر بیماری کے لئے شفائے کلّی موجود ہے، ہر چند کہ شروع شروع میں اس فرشتے کی آواز صاف طور پر سنائی نہیں دیتی، لیکن بہ اشارۂ ضمیر یہ حالت محسوس ہو جاتی ہے کہ دل کو غیر معمولی تسکین و تسلّی اور خوشی حاصل ہو رہی ہے۔

۴۔ یادِ الٰہی لاہوت اور ناسوت کے درمیان لٹکائی ہوئی ایک نورانی رسّی ہے، یہ ایک روحانی پُل بھی ہے، جو شہرستانِ فنا کو مُلکِ بقا سے ملا دیتا ہے، یہی راہِ راست بھی ہے، جس پر قدم بقدم اور منزل بمنزل نورِ ہدایت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، یہ بھی صحیح ہے کہ ذکر میں بہشت جیسا ایک نورانی عالم پوشیدہ ہے، جس کے عجائب و غرائب احاطۂ بیان سے باہر ہیں، پروردگار کے اسمِ مبارک میں ایک ایسی بے مثال دوا پنہان ہے، جو دنیا کے کسی بھی طبیب، حکیم، اور ڈاکٹر سے دستیاب نہیں ہو سکتی، ذکر سے خالق اور مخلوق کے رشتۂ ازل کا تجدّدِ امثال

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ہو جاتا ہے، اس میں عقل و جان کی لازوال مسرّتوں اور شادمانیوں کے انمول خزانے رکھے ہوئے ہیں، اگر ذکر حقیقی معنوں میں ہو، تو یہ ایک نور ہے، پھر عجب نہیں کہ روحِ ذاکر رفتہ رفتہ اس نور میں حل ہو جائے، یا فی الوقت روشنی کو قبول کرے۔

۵۔ ربِّ جلیل کے بابرکت ذکر سے جو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے، اس کا زیادہ سے زیادہ تعلّق روحانی اور عقلی نعمتوں سے ہے، کیونکہ اگر آرام و راحت میں ہمیشہ جسم ہی کا پلہ بھاری رہا، تو پھر آخرت میں نامرادی ہوگی، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم جسمانی تکالیف کو دور کرنے کے لئے کوشش ہی نہ کریں، لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں کسی بھی دنیوی تکلیف و آزمائش میں خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے، پس ظاہری بیماری میں بھی کثرت سے خدا کا نام لینا ضروری ہے، تاکہ عرصۂ قلیل میں شفا ملے، اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت سے ہم مزید وقت کیلئے بیمار رہتے ہیں، تو پھر اِن شاء اللہ تعالیٰ فرشتہ (جس کا تذکرہ ہو چکا ہے) مریض مومن کے ضمیر میں کہنے لگے گا کہ: "صبر و ہمّت سے کام لو، اس بیماری سے تمہاری تطہیر ہو رہی ہے، اور یہ جسمانی مرض بحکمِ خدا کئی اخلاقی اور روحانی امراض کو مار رہا ہے"۔

۶۔ سورۂ فجر میں اطمینان کی تعریف و توصیف اس شان سے فرمائی گئی ہے: اے اطمینان یافتہ روح! تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جا (رجوع کر) در حالے کہ تو اس سے خوش وہ تجھ سے راضی ہے، تو میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو جا، اور میری جنّت میں داخل ہو جا (۸۹: ۲۷-۳۰) اس قرآنی تعلیم میں یہ حکمت ہے کہ مومن کی زندگی کے تمام نیک اقوال و اعمال کا نتیجہ حقیقی اطمینان ہے، اور اس کے بعد رُجوع اِلی اللہ (خدا کی طرف لوٹ جانا) ہے، تاہم قرآنِ پاک میں دیکھ لیجئے کہ اطمینان و رجوع سے پہلے کیسی کیسی آزمائشیں سر سے گزر سکتی

ہیں (۲: ۱۵۵-۱۵۷)۔

۷۔ یہاں اس حکمت کی وضاحت بھی ضروری ہے، جو " فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ " (تو میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا) میں پوشیدہ ہے سو جاننا چاہئے کہ خدا کے خاص بندے انبیاء واولیاء ہیں، جو حضرت سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نورِ اقدس میں فنا ہو کر یکجا ہو چکے ہیں، چنانچہ نفسِ مطمئنہ سے فرمایا جاتا ہے کہ وہ بھی فنا فی المرشد اور فنا فی الرّسولؐ ہو کر نفسِ واحدہ کے ساتھ ایک ہو جائے (۳۱: ۲۸) کیونکہ " فی " کے معنی ہی ایسے ہیں، کہ اس میں رُوح اور نور میں جا کر فنا ہو جانے کا اشارہ موجود ہے۔

۸۔ اطمینان کا ایک اور اعلیٰ مقام یہ ہے، جسکے بارے میں ارشاد ہوا ہے: (اے رسولؐ) آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین پر فرشتے ہوتے کہ اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ کو رسول بنا کر نازل کرتے (۱۷: ۹۵) یہ ارضی فرشتے سب سے پہلے انبیاء علیہم السّلام ہیں، جن کی ایک بہت بڑی صفت طمانیّتِ قلبی ہے، جس کا مفہوم بہت ہی وسیع ہے۔

۹۔ دراصل اطمینان بہت سے معنوں پر محیط ہوا کرتا ہے، اور ان میں مختلف درجات کی بشارتیں بھی ہیں، ان میں ایک بڑی بشارت فرشتوں کے توسّط سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی غیبی مدد کے بارے میں ہے، جیسے جنگِ بدر میں خدا نے نزولِ ملائکہ سے لشکرِ اسلام کی مدد فرمائی تھی، جیسا کہ ارشاد ہے: اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ بشارت ہو، اور تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے (۸: ۱۰) کہتے ہیں کہ فرشتے دکھائی دیتے تھے، یقیناً ایک ہی فرشتے کا ظہور ہوتا ہے، جس میں بے شمار فرشتے ہوتے ہیں، گویا سب سے بڑا فرشتہ ایک زندہ قلعہ ہے، اور اس کے اندر کے تمام فرشتے لشکر ہیں۔

۱۰۔ سورۂ مائدہ (۵: ۱۱۲-۱۱۵) میں دیکھ لیں، آیۂ کریمہ کا ترجمہ ہے:
وہ بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس (سماوی دسترخوان) میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے اور یقین کر لیں کہ آپ نے ہم سے (اپنی رسالت کے سلسلے میں جو کچھ کہا تھا) سچ فرمایا تھا اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں (۵: ۱۱۳) اس مثال کی حکمت یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے حوّارین پر روحانی علم کا دسترخوان نازل ہوا تھا، اسی سے ان کے دلوں کو کامل اطمینان ہونا تھا، کیونکہ قرآنِ حکیم کا فرمانا ہے کہ پروردگار نے ہر چیز علم میں رکھی ہے (۶: ۸۰) چنانچہ اس باب میں ہمیں دوسری اشیاء کی طرف توجہ دینے سے پیشتر قرآنی چیزوں میں غور کرنا از حد ضروری ہے، ان میں سے ایک چیز اور ایک مثال دسترخوان (مائدہ) ہے، جو آسمان سے نازل ہوا تھا، جس سے روحانی (لدُنیّ) علم مراد ہے، جو عقل و جان کی ربّانی نعمتوں کا بابرکت دسترخوان ہے جس کی ہر نعمت عقل و جان کے لئے غذا بھی ہے، اور دوا بھی، پھر اس سے طمانیّتِ قلب کیوں نہ ہو۔

۱۱۔ جیسا کہ یہ بیان ہو چکا کہ اطمینان کے مختلف درجات ہیں، اب یہاں یہ بتانا ہے کہ اس کا آخری اور بلندترین درجہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی مثال میں موجود ہے (۲: ۲۶۰) انبیائے کرام اور اولیائے عظام اپنی مقدّس زندگیوں سے حقائق و معارف کے نمونوں کو پیش کرتے ہیں، اور ایسا کرنا بے حد ضروری ہے، تاکہ وہ حضرات خدا کے حکم سے بیمار اور دکھی انسانیت کو سلامتی کی راہوں پر گامزن کر سکیں، چنانچہ قرآنِ حکیم نے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ مُنعَمَ عَلَیہِم (۴: ۶۹) کا راستہ سب کے لئے کھلا ہے، انکے پیچھے پیچھے چلو (یعنی روحانی ترقّی کرو، اور ان کی رفاقتِ روحانی سے مستفیض ہو جاؤ۔

تاکہ معرفت کی لازوال دولت اور اسرارِ ازل کے بے مثال خزانوں سے مالا مال ہو جاؤ گے)۔

۱۲ ۔جس طرح جسمانی ڈاکٹر پرہیز، پھر علاج پر زور دیتے ہوئے اکثر کہا کرتے ہیں کہ : "دیکھو کسی بھی چھوٹی سی بیماری کو نظر انداز کر کے نہ بیٹھنا، بلکہ فوراً ہی اس کے علاج کے لئے رجوع کرنا، کیونکہ بسا اوقات تھوڑی سی طبیعت کی خرابی ایک بڑی بیماری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔" اسی طرح قرآنِ مجید نے بزبانِ رمز و اشارہ کہہ دیا کہ : ظاہری مرض کے برعکس باطنی بیماری جلد آسکتی ہے، اس لئے دائم الذّکر ہو جاؤ، اور طمانیتِ قلبی پر ہر وقت نظر رکھو، کیونکہ یہی کسوٹی تمہاری باطنی صحت کے لئے مقرّر ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ذرا غافل ہو جاؤ، اور شیطان موقع پا کر اپنی پسند کے جراثیم تمہارے دل میں پھیلائے، پھر اس وقت مشکل ہو جائے گی، کیونکہ یہ جراثیم بڑی جلدی سے کسی شدید روگ کو جنم دے سکتے ہیں، اس لئے بار بار دیکھتے رہا کرو کہ ذکرِ خدا سے دل کو ٹھیک ٹھیک سکون ملتا ہے یا نہیں ؟ اگر یادِ الٰہی جیسی سب سے بڑی نعمت سے لذّت و شادمانی اور تسکین نہیں ملتی ہے، تو پھر سمجھ لو کہ یہ تمہاری علالت کی نشانی ہے۔ (از کتابِ کتابُ العلاج ، روحانی علاج ، ص ۴۶۰ - ۴۶۶)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

بدھ ۳۱، اکتوبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۷

قلبِ سلیم کے معنی؟: قلبِ سلیم سے ایسی عقل مراد ہے جو ہر طرح کی عقلی بیماریوں سے صاف پاک ہو، (۲۶: ۸۹؛ ۳۷: ۸۴) چنانچہ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام بفضلِ خدا ایسی صحیح، سلامت، اور صحتمند عقل کے وسیلے سے اپنے ربّ کے قربِ خاص میں آئے تھے، اور یہ سارے لوگوں کے لئے عملی ہدایت کا بہترین نمونہ ہے، پس عقلی بیماری کو محسوس کر کے اس سے شفایاب ہونا ہر مومن کے لئے از حد ضروری ہے۔ (از کتاب، کتابُ العلاج، ص ط، ی)۔

قساوتِ قلبی: یعنی ایسی سنگدلی یا قلب کی سختی کہ جس کی وجہ سے انسان پر ذکر و عبادت کا کوئی خوشگوار اثر نہیں پڑتا ہو اور علم و حکمت کی باتوں سے کوئی حلاوت و خوشی نہ ملے، تو یہ قساوتِ قلبی کی روحانی بیماری ہے، جو بہت بڑی خطرناک بیماری ہے، قرآنِ حکیم چھ مختلف مقامات پر ایسی سخت دلی کی پُر زور مذمت کرتا ہے، وہ آیاتِ شریفہ یہ ہیں (۲: ۷۴؛ ۵: ۱۳؛ ۶: ۴۳؛ ۲۲: ۵۳؛ ۳۹: ۲۲؛ ۵۷: ۱۶) جو حضرات طبیبِ آسمانی اور طبِّ قرآنی سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، وہ سب سے پہلے اپنے اندر نرم دلی کی صفت پیدا کریں۔

حضرتِ ابراہیمؑ کی نرم دلی: انبیاء و اولیاء علیہم السّلام سب کے سب اخلاقِ عالیہ کے مالک ہوتے ہیں، تاہم حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کی

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

مثالی نرم دلی کا ذکر قرآنِ مجید میں اس طرح سے ہے: اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ لَحَلِيۡمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيۡبٌ (۱۱: ۷۵) بیشک ابراہیم بُردبار نرم دل (ہر بات میں خدا کی طرف) رجوع کرنے والے تھے، اَوَّاہٌ = نرم دل، بہت آہ کرنے والا، لغاتُ القرآن میں اس لفظ کے سولہ معنی درج ہیں، آنجنابؑ کیسی آہیں بھرتے ہونگے؟ فطری یا مصنوعی برائے مشقِ ریاضت؟ لیکن خدائے دانا و بینا صرف اصل چیز کی تعریف فرماتا ہے، کوئی شریف معصوم شیر خوار بچہ کب آہیں بھرتا ہے؟ رونے کے ساتھ ساتھ؟ یا اس کے بعد؟ یا گریہ کے بغیر؟ (از کتاب، کتابُ العلاج، ص ک ل)۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
جمعرات یکم نومبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہُوا دِل کا ایک عظیم ترین
اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۸

قلب۔ دل: قرآنِ عظیم میں قلب کا مضمون بہت زیادہ توجہ طلب ہے، کیوں نہ ہو، جبکہ بموجب حدیثِ شریف ہر چیز کا قلب / دل ہوتا ہے اور قرآن کا قلب سورۂ یٰسٓ ہے (لِکُلِّ شیءٍ قلباً وقلب القرآن یٰسٓ) چنانچہ انسانی قلب سے عقل مراد ہے، کیونکہ جاننے (۲۲: ۴۶) یا نہ جاننے (۷: ۱۷۹) کا تعلق قلب سے ہے، اور یہاں ایک بڑا رازِ سربستہ یہ ہے کہ تاویلاً امامِ زمانؑ مومن کا قلبِ سلیم ہے (۲۶: ۸۹)۔

(از کتاب لُبِّ لُباب، صہ ۴۶)

امام ہی مومن کا قلب ہے: ربّ العزّت کا ارشاد ہے: وَاعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ (۸: ۲۴) اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، یعنی امام جو آدمی اور آدمیّت کا دل اور مرکز ہے، اس کو خداوندِ تعالیٰ اسرارِ معرفت کے حجاب میں رکھتا ہے، تاکہ امام شناسی سب سے بڑا امتحان، اور اس کا صلہ سب سے عظیم انعام ہو۔ (از کتاب علمی بہار، صہ ۲۵)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)
جمعرات یکم نومبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہُوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۱۹

ذکرِ قلبی: اگر یہ صحیح معنوں میں ہے، تو حواسِ باطن کے جاگ اُٹھنے کے لئے زیادہ وقت نہیں لگتا، چونکہ قلب عالمِ شخصی کا مرکز ہے، اس لئے قلبی ذکر کی بہت بڑی اہمیّت ہے، چنانچہ اگر دل کی معجزاتی زبان کھُل گئی ہے، اور خدا کا بزرگ نام قلب میں اُتر گیا ہے، تو پھر مبارک ہو کہ یہیں پر ذکرِ خفی اور ذکرِ قلبی کے عظیم معجزات ظہور پذیر ہونے والے ہیں۔ (از کتابُ العلاج، علمی علاج، ص ۲۰۵)۔

قلبِ مومن عرشِ رحمان: حدیثِ قدسی کا ارشاد ہے: لَا یَسَعُنِیْ اَرضی ولا سمائیْ وَیَسَعُنِیْ قلبُ عبدِیَ المؤمِنِ التّقی (میری زمین مجھ کو نہیں سما سکتی نہ میرا آسمان مجھ کو سما سکتا ہے لیکن میرے پرہیزگار مومن بندے کا قلب مجھے سما لیتا ہے) ایسے مومنین فعلاً کون ہو سکتے ہیں؟ انبیا، اولیا (صدّیقین، ۴: ۶۹) اور پھر ہر عالی ہمّت مومن کے لئے بھی یہ بلند ترین درجہ ممکن ہے، چنانچہ جاننا چاہئے کہ عالمِ شخصی میں دل عرشِ الٰہی ہے، جسمیں تجلّیات یعنی دیدارِ حق اور معرفت یقینی ہے، اور راہِ روحانیّت میں معجزاتِ وحی والہام کا مشاہدہ لازمی ہے، کیونکہ کسی مومنِ سالک کو آگے بڑھ جانے اور منزلِ مقصود میں جا پہنچنے کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے، اور وہ طریقِ انبیاء علیہم السّلام ہے، جو صراطِ مستقیم کے نام سے معروف ہے (۴: ۶۹) جس کے ہر مرحلۂ روحانیّت پر

اسرارِ نبوّت پائے جاتے ہیں، اور ان بھیدوں یعنی تجدّداتِ وحی کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ ایمان کو معرفت حاصل ہو، تاکہ ایسے مومنین روحانیّت میں بھی اور جنّت میں بھی انبیا، اولیا، شہدا، اور صالحین کے ساتھ ہو سکیں (۴: ۶۹)۔

(از کتاب العلاج، علمی علاج، ص ۴۱۸)۔

اولیائی وحی، یا وحیِ دل: حضرتِ موسیٰؑ پر پیغمبرانہ وحی نازل ہوتی تھی، اور بالکل یہی وحی حضرتِ ہارونؑ پر بھی نازل ہوجاتی لیکن ذاتی اعتبار سے نہیں، بلکہ حضرتِ موسیٰؑ کی نبوّت و رسالت کی گواہی دینے اور تصدیق کرنے کی خاطر (۲۸: ۳۴) کیونکہ صاحبِ کتاب و شریعت صرف حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام ہی تھے، اور حضرتِ ہارون علیہ السّلام کے سامنے ہر درجہ کی وحی کا تجدّدِ امثال ہوا کرتا تھا، تاکہ آپؑ بھرپور مشاہدہ اور کامل معرفت کی روشنی میں حضرتِ موسیٰؑ کی تصدیق کریں (یُصَدِّقُنِیٓ، ۲۸: ۳۴) چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرتِ ہارونؑ کی وحی اولیائی درجے کی تھی، اور حضرتِ مریم علیہا السّلام پر بھی وحیِ ولایت کا نزول ہوا تھا، صوفیائے کرام اسی وحیِ حق کو پوشیدہ رکھنے کی غرض سے وحیِ دل کہتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو: مثنوی، دفترِ چہارم، زادنِ شیخ ابوالحسن)۔

(از کتاب العلاج، علمی علاج، ص ۴۲۲۔

ن.ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعہ ۲، نومبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نوکِ قلم سے کیا ہُوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط : ۲۰

قرآن اور قلبِ انسان : ا۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم سے ہر دانشمند مسلم پر یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ انسانی وجود میں قلب (دل) کو سب سے بڑی اہمیّت حاصل ہے، کیونکہ قلب ہی ہے جو عالمِ شخصی میں خیر و شر دونوں کی نمائندگی کرتا ہے، اور حقیقی صحت و بیماری اسی سے متعلّق ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبرِ آخر صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اہلِ اسلام کے دلوں کو بیماریوں سے محفوظ و سلامت رکھنے کیلئے، اور شیطانی وسوسوں سے سینہ ہائے مومنین کو بچانے کے واسطے ہر نیک قول و فعل کی بنیاد خلوصِ نیّت پر قائم کی ہے، ایسی پاکیزہ نیّت سے وہ دلی ارادہ مراد ہے، جس میں صرف اور صرف خداوندِ عالم کی خوشنودی مطلوب و مقصود ہوتی ہو، کیونکہ ہر ایسا قلب جو نیک نیّتی کی آب و تاب سے چمکتا ہے، وہ منزل گاہِ توفیقِ الٰہی قرار پاتا ہے۔

۲۔ جب اسلام میں ہر عبادت اور ہر نیکی سے پہلے اصلاحِ نیّت کا حکم ہے، تو ہمیں جاننا چاہئے کہ یہ حکم دراصل اصلاحِ قلب کے لئے ہے، کیونکہ اگر ہم دل کی زبان سے اچھی سے اچھی نیّت بھی کریں، لیکن دل خود بیمار ہو، تو ایسی نیّت سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوگا، جو ایک صحتمند دل سے حاصل ہو سکتا ہے، اس مثال سے قلب کی اہمیّت اور اس کی صحت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ "قلب" کے معنی اُلٹنا پلٹنا ہیں، علمِ تشریح الاعضاء (ANATOMY) میں قلب صنوبری شکل کے اس گوشت کے لوتھڑے کو کہتے ہیں جو انسان کے سینہ کے بائیں پہلو میں ہے، چونکہ یہ دورانِ خون کا آلہ ہے اور ہر وقت حرکت میں رہتا ہے اس لئے "قلب" کے نام سے موسوم ہوا، علم النفس (PSYCHOLOGY) کی زبان میں اور ادب کے استعمال میں قلب اس صفتِ نفسانی اور لطیفۂ روحانی کو کہتے ہیں جو حواس کے جمع کئے ہوئے معلومات و مدرکات کو ترتیب دے کر نتائج و احکام کا استخراج کرتی ہے، اور مناسب و نامناسب اور خوشگوار و ناخوشگوار امور کے مخفی احساسات کو قبول کرتی ہے، دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قلب کا اطلاق "عقل" کے معنی میں بھی ہوتا ہے اور "وجدانِ روحانی" کے معنی میں بھی، جسے آج کل کی زبان میں "ضمیر" کے نام سے صحیح طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ (قاموس القرآن)۔

۴۔ قلب کی مذکورہ تشریح بالکل درست ہے، تاہم مزید معلومات کی خاطر میں یہ عرض کروں گا کہ نفسِ حیوانی جب تک حیوان میں رہتا ہے تو وہ حیوان ہی ہے، اور اس کی کوئی ترقی ممکن نہیں، لیکن یہی نفس جہاں کسی انسان میں ہوتا ہے، تو وہ ترقی پذیر ہوتا ہے، جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ انسانی وجود میں علی الترتیب تین روحیں ہیں: روحِ نباتی، روحِ حیوانی، اور روحِ انسانی، اور ان پر عقلِ جزدی کی حکومت قائم ہے، ان تینوں ارواح کے مراکز یہ ہیں: جگر، دل، اور دماغ، اور انسانی روح کی کرسی پر عقل جلوہ گر ہے، چونکہ عقل اور نفسِ ناطقہ (روحِ انسانی) نفسِ حیوانی کو سکھانے اور ترقی دینے کے لئے مقرر ہیں، لہٰذا ان کی کارگاہ وہاں ہے، جہاں نفسِ حیوانی کا مرکز ہے، یعنی قلب، پس قرآنِ حکیم نے کارخانۂ عقل و جان یا روحانی اور عقلی انقلاب کے مرکز کو "قلب" کے نام سے یاد کیا، اور تمام تر

ہدایتیں اور نصیحتیں اسی سے متعلق کی گئیں۔

۵۔ نباتات کے اندر نظامِ قدرت کا کونسا کارخانہ ہے؟ اور اس میں کیا چیز بنتی ہے؟ ان میں ایک ایسا عجیب کارخانہ ہے کہ اس میں مٹی جیسی بیجان چیزیں داخل ہو کر رُوحِ نباتی میں زندہ ہو جاتی ہیں، حیوانات کے باطن میں قدرتِ خدا کا جو کارخانہ قائم ہے، اس کی مصنوعات کیا ہیں؟ وہاں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت (نشانی یا معجزہ) ہے کہ نباتات کو درجۂ حیوان میں بلند کیا جاتا ہے، تخلیق کے اس عروج وارتقاء کے سلسلے میں انسان جو خدائے بزرگ وبرتر کا سب سے آخری اور باکمال کارخانہ ہے، اس کی صنعتوں کا دائرہ کس حد تک وسیع ہے؟ اور اس میں کیا کیا چیزیں بنتی ہیں؟ قادرِ مطلق کا یہ زندہ اور بولنے والا کارخانہ، یعنی انسان باعتبارِ صنعت انتہائی وسیع وعظیم ہے، جس کو اگر کما حقہ ترقّی دی جائے، اور پھر چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے، تو معلوم ہوگا کہ اس میں نہ صرف ارواحِ حیوانی ارواحِ انسانی میں فنا ہو جاتی ہیں، بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہاں خدا کی خداوندی کی ہر ہر چیز بنتی ہے، کیونکہ انسان میں تمام دوسرے کارخانے اور خزانے بھی جمع ہیں، جبکہ یہ ایک مستقل عالم ہے، اور یہ ساری تعریف کارخانۂ قلب کی ہے۔

۶۔ مذکورۂ بالا بیان میں آپ نے غور سے دیکھا ہوگا، کہ قلبِ انسانی قانونِ قدرت کا سب سے بڑا، زندہ، بااختیار کارخانہ ہے، جو برائے امتحان بڑا پیچیدہ بنایا گیا ہے، جس میں بہت سی باریکیاں اور نزاکتیں ہیں، لہٰذا اس میں بار بار کوئی خرابی یعنی بیماری پیدا ہونے کا امکان موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم نے "قلبِ انسانی" کے موضوع کو اتنی بڑی اہمیت دی، اور اس کو اپنی بھرپور توجہ کا مرکز قرار دیا، کیوں نہ ہو، جبکہ خیر وشر کی تمام طاقتیں اسی کارخانۂ قلب کے ساتھ لگی ہوئی ہیں، جس میں عقل، روحِ ناطقہ، اور روحِ حیوانی کام کر رہی ہیں، پس

قلب سے یہ تینوں چیزیں مراد ہیں۔

۷۔ اگر آسمانی دواؤں کی بدولت روحِ انسانی میں روحِ حیوانی تحلیل (DISSOLVE) ہو جاتی ہے، اور روحِ انسانی عقل میں فنا ہو سکتی ہے، تو یہ عقل کی صحت مندی اور کامیابی کی دلیل ہے، اس حال میں ایسی عقل کو قلبِ سلیم (صحت مند دل) کہا جائے گا (۲۶: ۸۹) اور وہ نہ صرف آخرت ہی میں بلکہ دنیا میں بھی حضرت ابراہیمؑ (۳۷: ۸۴؛ ۶۰: ۴) اور رحمتِ عالمؐ (۲۱: ۱۰۷؛ ۳۳: ۲۱) کے پیچھے پیچھے چل کر خداوندِ مہربان کے قربِ خاص کو حاصل کر سکے گی۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کے بابرکت اسم اور اس کے ذکرِ کثیر میں عقل و جان کی گوناگون برکتیں ہیں، جن کے حصول سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے (۸:۵۵؛ ۳۳:۴۱؛ ۱۳:۲۸) اطمینانِ قلبی کا مفہوم کتنا عالی اور وسیع ہے، اس کے لئے قرآنِ پاک میں دیکھنا ہوگا، خاص کر حضرتِ ابراہیمؑ کے قصے (۲: ۲۶۰) میں، اور نفسِ مطمئنہ کے بیان (۸۹: ۲۷) میں، چنانچہ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کے قلبی اطمینان کی یہ شان ہے کہ آپؑ نے درحقیقت معجزاتِ انبعاث کا مشاہدہ کیا تھا، اب اگر ہم نفسِ مطمئنہ سے حضراتِ انبیاء و اولیاء کی مثال لیں، تو پھر اس کا تصوّر بھی اسی بلندی پر جائے گا، جس بلندی پر حضرتِ ابراہیمؑ کے اطمینان کا درجہ ہے، ویسے بھی آپ متعلقہ آیۂ کریمہ (۸۹: ۲۷) میں غور و فکر کر سکتے ہیں کہ یقیناً یہاں اطمینان کے معنی بہشت کی بلندیوں کو چھو رہے ہیں، اس سے یہ حقیقت آفتابِ منیر کی طرح روشن ہو جاتی ہے کہ اسمِ خدا کے ذکرِ کثیر سے دلوں کو جو ربّانی اطمینان حاصل ہو جاتا ہے (۱۳: ۲۸) وہ غیر محدود ہے، اور اس میں عقل و روح کے لئے بہت سی غذائیں بھی ہیں، اور دوائیں بھی۔

۹۔ زمانۂ قدیم میں نظریۂ حکیم بطلیموس کے مطابق زمین کو کائنات کا

مرکز قرار دیا گیا تھا، لیکن بعد کی تحقیق سے پتا چلا کہ سورج ہی وسط میں ہے، اور وہی مرکز ہے، چنانچہ یہ کہنا درست اور حقیقت ہے کہ نظامِ شمسی (SOLAR SYSTEM) یعنی عالمِ کبیر کا سنٹر اور دل خورشیدِ انور ہے، اور عالمِ صغیر (عالمِ شخصی) کا مرکز (CENTRE) قلب ہے، بیشک سورج ساکن ہے، لیکن مادّی نور کی کائناتی بھٹّی ہونے کی حیثیت سے سورج مسلسل بھڑکتا رہتا ہے، تاکہ دنیا زندہ اور قائم رہے، اسی طرح عالمِ شخصی کے سورج کی مرتبت میں دل ہر وقت دھڑکتا رہتا ہے، اور ان نازک نازک دھڑکنوں سے عالمِ صغیر میں حیات و بقاء کی لہریں دوڑتی رہتی ہیں، اس سے یہ ناقابلِ تردید حقیقت نکھر نکھر کر سامنے آگئی کہ جیسی اہمیّت دنیائے ظاہر میں سورج کی ہے، ایسی اہمیّت وجودِ انسانی میں دل کی ہے۔

۱۰۔ قرآنِ حکیم کا کوئی مضمون ایسا نہیں جو براہِ راست یا بواسطہ قلب کا موضوع نہ ہو، کیونکہ قرآنِ کریم تمام انسانوں کے لئے ایک ایسا کامل و مکمل ہدایت نامۂ سماوی ہے جسکی تعلیمات و ہدایات کا رُخ انسان کے حواسِ ظاہر و باطن کے مرکز کی طرف ہے، اور وہ دل ہے، اس سے ایسا لگتا ہے کہ اصل انسان (خواہ نیک ہو یا بد) دل ہے، جس سے قرآنِ عزیز مخاطب ہے، اور اس کے خطاب کو سمجھنے کی ذمّہ داری دل ہی پر عائد ہو جاتی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے (ترجمہ): **تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر تالے (لگے ہوئے) ہیں (۴۷: ۲۴)** یعنی قرآن فہمی دل و دماغ کا کام ہے، کوئی شخص اس میں غور و فکر نہیں کرتا ہے، یا کسی کا دل مُقفل ہے، تو یہ اور بات ہے، بہرکیف یہاں ہماری بحث دل کی اہمیّت، نزاکت، اور بیماریوں سے ہے، لہٰذا اس مضمون کے آخر میں قلبی بیماریوں کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں، جو قرآنی حوالہ جات کے ساتھ درجِ ذیل ہیں:۔

Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	قلبی بیماری	آیت	سورت
۱	دل پر مُہر لگ جانا	۷	۲
۲	خصومت، جھگڑا	۲۰۴	۲
۳	گواہی کو چھپانا	۲۸۳	۲
۴	تنگیٔ دل، دل کی تنگی	۱۲۵	۶
۵	یادِ خدا سے غفلت	۲۸	۱۸
۶	مرعوب ہو جانا، بزدلی	۱۵۱	۳
۷	ناسمجھی، بھولا پن	۱۷۹	۷
۸	کج دلی، دل کی کجی، زَیغ	۱۱۷	۹
۹	بے عقلی، بے وقوفی	۴۶	۲۲
۱۰	کور دلی، دل کا اندھا پن	۴۶	۲۲
۱۱	منقبض، دل گرفتگی	۴۵	۳۹
۱۲	دل پر قفل لگ جانا	۲۴	۴۷
۱۳	سنگدلی، سخت دلی	۷۴	۲
۱۴	بدظنی، بدگمانی	۱۲	۴۸
۱۵	دل ڈھکا رہنا، ڈھکا ہوا دل	۱۵۵	۴
۱۶	بے آرامی، بے قراری	۳۶	۴۳
۱۷	دل پر غلاف ہونا	۵	۴۱
۱۸	خواہش نفسانی کی پیروی	۲۸	۱۸
۱۹	حد سے نکل جانا	۷۴	۱۰

ISWLS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a unified humanity

نمبر شمار	قلبی بیماری	آیت	سورت
۲۰	باطل کی محبّت	۹۳	۲
۲۱	دشمنی، کینہ	۱۰	۵۹
۲۲	لعنت ، دُوری از رحمت	۱۳	۵
۲۳	دل کا بہرا پن	۱۰۰	۷
۲۴	شک ، تردُّد، ششش و پنج	۴۵	۹
۲۵	نفاق ، منافقت	۷۷	۹
۲۶	نجاستِ قلبی	۱۲۵	۹
۲۷	حق سے دل کا پھر جانا	۱۲۷	۹
۲۸	دل کی شِدّت	۸۸	۱۰
۲۹	انکار	۲۲	۱۶
۳۰	تکبّر	۲۲	۱۶
۳۱	دل کا لہو و لعب	۳	۲۱
۳۲	غمرت (سختی) غفلت	۶۳	۲۳
۳۳	دلی عداوت	۲۹	۴۷
۳۴	حمیّتِ جاہلیہ ، کافرانہ عار	۲۶	۴۸
۳۵	قلبی پراگندگی ، انتشار	۱۴	۵۹
۳۶	دل پر زنگ لگنا ، دل کا چرکین ہو جانا	۱۴	۸۳
۳۷	وسوسہ ، بُرے خیالات	۵	۱۱۴
۳۸	فتنۂ شیطان ، یا آزمائش	۵۳	۲۲

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	قلبی بیماری	آیت	سورت
۳۹	سرکشی، نافرمانی	۱۱۰	۶
۴۰	آیات سے لطف نہ اُٹھا سکنا	۱۱۰	۶

حاشیہ: مذکورۂ بالا اور دوسری تمام باطنی بیماریاں جو شدید اور لاعلاج ہیں، وہ دراصل دائرۂ اسلام سے باہر موجود ہیں، اور قطعی ثبوت کے طور پر اکثر حوالے بھی انہی سے متعلق دئے گئے ہیں، لیکن اگر ہم مسلمانوں میں خفیف اور قابلِ علاج بیماریاں بھی نہ ہوتیں، تو نہ فرمایا جاتا کہ قرآن ذریعۂ علاج ہے، اس مفہوم کے لئے دیکھئے: ۹: ۱۴؛ ۱۰: ۵۷؛ ۱۷: ۸۲؛ ۴۱: ۴۴۔ (از کتاب، کتاب العلاج، قرآنی علاج، ص ۴۶-۵۳)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
سنیچر ۳ نومبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۲۱

مومن کا دل اور امامؑ: ارشادِ نبوی کے مطابق بندۂ مومن کا دل خدا تعالیٰ کا عرش (یعنی تخت) ہے، لیکن یہاں سوچنے کی خاص بات یہ ہے کہ مومنین نورِ ایمان کی کمی بیشی کے لحاظ سے مختلف مراتب پر ہیں، اور اس سلسلے میں یہ کہنا بالکل حقیقت ہے کہ پیغمبر اور امام (صلوات اللہ علیہما) نورِ ایمان کے درجۂ کمال پر ٹھہرے ہوئے ہیں، لہٰذا ان دونوں انتہائی بزرگ ہستیوں کا قلبِ مبارک صحیح معنوں میں اور جیسا کہ چاہئے خداوندِ عالم کا عرش ہے، اور واقعاً اللہ پاک کا روحانی، نورانی، اور عرفانی عرش یہی ہے، پس اس سے ظاہر ہوا کہ امامِ زمانؑ کے دیدارِ مقدس میں بہت سی برکتیں پوشیدہ ہیں۔

(از کتاب، حقیقی دیدار، ص ۲۱-۲۲)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

پیر ۵ ر نومبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہُوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن قسط: ۲۲

روحِ حیوانی: سوال ۲: جانور جو حیوانِ صامت ہے، اس میں کتنی روحیں ہوتی ہیں؟ ان کے مرکز کہاں کہاں ہیں، ہر ایک کا نام اور کام بتائیے۔

جواب: جانوروں میں دو روحیں ہوتی ہیں، ایک کا مرکز جگر ہے، یہ روحِ نباتی ہے، جس کی بدولت جسم نشو و نما پاتا ہے، اور دوسری کا سنٹر دل ہے، جس میں روحِ حیوانی حس و حرکت سے متعلق سارا کام کرتی ہے، روحِ حیوانی کا دوسرا نام روحِ حسّی ہے۔

روحِ انسانی: سوال ۳: انسان کی حیات و بقاء کتنی روحوں پر قائم ہے؟ یہ روحیں کون کون سی ہیں، اور جسم کے کس کس عضو میں رہ کر کام کرتی ہیں؟

جواب: انسانی زندگی کا قیام تین روحوں پر ہے، وہ علی الترتیب روحِ نباتی، روحِ حیوانی اور روحِ انسانی ہیں، روحِ نباتی کا مسکن جگر، روحِ حیوانی کا مقام دل، اور روحِ ناطقہ کا مرکز دماغ کا اگلا حصّہ ہے، پہلی روح سے جسم پروان چڑھتا ہے، دوسری روح حس و حرکت کا سرچشمہ ہے اور تیسری روح نطق و تمیز کا خزانہ۔

(از کتاب، روح کیا ہے؟ ص ۲۱ - ۲۲)۔

جنگِ روحانی: سوال ۸۷: یہ ایک قرآنی آیت (۶ : ۱۱۲) کا مفہوم ہے کہ شیاطین نہ صرف جنّات میں سے ہوتے ہیں، بلکہ یہ انسانوں میں سے بھی ہوا

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a United Humanity

کرتے ہیں، اور یہ ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی باتیں ڈالتے ہیں، تاکہ ایسی باتوں سے لوگوں کو فریب دے کر راہِ راست سے گمراہ کرسکیں، اور اسی مطلب کا یہ ایک خلاصہ ہے کہ خناس جو جنات میں بھی ہے اور انسانوں میں بھی، وہ لوگوں کے دلوں میں براہِ راست وسوسہ ڈال سکتا ہے (۱۱۴ : ۴-۶) لیکن سوال ہے کہ آیا ارواحِ مومنین جو سمتِ مقابل میں ہیں وہ اس جنگِ روحانی میں کچھ بھی نہیں کرسکتی ہیں؟ تو پھر کیا ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ بدی کے ہاتھ تو روحانی میدان میں کشادہ اور آزاد ہیں، مگر نیکی کے ہاتھ سختی سے باندھے ہوئے ہیں؟

جواب: جی ہاں، جسمانی اور روحانی شیاطین یہ سب کچھ کرسکتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اہلِ ایمان کی روحانی صلاحیتوں کے بارے میں ذرا بھی مایوسی نہیں، کیونکہ مومنین حزب اللہ ہیں یعنی لشکرِ خدا، اور خدا ہی کا لشکر غالب رہتا ہے (۵ : ۵۶)۔

قرآنِ مقدّس کی یہ مثال روحانیت کی حکمتوں سے بھرپور ہے کہ مومنین لشکرِ خدا ہیں، اور اس میں سب سے اوّلین اشارہ تو یہ ہے کہ اس لشکر کی رُوحانی قوتیں بفضلِ خدا طاغوتی قوتوں سے بڑھ کر ہیں، یہی وجہ ہے کہ حزب اللہ باطن اور روحانیت میں ہمیشہ غالب رہتا ہے، آپ حزبِ شیطان کے بارے میں بھی غور کرسکتے ہیں (۵۸ : ۱۹)۔

(از کتاب، روح کیا ہے؟ صہ ۱۰۸-۱۰۹)

قرآن کی روحانیت، سوال ۹۴: اگر قرآنِ پاک کی ایک عظیم روح ہے، جو علم و آگہی کی ایک تابناک دنیا لیے ہوئے ہے، تو اس کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے ہمیں کیا کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے اس سلسلۂ سوال و جواب کے، اور ۱۱ میں روحِ قرآن کے بارے میں جو ذکر کیا ہے، اسی سے یہ سوال

متعلّق ہے۔

جواب: آپ اس کتاب کے سوال ۱۵ میں دیکھیں کہ طفلِ شیر خوار میں روحِ ناطقہ کہاں سے آتی ہے، اور کس طرح؟ یہ حقیقت روشن ہے کہ بچّے میں بولنے والی روح والدین اور افرادِ خانہ سے آتی ہے، بالکل اسی طرح قرآنِ پاک کی روحِ ناطقہ آپ کے روحانی باپ کے گھر سے مل سکتی ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ زید و بکر سے روحانی علم حاصل کرنے کا مدّعی نہ بنیں، بلکہ خاندانِ رسولؐ یعنی امامِ زمانؑ کے پاک روحانی گھر کا دودھ پیتا بچّہ بنیں، تاکہ آپ کے روحانی والدین کی پُرشفقت گفتگو سے آپ میں بتدریج قرآنی روح آجائے، کیونکہ قرآن کی روح پیغمبرؐ کے بعد صرف امامِ زمانؑ ہی سے مل سکتی ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ آپ اپنے آئینۂ دل سے زنگِ غفلت اور غبارِ جہالت کو دور کر کے اسے ایسا پاک و پاکیزہ بنالیں، کہ اس میں نورِ قرآن کی روشنی چمکنے لگے، اور دل کی یہ پاکیزگی بھی صرف امامِ عالی مقامؑ ہی کے مبارک ہاتھ سے ہوسکتی ہے، جس طرح یہ ایک حقیقت ہے کہ زمانۂ نبوّت میں صرف رسولِ خداؐ ہی مومنین کو پاک و پاکیزہ کرتے تھے، جس کا ذکر قرآن کی کئی آیتوں میں موجود ہے۔ (از کتابِ روح کیا ہے؟ ص ۱۱۵۔ ۱۱۶)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔آئی)

پیر ۵، نومبر ۲۰۰۱ء

نوکِ قلم سے کیا ہوا دِل کا ایک عظیم ترین اور مشکل ترین آپریشن، قسط: ۲۳

دیباچۂ طبعِ سوم: اے خلّاقِ کون و مکان! دارندۂ زمین و آسمان! دانندۂ اسرارِ نہان! تیری ذاتِ پاک سے ہماری کوئی حالت پوشیدہ نہیں، تیرے عظیم احسانات و انعامات کی عاجزانہ شکرگزاری ہم سے کب اور کہاں ادا ہوگی، ہم آئینۂ دل کو تیرے ذکرِ جمیل کی تجلّیوں کے سامنے سے ہٹا کر اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں، اے آسمانی طبیب! اے عرشی ڈاکٹر! آجا، آجا ہم ظاہراً و باطناً مریض ہیں، ازراہِ عنایت ہمارا علاج کر، اگر ہم سچ مچ مریض نہ ہوتے تو ذکر و عبادت کے دوران وسوسوں کے اژدھے کا لقمہ نہ بن جاتے، یا اللہ! اپنے نورِ مُنزل کے پاک عشق سے ہماری کُل بیماریوں کا علاج کر، اے خداوندِ کریم! جب تو نے اپنے اس نورِ اقدس کو زمین پر نازل کر دینے سے دریغ نہیں فرمایا تو اب بحد ضرورت اس بات کی ہے کہ ازراہِ بندہ پروری اس نورِ ہدایت سے ہمارے تنگ و تاریک دلوں کو وسیع و منوّر کر دے!

(از کتابِ دُعا مغزِ عبادت، مد الف، ب)۔

تسمیہ کے حقائق کا انکشاف: پس اللہ تعالیٰ نے جو قادرِ مطلق اور حکیمِ برحق ہے، اپنے اسماء ہی کو جن میں عقل کے لئے نورانی مدد اور نفس کیلئے روحانی مسرّت موجود ہے، انسان کے سامنے رکھ دیا، تاکہ انسان کو ان کے ذکر

سے سکونِ قلب حاصل ہو سکے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ (۱۳:۲۸) آگاہ ہو! اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے (جو اس کے حقیقی ناموں کے ذریعہ کی جا سکتی ہے) دلوں کو تسلی ملتی ہے" دل نفس کا دوسرا نام ہے، پس یادِ الٰہی سے انسانی نفس کو روحانی مسرّت ملتی رہتی ہے، اور وہ مزید خوشیوں اور مسرّتوں کی امید پر عقل کی تابعداری کرنے لگتا ہے۔

(حاشیہ: ذکرِ الٰہی سے عقل کی مدد اور نفس کی خاموشی)

(از کتاب: دُعا مغزِ عبادت، صہ ۳۱-۳۲)۔

بِسْمِ اللّٰهِ میں حرف "ب" کے بعد اسم آتا ہے، جس کی مراد اسمِ اعظم ہے، اللہ کے معنی معبودِ برحق کے ہیں، الرَّحْمٰن خدائے تعالیٰ کا وہ اسمِ صفت ہے، جس میں وہ سارے انسانوں کے لئے جسمانی رحمتیں مہیّا کر دیتا ہے، اور "الرَّحِيْم" خدائے تعالیٰ کا ایک ایسا نام ہے جس میں وہ صرف مومنوں کیلئے روحانی رحمتیں عطا کر دیتا ہے، اور یہ دونوں قسم کی رحمتیں دل کی نرمی سے شروع ہوا کرتی ہیں، کیونکہ رحمت (مہر) کے معنی رقّتِ قلب یعنی دل کی نرمی کے ہیں، پس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بِسْمِ اللّٰهِ اس معنی میں پڑھا کرتے تھے: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ معبودِ برحق کے اسمِ اعظم کے ذریعہ قرآن پڑھتا، اور سمجھتا ہوں جو رحمت والا ہے، جسمانی احتیاجات کے لئے، اور رحمت والا ہے روحانی ضروریات کے لئے"۔

(حاشیہ: بِسْمِ اللّٰهِ کی مُراد اسمِ اعظم ہے، دل کی نرمی تمام انسانی صفات کا سرچشمہ ہے)۔

(از کتابِ دُعا مغزِ عبادت، صہ ۳۸-۳۹)۔

اخلاص: سورۂ فاتحہ کی چوتھی آیت میں سب سے پہلے اخلاص کا

بیان آتا ہے، یعنی وحدانیت کے متعلق اپنے عقیدے کو ماسوا اللہ سے خالص اور پاک کر دینے کا ذکر ہے، اور اخلاص کے معنی کسی چیز کو آمیزش اور ملاوٹ سے صاف اور خالص کر دینے کے ہیں، چنانچہ ہر وہ چیز خالص کہلاتی ہے جس میں ملاوٹ اور کھوٹ تو ممکن ہو، مگر وہ واقعاً صاف اور پاک ثابت ہو جائے، جیسے خالص سونا، چاندی وغیرہ، مگر دینی اصطلاح میں اخلاص دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس میں انسان کی قلبی توجہ صرف خدا ہی کی طرف لگی رہے، اور اس کیفیت میں ذرہ بھر بھی دوسرے خیالات وافکار کی آمیزش نہ ہو، اس بارے میں خود قرآنِ حکیم کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے: فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰھُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا ھُمْ یُشْرِکُوْنَ (۲۹: ۶۵) = پھر جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں، پھر جب ان کو نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو وہ فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔" اس آیۂ کریمہ کا مطلب صرف حکمت ہی سے واضح ہو سکتا ہے، کیونکہ خدا کے ماننے والوں میں سے اکثر لوگ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں، تو ظاہراً خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے نہیں لگتے ہیں نہ وہ خشکی پر اُترنے کے بعد فوراً خلافِ معمول بُت پرستی کرنے لگتے ہیں، مگر یہ ضرور ہے کہ جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں، تو خوف وہراس کے نتیجے میں فطری طور پر وہ دل ہی دل میں خدا کی طرف کچھ ایسے متوجہ ہوتے ہیں کہ ان کی اس قلبی توجہ کو دنیا کی کوئی چیز خدا سے اس طرف موڑ نہیں سکتی، پھر جب یہ لوگ خشکی پر اُتر جاتے ہیں تو ان کے قلب کی وہ کیفیت، جس کا نام خدا کے نزدیک "خالص اعتقاد" تھا، فوراً ہی غائب ہو جاتی ہے، اور ان کے دل میں طرح طرح کے دنیاوی خیالات وافکار جاگزین ہونے لگتے ہیں، اور دل کی ایسی کیفیت

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بقولِ خدا شرک کہلاتی ہے، پس اخلاص دل کی اس کیفیت کا نام ہے، جس میں انسان کی قلبی توجّہ صرف خدا ہی کی طرف لگی رہے، بالکل اسی طرح کسی خطرناک سمندر پر چلنے والے کشتی کے سوار خدا کی طرف متوجّہ ہوتے رہتے ہیں۔

(حاشیہ: اخلاص کے معنی اور اس کا مقام، وہ شرک اور بُت پرستی جس کا تعلّق صرف فکر و خیال سے ہے)۔

(از کتابِ دُعا مغزِ عبادت، ص ۵۵-۵۷)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بُدھ ۷، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط : ۱

بحوالۂ ہزار حکمت (ح : ۶۹۴) حدیثِ قدسی ہے : مَا وَسِعَنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَ وَسِعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ۔ خداوندِ قدّوس کا ارشاد ہے : نہ میری زمین مجھ کو سما سکی نہ میرا آسمان ، ہاں ، میرے مومن بندے کے دل نے مجھ کو سما لیا۔

عنوانِ بالا کے سارے مطالب اس حدیثِ قدسی میں مجموع ہیں، لیکن بڑا اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بندۂ مومن کے قلب میں ربِّ تعالیٰ کے سما جانے سے کیا مراد ہے؟ اس کا واحد جواب ہے : آئینۂ قلب میں دیدارِ پاک اور معرفت، اور یہ خصوصیت ارض و سما کی کسی چیز میں نہیں ہے، سوائے بندۂ مومن کے قلب کے۔

یاد رہے کہ دیدارِ اقدس اور معرفت کے بہت سے درجات ہیں اور یہ تمام درجات عالمِ شخصی میں ہیں، اور یہی درجات خود شناسی کے بھی ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعرات ۸، نومبر ۲۰۰۱ء

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۲

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ: ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسولؐ کی پکار پر لبیک کہو جب کہ رسولؐ تمہیں اُس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے، اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے (۸: ۲۴)۔

سورۂ انفال (۸: ۲۴) میں اہلِ ایمان کے لئے حکم ہے کہ وہ دعوتِ باطن اور اسمِ اعظم کو قبول کریں، جس میں انہیں حقیقی اور ابدی زندگی ہے، نیز انہیں یہ حکم بھی ہے کہ وہ علم الیقین اور معرفت کے ذریعے سے یہ جان لیں کہ خدا کس طرح آدمی اور اس کے دل (یعنی امامؑ) کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، یہاں آدمی کے دل سے امامِ زمانؑ مراد ہے، اور اس حکم کا اطلاق حقیقی مومن پر ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے حضور سے اسے ایک پُرنور دل عطا فرماتا ہے، اور وہ نورانی قلب جو کسی عاشق کو نصیب ہوتا ہے، امامِ زمانؑ ہے، جو آئینۂ اسرارِ معرفت ہے، جس میں دیدارِ الٰہی ہوتا ہے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

عرفت روحی امین الدّین جمعہ ۹، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۳

اَنَّ اللّٰہَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَ قَلۡبِہٖ (۸: ۲۴) = آدمی اور اس کے دل کے درمیان خدا حائل ہے۔ یہ سب سے بڑا راز ہے، اور یہ اس حدیثِ قدسی کے عین مطابق ہے، جس کا ارشاد ہے کہ خدا بندۂ مومن کے قلب میں ہے، لیکن یہ سوال باقی ہے کہ ایسے مومن کا قلب کونسا ہے؟ یقیناً یہ قلب نور اور امام ہی ہے نہ کہ قلبِ صنوبری جو گوشت کا ایک لوتھڑا ہے کہ وہ غیر مومن اور حیوان میں بھی ہوتا ہے، پس ایسا دل جس میں اللہ کی تجلّی ہو امامِ زمان علیہ السّلام کا پاک نور ہی ہے اسی مقدّس نور کا ذکرِ جمیل تمام قرآن میں پھیلا ہوا ہے۔

اے عزیزان! دانائی اور حکمت یہ ہے کہ تم امامِ آلِ محمدؐ کے حقیقی عاشقوں میں سے ہو جاؤ تاکہ رفتہ رفتہ تمہارے دل میں امامِ زمانؑ کا نور پیدا ہو جائے، آمین!

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
سنیچر ۱۰ نومبر ۲۰۰۱ء

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۴

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے: وَهُوَ الَّذِیٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں سُننے اور دیکھنے کی قوتیں دیں اور سوچنے کو دل دئے، مگر تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو (۲۳: ۷۸)۔

اس آیۂ شریفہ میں اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم کا تذکرہ ہے جس میں وہ کریم کارساز اپنے فرمانبردار بندوں کو حواسِ باطن سے نوازتا ہے، یعنی ان کو باطنی کان، باطنی آنکھ، اور حقیقی دل عطا فرماتا ہے، یہ حواسِ باطن دراصل ناطقؑ، اساسؑ اور امامؑ کے انوار ہیں، جن میں سے امامِ زمانؑ کا نور حقیقی مومن کے باطن میں دل کا کام کرتا ہے، اور یہ ایسا نورانی دل ہے جو عرش کا مرتبہ رکھتا ہے، جبکہ یہ خدا کی تجلّی گاہ ہے، ہاں یقیناً امام خدا کا نور ہے، اس لئے اللہ اپنے نور کے تخت پر جلوہ فرما ہوتا ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
اتوار ۱۱ر نومبر ۲۰۰۱ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط : ۵

قلبِ حیوانی = انسانی سینے میں ہے، قلبِ روحانی روح میں ہے، قلبِ نورانی (امامؑ) حدودِ دین میں ہے، اور قلبِ سلیم کا ظہور حظیرۂ قدس میں ہوتا ہے، تاہم آئینۂ اسرارِ معرفت نورانی قلب = امامِ زمانؑ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ہر چیز کو امامِ مبین میں گھیر کر اور گن کر رکھا ہے، اس کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ امامِ زمان صلوات اللہ علیہ خدا کا آئینۂ معجز نُما = آئینۂ غیب نُما = آئینۂ اسرارِ معرفت ہے اور اس میں کوئی مُبالغہ ہرگز نہیں، بلکہ میں ایمانداری سے مانتا ہوں کہ خدا کے بڑے عجیب وغریب معجزاتی آئینے کی تعریف وتوصیف میں ہم سے سخت کمی اور کوتاہی ہوئی ہے، اللہ ہماری اس کوتاہی کے لئے معاف فرمائے!

قلبِ قرآن میں جو کُلّیہ امامِ مبین ہے، اس کی حکمتیں بے شمار ہیں، منجملہ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے امامِ مبین کو تمام باطنی معجزات عطا کر دیئے ہیں۔ الغرض کُلّیہ امامِ مبین آپ کے لئے کبھی ختم نہ ہونے والا خزانہ ہے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
پیر ۱۲، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۶

سورۂ یُونس (۱۰:۸۷): وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْہِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِکُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قِبْلَۃً وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائیؑ کو اشارہ کیا کہ "مصر میں چند مکان اپنی قوم کے لئے مہیّا کرو اور اپنے ان مکانوں کو قبلہ ٹھہرالو اور نماز قائم کرو اور اہلِ ایمان کو بشارت دے دو"۔

اس ارشاد کا تاویلی خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ ہارون علیہما السّلام کو یہ حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کے لئے مصر (عالمِ شخصی) میں بذریعۂ اسمِ اعظم چند گھر بنائیں اور ان اپنے گھروں کو روحانی ترقی سے قبلہ یعنی خدا کا گھر بنالو، اور یہ قبلہ = خدا کا گھر ایسے قلب میں ہوسکتا ہے جو امامِ زمانؑ کے نور سے معمور ہوا ہو، اور اس میں ہر زمانے کے مومنین کے لئے خوشخبری ہے جب آپ عالمِ شخصی کا سفر کریں گے تو ایسے بہت سے معجزات سامنے آئیں گے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؑ (ایس۔ آئی)
منگل ۱۳، نومبر ۲۰۰۱ء

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

قلب = فُؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط : ۷

آپ نے اس سلسلۂ مضمون کی قسط : ۶ میں پڑھا کہ حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ ہارون علیہما السّلام نے خدا کے حکم سے اپنے مومنین کے عالمِ شخصی میں چند باطنی = روحانی = قلبی گھر بنادئے تھے، یہاں حدیثِ مماثلتِ ہارونی سے ایک عظیم سوال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ نے اپنے مومنین کے لئے جیسے روحانی گھر بنادئے تھے ایسے ہی عالمِ شخصی کے گھر آنحضرتؐ اور آپؐ کے اساس (علیؑ) نے بھی اپنے مومنین کے لئے بنادئے ہوں گے، اگر یہ بات حقیقت ہے تو ایسی آیۂ کریمہ قرآنِ حکیم میں کہاں ہے؟ ج : ایسی آیۂ شریفہ قرآنِ پاک کے ایک بڑے خاص مقام پر موجود ہے وہ اعلیٰ مقام آیۂ اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰت کا ہے جس کے آخر میں یہ پاک آیت ہے : فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ (۳۶:۲۴) = اللہ کے نور کا یہ چراغ عالمِ شخصی کے ان روحانی گھروں میں روشن ہے، جن کو خدا کے اذن سے ناطق اور اساس (امام) نے اسمِ اعظم سے قائم کیا ہے اور یہ گھر رفتہ رفتہ حظیرۂ قدس تک بلند ہونے والے ہیں جہاں پہنچ کر یہ قبلہ یعنی بیتُ اللہ ہو جائیں گے، اور پھر انتہائی عظیم معجزات کا آغاز ہوتا ہے۔

الغرض جب تک امامِ زمان کا نور مومن کا قلب نہ ہو جائے تو مومن کی کوئی بڑی روحانی ترقی غیر ممکن ہے۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی) بدھ ۱۴ ؍ نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۸

حقیقی مومن کا لامحدود فائدہ اس عظیم الشّان عمل میں ہے کہ وہ فنافی الامام کی سب سے عظیم سعادت حاصل کرے، اگرچہ یہ کام بہت ہی مشکل ہے لیکن ناممکن ہرگز نہیں، سوال ہے کہ اس کا حکم یا اشارہ کہاں ہے؟ ج: دیکھئے سورۂ قصص (۲۸: ۸۸) كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط ترجمہ: ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے وجہُ اللہ (امامؑ) کے، پس ہر دانا مومن کے لئے کلامِ الٰہی کا اشارۂ حکمت یہ ہے کہ وہ روحانی ہلاکت سے بچنے کے لئے امامِ زمان میں فنا ہوجائے، وہ یہ ابدی سعادت اطاعت، عشق اور علم و معرفت سے حاصل کرسکے گا۔

جب عاشق اپنے امام میں فنا ہوجائے گا تو امام کا نور خود اس کا دل یعنی قلبِ سلیم ہوگا۔

اے عزیزانِ دینِ حق میں مایوسی ممنوع اور نافرمانی ہے، اس لئے آپ پُرامید ہوکر سعی کرتے رہیں، ان شاءاللہ خداوندِ قدّوس کوئی وسیلہ بنائے گا۔

ن۔ ن (حبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعرات ۱۵، نومبر ۲۰۰۱ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۹

فنافی الامام کی خصوصی ہدایت اور مدد بحکمِ خدا امامِ زمان علیہ السّلام ہی سے حاصل ہوتی ہے، جبکہ امامِ زمان اللہ تعالیٰ کا زندہ اور بولنے والا اسمِ اعظم ہے، وہ خدا کے اذن سے بعض مومنین کو ایک نمائندہ اسمِ اعظم عطا کرتا ہے، نمائندہ اس معنی میں کہ اللہ کا اصل اسمِ اعظم تو امامِ زمان ہی ہے، اور دوسرا اسم جو حرفی اور لفظی ہے، وہ خدا کے زندہ اسمِ اعظم = امامِ زمان کا نمائندہ ہے تاکہ حقیقی مومن لفظی اسمِ اعظم کے ذکرِ کثیر میں امامِ زمان کے معجزات کو دیکھ سکے، ساتھ ہی ساتھ اس کے عالمِ شخصی میں ایک باطنی = روحانی = قلبی گھر تیار ہو، تاکہ اس میں اللہ کے نور کا چراغ روشن ہو، مومن کے قلب میں جو گھر بنا تھا وہ رفتہ رفتہ قبلہ = خدا کا گھر ہو گیا، اس لئے کہ مومن امام میں فنا ہو گیا، اگر مومن کے عالمِ شخصی میں روحانی قیامت کا طوفان آتا ہے، تو خدا کے گھر = بیتُ اللہ کو زمین سے آسمان پر اٹھا کر بیتُ المعمور بنایا جائے گا۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
جمعۃ المبارک ۱۶ نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط : ۱۰

سورۂ واقعہ کے ارشاد : فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۵۶: ۷۵-۸۰) میں انتہائی عظیم اسرارِ معرفت پوشیدہ ہیں، کیونکہ اس میں عالمِ شخصی کی بہشت = حظیرۂ قدس کے معجزات کا ذکرِ جمیل آیا ہے، آپ کسی مستند ترجمے کو سامنے رکھیں، اور خوب غور سے دیکھیں۔

حق سُبحانہٗ و تعالیٰ جن تاروں کے گرنے کی قسم کھا کر اپنی اس قسم کو علم و معرفت والوں کے لئے عظیم قرار دیتا ہے، وہ نجوم = ستارے ظاہری اور مادّی نہیں ہیں، بلکہ یہ عالمِ عُلوی کے جُملہ انوار ہیں، جو مجموعاً شمس بھی ہیں، قمر بھی اور نجوم بھی ہیں، جوابِ قسم میں قرآنِ کریم کی تعریف ہے جو ایک پوشیدہ کتاب (کتابِ مکنون) میں ہے، جسے مُطَهَّرِین کے سوا کوئی چُھو نہیں سکتا ہے۔

کتابِ مکنون لؤلوئے عقل بھی ہے اس کو چُھونے کے تاویلی اسرار بہت ہیں، مُطَهَّرِین = وہ لوگ جو پاک کئے گئے ہیں۔

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر	ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) کراچی
عرفت روحی امین الدّین	سنیچر یکم رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ ۱۷ نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۱۱

بحوالۂ ہزار حکمت (ح: ۶۶۸) حضرتِ امام محمّد باقر علیہ السّلام کا ارشادِ گرامی ہے: مَا قِیلَ فِی اللّٰہِ فَھُوَ فِینَا وَمَا قِیلَ فِینَا فَھُوَ فِی الْبُلَغَاءِ مِنْ شِیعَتِنَا۔

ترجمہ: جو بات اللہ تعالیٰ کے متعلّق کہی گئی ہے وہ ہم پر صادق آتی ہے، اور جو بات ہمارے متعلّق کہی گئی ہے، وہ ہمارے بلیغ دوست داروں پر صادق آتی ہے۔

بلیغ وہ عارفین ہو سکتے ہیں، جو روحانی طور پر فنا فی الامام ہو گئے ہیں، اور اس ارشاد میں یہی راز پوشیدہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کمالِ فضل وکرم ہے۔

حدیثِ قدسی ہے: عبدی! اطعنی، اجعلک مثلی حیاً لا تموت، وعزیزاً لا تذل، وغنیاً لا تفتقر۔ ترجمہ: اے میرا بندہ! میری اطاعت کر تاکہ میں تجھ کو اپنی مثال بناؤں گا ایسا زندہ کہ تو کبھی نہیں مرے گا، اور ایسا معزّز کہ تو کبھی ذلیل نہ ہوگا، اور ایسا غنی کہ تو کبھی فقیر نہ ہوگا۔ از رسائل اسماعیلیہ، ص ۱۵۔ نیز دیکھو زاد المسافرین، ص ۱۸۳۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) کراچی
سنیچر یکم رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ ۱۷ نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۱۲

حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ ؑ کی روحانی تخلیق بحکمِ خدا روحانی قیامت سے ہوئی اور اللہ کی سُنّت تمام کاملین کے لئے ایک ہی ہے، اور یہاں یہ حکمت بھی یاد رہے کہ آدم کا روحانی باپ بھی اپنے وقت کا آدم تھا، لہٰذا ہر آدم پہلے ابنِ آدم پھر آدم ہے۔

سورۂ اعراف (۷: ۱۱) میں ارشاد ہے: وَلَقَدۡ خَلَقۡنٰكُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنٰكُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ لَمۡ يَكُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ۔ ترجمہ: ہم نے تم کو (آدم کے عالمِ شخصی میں روحانی طور پر) پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو، اس حکم پر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

وضاحت: ہر نفسِ واحدہ کی روحانی قیامت میں تمام لوگ روحاً جمع ہو جاتے ہیں، چنانچہ آدم کی روحانی قیامت میں تمام لوگ = ذرّاتِ ارواح آدم کے عالمِ شخصی میں آ گئے، ان کی روحانی تخلیق کا تجدّد ہو گیا، یہ بنی آدم بھی ہو گئے، اور اس ہستی کا حصہ بھی، اور یہ فرشتے بھی تھے، اور ان میں سے ہر ایک بحدِ قوّت آدم بھی تھا اور آدم کی کاپی بھی۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی) کراچی، پیر ۱۹، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۱۳

سورۂ اعراف (۷: ۱۷۲) وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡ بَنِىۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ‌ؕ قَالُوۡا بَلٰى‌ شَهِدۡنَا۔

ترجمہ: اور اے نبی لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پُشتوں سے ان کی ذُرّیت کو نکالا تھا، اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں ہم اس پر گواہ ہیں۔

وضاحت: یہاں سب سے پہلے یہ سوال ہے کہ وہ بنی آدم کون سے ہیں جو اس آیت کے مصداق ہو سکتے ہیں؟ ج: وہ بنی آدم دراصل انبیاءؑ و اولیاءؑ اور عُرفاء ہیں، اور آیۂ الست میں نفسِ واحدہ کی روحانی قیامت کے معجزات کا تذکرہ ہے جو عالمِ شخصی میں ظہور پذیر ہوتے ہیں اور آخری معجزات کا تعلق حظیرۃ القدس سے ہے، یہ عالمِ شخصی کا آسمان اور بہشت ہے، جہاں سرِّ الست کا مشاہدہ ہوتا ہے، اور عارف کے لئے خود شناسی اور خدا شناسی کے اسرار موجود ہیں، یہ وہ مبارک مقام ہے جہاں آدم صورتِ رحمان پر پیدا ہوا تھا، کیا میں آپ کو یہ بہت بڑا راز بتاؤں؟ کہ آپ سب آدم میں بھی تھے اور سجدہ کرنے والے

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

فرشتوں میں بھی تھے، کیا آپ یقین نہیں کرتے؟

قسط: ۱۲ میں غور سے دیکھو کہ جب تم آدم کے ساتھ حظیرۂ قدس میں تھے اور آدم رحمان کی صورت پر ہوگیا تو اس حال میں تمہاری صورت کیا تھی؟

املا از چیف ریکارڈ آفیسر ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

عرفت روحی امین الدّین

کراچی

منگل ۲۰ ،نومبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۱۴

حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ علیہ السّلام کا روحانی باپ حضرتِ امام ھُنَید ؑ بھی اپنے وقت میں خلیفۃُ اللہ تھا، یہ نورٌ علیٰ نُور کی سُنّتِ الٰہی ہے ورنہ خود ذاتِ سبحان کے خلیفہ = جانشین بننے کی منطق نہیں بنتی ہے۔

آدم کسی دوسری بہشت میں نہیں تھا، بلکہ اپنے عالمِ شخصی کی جنّت حظیرۂ قدس میں تھا، اور تم سب بھی تھے، پس بمقتضائے حکمت ایک اعتبار سے سب جنّت سے نیچے آئے اور دوسرے اعتبار سے سب جنّت ہی میں موجود ہیں۔

قصّۂ آدم میں لوگوں سے بہت بڑا امتحان ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں تحقیق کی بڑی گنجائش ہے، اور ہر بار کوئی عظیم راز معلوم ہو سکتا ہے۔

اگر میں آپ کو یہ راز بتاؤں کہ قصّۂ آدم اور قصّۂ نوح کی تاویل ایک جیسی ہے تو شاید آپ کو بڑی حیرت ہوگی کیونکہ آپ کے نزدیک یہ دونوں قصّے ظاہراً الگ الگ ہیں حالانکہ تاویلاً دونوں ایک ہی ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس، آئی)
کراچی
بدھ ۲۱، نومبر ۲۰۰۱ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۱۵

سورۂ لقمان (۳۱: ۲۸) کا ارشاد ہے: مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔

ترجمہ: تم سب کو پیدا کرنا اور بعد از روحانی موت جِلا اُٹھانا نفسِ واحدہ = آدم کی طرح ہے۔ یعنی حضرتِ آدمؑ کی روحانی قیامت میں تمام روحوں کی تخلیق کا تجدُّد ہوا تھا، پس حضرتِ آدمؑ کو خدا نے مجموعۂ خلائق بنایا تھا، جیسا کہ سورۂ اعراف (۷: ۱۱) کے حوالے سے ذکر ہوا (قسط: ۱۲)، اسی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ تم سب آدم کی ہستی میں بھی تھے اور سجدہ کرنے والے فرشتوں میں بھی تھے، کیونکہ ہر انسانِ کامل کی روحانی قیامت میں تمام ارواح حاضر ہوجاتی ہیں، اسی معنیٰ میں یہ حدیثِ شریف ہے: اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ = جُملہ ارواح جمع شدہ لشکر ہیں۔

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئی)
کراچی
بدھ ۲۱، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۱۶

اِنلہ عجب دُربن کون و مکان غینچلہ   ایچی نکھون ڈوک برین یارے ہُنر بُٹ اُم

ترجمہ: اس کے پاس ایک بڑا عجیب دوربین ہے جس سے دونوں جہان نظر آتے ہیں، اس کے پاس جاکر کچھ دیر بیٹھ جاؤ، میرے دوست کا ہُنر بہت شیرین ہے۔

اے عزیزان یاد رہے کہ دروازۂ باطنِ عالمِ شخصی وہ اسمِ اعظم ہے جو صرف امامِ زمانؑ ہی کے پاس ہے، اس کی عظیم الشّان تعریف و توصیف کو آپ قرآنِ حکیم میں دیکھ سکتے ہیں، سورۂ اعراف (۷: ۱۸۰) کو حکمت سے پڑھ لیں۔

اسماءُ الحُسنیٰ = اسمِ اعظم = امامِ زمان علیہ السّلام ہے، جو جمع بھی ہے اور واحد بھی ہے، یعنی وہ انوارِ ائمّہ علیہم السّلام کا نورِ واحد ہے، آیتِ ماقبل کو غور سے دیکھیں، اسماءُ الحُسنیٰ کی معرفت نہ ہونے کے نتیجے کو سمجھنا ضروری ہے، آپ بڑی ذمّہ داری سے سورۂ اعراف (۷: ۱۷۶۔ ۱۸۰) کو خوب ذہن نشین کرلیں۔

حضرت مولا علی علیہ السّلام کا ارشاد ہے: اَنَا الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى الَّتِىْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ يُّدْعٰى بِهَا۔

یعنی میں وہ خدا کے اسماءِ حسنیٰ ہوں جن کے بارے میں خدا نے ارشاد

فرمایا ہے کہ اس کو ان اسماء سے پکارا جائے (از کتاب کوکبِ دُرّی فی فضائلِ علی علیہ السّلام، بابِ سوم، منقبت ۲۹)۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدین

ن۔ن (حبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
جمعرات ۲۲، نومبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۱۷

سورۂ مُلک (۶۷: ۲۳-۲۴) قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ۔

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں جسمانی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی پیدا کیا، تم کو ظاہراً و باطناً سُننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیئے، مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو، ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اس کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

اس آیۂ شریفہ میں اللہ تعالیٰ کے احسانِ عظیم کا ذکر ہے لہٰذا اس کی تاویلی حکمت سمجھنے کی ضرورت ہے، روحانی ترقی کی صورت میں حُدودِ دین ہی مومن کے حواسِ باطن کا کام کرتے ہیں، جس میں امامِ زمانؑ دل کا کام کرتا ہے۔

سوال: آیت کا خطاب جب اہلِ ایمان سے ہے تو خدا نے ان کو زمین میں کس طرح پھیلایا ہے؟ جبکہ زمین پر سب لوگ پھیلے ہوئے ہیں؟ ج: مومن کے ذرّاتِ روحانی تمام انسانوں میں ہیں ورنہ اہلِ زمین کے پھیلاؤ سے مومن پر کیا احسان؟

اِملاز چیف ریکارڈ آفیسر	ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
عرفت روحی امین الدّین	کراچی، جمعۃ المبارک ۲۳، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۱۸

روحانی قیامت کے نتیجے میں عُرفاء شعوری طور پر اور باقی سب لوگ غیر شعوری حالت میں آدمِ زمان = امامِ وقت کے نور میں فنا ہو کر عالمِ شخصی کے مراحل سے گزرتے ہیں، تا آنکہ حظیرۂ قدس کی آخری منزل آتی ہے، جہاں اسرار ہی اسرار اور معجزات ہی معجزات ہیں، اسی مقام پر واقعۂ الست کا تجدُّد ہوتا ہے وہاں ازل اور ابد کا سنگم ہے لہٰذا ہر معجزہ ازلی اور ابدی ہے، وہاں قانونِ تجدُّد ہے اس لئے ہر واقعہ جدید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم خلیفۃ اللہ کو حظیرۂ قدس ہی میں صورتِ رحمان پر پیدا کیا تھا اور یہ حضرتِ آدم کی عرفانی معراج تھی، نیز یہ وحدانی دیدار تھا، کیونکہ عالمِ وحدت میں وحدانی دیدار ہوتا ہے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن.ن (حبِّ علی)، ہونزائی (ایس. آئی)
کراچی
جمعۃ المبارک ۲۳، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب ۔ فؤاد ۔ دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط : ۱۹

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ کا ارشاد ہے: لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِی فِیہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وقت ایسا ہوتا ہے جس میں میرے ساتھ کسی مُقرّب فرشتے یا نبیؐ مُرسل کی گنجائش نہیں ہوتی (از کتابِ کشفُ المحجُوب، کشفِ حجابِ دہم، ص ۶۸۴)۔

یہ حضورِ پاک کی معراجِ شریف کا ذکر ہے، اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرتؐ کو ایک نہیں بلکہ کئی معراجیں ہوئیں تھیں، کیونکہ آپ صلعم سیّدُالانبیا اور محبوبِ کبریا تھے۔

قرآن تمام وصفِ کمالِ محمدؐ است

ترجمہ: قرآنِ پاک سرتاسر حضرتِ محمدؐ کے کمال کا وصف ہے۔

عالمِ ناسوت سے عالمِ ملکوت برتر ہے، اس سے عالمِ جبروت بالاتر ہے اور عالمِ لاہوت سب سے برتر ہے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ کو معراج عالمِ لاہوت میں ہوئی تھی، جو حظیرۂ قدس کی جنت کے آسمان میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسولؐ سے وعدہ فرمایا تھا: وَلَسَوْفَ

يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى ؕ

ترجمہ: اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ (بالکل) راضی ہو جائیں گے (الضُّحٰی ۹۳: ۵)۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر عرفت روحی امین الدّین

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
سنیچر ۲۴، نومبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۲۰

ایک بہت ضروری سوال: بحوالۂ سورۃ انبیاء (۲۱: ۸۰) ترجمہ: اور ہم نے داؤد کو تمہارے فائدے کے لئے زِرہ بنانے کی صنعت سکھادی تھی، تاکہ تم کو ایک دوسرے کی مار سے بچائے، پھر کیا تم شکر گزار ہو؟ کیا اس میں کوئی تاویلی حکمت ہے؟

ج: جی ہاں، اس میں بہت بڑی حکمت ہے، اس لئے کہ قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں اللہ کے احسان کا ذکر آیا ہے تو وہ احسان حقیقی معنوں کے ساتھ ہے، آپ دیکھتے ہیں کہ اگرچہ حضرتِ داؤدؑ کے زمانے میں زرہ بڑے کام کی چیز تھی لیکن آج وہ کام کی چیز نہ رہی، لہٰذا اس میں تاویل ہے، اور وہ تاویل یہ ہے کہ داؤدؑ اپنے وقت میں خلیفۃُ اللہ تھا، آج خلیفۃ اللہ امامِ زمانؑ ہے اور امامِ زمانؑ ہی حقیقی مومنین کے لئے علمی اور عرفانی زرہیں بناتے ہیں جو علمی بحث و مناظرہ میں کام آتی ہیں، اس کے علاوہ امامِ زمانؑ ہی باطن اور روحانیت میں اجسامِ لطیف بنا کر دیتے ہیں، جن میں ہر قسم کی تکلیف سے بچاؤ اور حفاظت ہے، ہم نے اجسامِ لطیف کا تذکرہ بار بار کیا ہے، خصوصاً حدودِ دین منزلِ عزرائیلی میں اجسامِ لطیف بناتے ہیں۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی) کراچی سنیچر ۲۴ نومبر ۲۰۰۱ء

قلب ـ فؤاد ـ دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۲۱

سورۂ مائدہ میں ارشاد ہے: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (۵: ۲۰-۲۱)۔

ترجمہ: یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمہیں عطا کی تھی، اس نے تم میں نبی پیدا کئے، تم کو فرمان روا بنایا، اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی کو نہ دیا تھا، اے برادرانِ قوم، اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ ن (حبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
سنیچر ۲۴، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۲۲

سورۂ شعراء (۲۶ : ۲۲) میں قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا تھا، ایسی حالت میں حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ ہارون علیہما السّلام کی قوم کے لوگ کس طرح مُلوک وسلاطین ہو سکتے ہیں؟ (۵ : ۲۰) قسط: ۲۱ کو پڑھیں۔

ج: فرعون نے ظلم و زبردستی سے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا تھا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ارحم الرّاحمین نے بوسیلۂ موسیٰ و ہارون اور دیگر حدودِ دین، ان کو عالمِ شخصی کے معجزات سے شاہانِ بہشت بنادیا، کیونکہ امامِ زمان علیہ السّلام اور حدودِ دین اس لئے ہوتے ہیں کہ اہلِ ایمان کو کل بہشت کے لئے بادشاہ بنائیں، اور اللہ کی یہ زبردست رحمت عالمِ شخصی میں ہوتی ہے، اسی معنیٰ میں حدیث ہے: تم میں سے ہر ایک چرواہا = سردار = بادشاہ ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیّت کے بارے میں مسئول = ذمّہ دار = جوابدہ ہے۔

پس بہشت میں سب سے بڑی نعمت صرف ایک ہی ہے، جس کے تحت تمام نعمتیں آجاتی ہیں، وہ مُلکِ کبیر = عظیم بادشاہی ہے، سورۂ دہر (۷۶ : ۲۰)۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
اتوار ۲۵، نومبر ۲۰۰۱ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط : ۲۳

حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کے اس قول کو جو قرآن (۱۴ : ۳۶) میں ہے بھولنا نہیں : فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ = جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے۔

یعنی وہ میرا روحانی فرزند ہے، پس یقیناً ہر وہ نیک بخت مومن آلِ ابراہیمؑ کے ساتھ ہے، جو حضرتِ ابراہیمؑ کا پیرو ہے اور آلِ ابراہیمؑ کی شان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : فَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ اٰتَیۡنٰہُمۡ مُّلۡکًا عَظِیۡمًا۔ ترجمہ : ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی اور مُلکِ عظیم بخش دیا (۴ : ۵۴)۔

پس اے عزیزان آپ کیلئے یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ آلِ ابراہیمؑ کا سلسلۂ پاک آلِ محمدؐ کے سلسلۂ طیبہ سے آن ملا ہے تاکہ اللہ کے منشا کے مطابق آسمانی کتاب کی وراثت، سرچشمۂ حکمت، اور نورانی سلطنت ایک ساتھ دنیا میں جاری اور باقی رہے، لہٰذا آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا : یابنی عبد المطلب ! اطیعونی تکونوا ملوک الارض وحکّامھا۔ اے عبد المطلب کی اولاد میری اطاعت کرو تاکہ تم زمین کے بادشاہ اور حکّام ہو جاؤ گے (دعائم الاسلام، جلدِ اوّل، ص ۱۵-۱۶ عربی)۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی) کراچی ، پیر ۲۶ نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط : ۲۴

سورۂ دھر (۷۶ : ۲۰) میں حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے : وَاِذَا رَاَیۡتَ ثَمَّ رَاَیۡتَ نَعِیۡمًا وَّمُلۡكًا كَبِیۡرًا۔

ترجمہ : وہاں (یعنی بہشت میں) تم جدھر بھی نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت (شاہنشاہی) کا سر و سامان تمہیں نظر آئے گا۔

سورۂ مومن (۴۰ : ۱۶) میں فرمانِ الٰہی ہے : لِمَنِ الۡمُلۡكُ الۡیَوۡمَ ؕ لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ۔

ترجمہ : (اُس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی = شاہنشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالم پکار اُٹھے گا) اللہ واحدِ قہّار کی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس طرح آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ کو آسمانی کتاب کی وراثت اور حکمت عطا کی اور ملکِ عظیم = عظیم نورانی سلطنت بخش دیا (۴ : ۵۴) اسی طرح اس نے انہی حضرات کو بہشت کی عظیم الشّان شاہنشاہی سے بھی سرفراز فرمایا، پس امامِ زمان عَلَیۡهِ السَّلَام بہشت کے بادشاہوں کا شاہنشاہ ہے، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

اللہ تعالیٰ نے امامِ زمانؑ کو روحانی قیامت کا مالک بنایا ہے،

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

لہٰذا امامِ زمان ؑ ہی روحانی قیامت کے زبردست معجزے سے تمام لوگوں کو بہشت میں جمع کرتا ہے تاکہ خدا کے حکم سے بہشت میں سلاطین اور رعایا کا اہتمام ہو، اور یہ حقیقت ہے کہ دوستانِ خدا شاہانِ جنّت ہوں گے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
کراچی
منگل ۲۷، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۲۵

سورۂ انعام (۱۶۵:۶) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۔

ترجمہ: (اللہ) وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا، اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دئے، تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے، بیشک تمہارا رب سزا دینے میں بھی بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔

لفظِ الخلیفۃ = جانشین = قائمِ مقام = سب سے بڑا بادشاہ ج۔ خُلَفاء = خلائف (المُنجد)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح موسیٰؑ اور ھارونؑ کی قوم میں روحانی مُلوک = سلاطین بنایا (۲۰:۵) اسی طرح اس نے محمدؐ اور علیؑ کے مومنین کو کائناتی بہشت کی زمین کے خلفاء = بادشاہ = سلاطین بنادیا، اس آیۂ شریفہ کو آیتِ استخلاف (۵۵:۲۴) کے تناظر میں پڑھیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے عالمِ شخصی میں حقیقی مومنین سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو کائناتی بہشت کی زمین میں خلیفہ = بادشاہ بنانے والا ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

اے عزیزان! آپ حدیثِ اَطِیعُونی تکُونوا مُلوکَ الارض کو ہرگز نہ بھولیں، اس میں شاہانِ بہشت کا ذکر ہے، یعنی رسولِ پاک صلعم کی حقیقی اطاعت وہ ہے جو اہلِ ایمان کو سلاطینِ بہشت بنا دیتی ہے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر عرفت روحی امین الدّین

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)
بُدھ ۲۸، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۲۶

سورۂ لقمان (۳۱: ۲۰) کے ارشادِ حکمت آگین کو خوب غور سے بار بار پڑھیں:

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ اَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً ؕ

ترجمہ: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے (اس سوال کا خاص تعلق اہلِ معرفت سے ہے) کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے مسخّر کر رکھی ہیں اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟

کیا اس کُلّیہ یعنی کُلّی بیان سے کوئی نعمت باہر ہو سکتی ہے؟ ج: نہیں ہر گز نہیں۔

پس آپ یقین کریں کہ امامِ زمانؑ بحکمِ خدا روحانی قیامت برپا کر کے تمام لوگوں کو عالمِ شخصی میں جمع کر لیتے ہیں، پھر عاشقانِ نورِ الٰہی کے لئے کائناتی جنّت میں سلطنتیں عطا کی جاتی ہیں، آپ تمام عزیزان عالمِ شخصی کی معرفت حاصل کریں کیونکہ عالمِ شخصی میں سب کچھ ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

بدھ ۲۸، نومبر ۲۰۰۱ء

املاء از چیف ریکارڈ آفیسر

عرفت روحی امین الدّین

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۲۷ - (SHORT COURSE-1)

سورۂ حجر (۱۵: ۲۱) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ۔ ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں ایک مقرر مقدار میں نازل کرتے ہیں۔

بحوالۂ ہزار حکمت، ح۔ ۳۱۱ تا ۳۲۰ خزائن (۱) = خزانے: مادّی سائنس کے ایجادات ہوں یا روحانی سائنس کے انکشافات، ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جو خزائنِ الٰہی سے نہ آتی ہو، جب اللہ کے انتہائی عظیم اور کبھی ختم نہ ہونیوالے خزانے موجود ہیں تو ان کی بے شمار برکتوں کا صاف شفاف دریا ہمیشہ دنیا والوں کی طرف بہتا رہے گا (۱۵: ۲۱)۔

خزائن (۲) = خزانے، خدا کے خزانے: س: خزائنِ الٰہی کا ذکر قرآنِ حکیم کے کس مقام پر ہے؟ ج: سورۂ حجر (۱۵: ۲۱) میں، س: ان خزانوں میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ ج: ہر چیز یعنی ہر نعمت، س: خزانۂ خدا کی خاص نعمتیں کس طرح حاصل کی جا سکتی ہیں؟ ج: فرمانبرداری اور علم و معرفت کے وسیلے سے، س: ان خزانوں کی نعمتوں میں سردار نعمت کون سی ہے؟ ج: وہ خدا کا دیدارِ پاک ہے جس میں آپ کو فنا ہو جانا ضروری ہے تاکہ آپ خود کو ازلی و ابدی طور پر اسی میں

زندہ پائیں، س: خزائنِ الٰہی کہاں ہیں؟ ج: عالمِ شخصی میں، س: کنوزِ خداوندی کی طرف رہنمائی کون کرتا ہے؟ ج: امامِ مبین علیہ السّلام۔

خزائن (۳) = خزانے، خدا کے خزانے: سورۂ حجر (۱۵: ۲۱) میں بار بار غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں حق تعالیٰ کے خزانوں کی معرفت کے اسرار منکشف ہو سکتے ہیں، یقیناً یہ خزائنِ الٰہی عقلِ کُل، نفسِ کُل، ناطق، اساس، اور امام ہیں، اور یہ کنوزِ خداوندی لاہوت، جبروت، اور ملکوت کے انمول جواہر سے بھرے ہوئے ہیں۔

خزائن (۴) = خزائنِ الٰہی: اے نورِ عینِ من! یہ نکتۂ دلپذیر کبھی نہ بھول جانا کہ اللہ کی خاص چیزیں اشرف و اعلیٰ ہوا کرتی ہیں، مثال کے طور پر قلمِ الٰہی ایسا نہیں جیسے دنیا کا بے جان و بے عقل قلم ہوتا ہے بلکہ خدا کے قلم و لوح دو عظیم فرشتے ہیں، اسی طرح ربُّ العزّت کے خزائن بھی فرشتوں کی شکل میں ہوتے ہیں، اور یہ قانون بھی یاد رہے کہ فرشتے روحانی اور جسمانی دو قسم کے ہوا کرتے ہیں، پس خداوندِ عالم نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے آسمان اور زمین کے باشندوں کے لئے ایسے پانچ عظیم خزانے بنا دئے کہ ان تک رسائی کے لئے مکان و زمان سے کوئی رکاوٹ نہیں۔

خزائن (۵) = خدا کے خزانے جو عظیم فرشتوں کی صورت میں ہیں: خزائنِ الٰہی جو عظیم فرشتے ہیں وہ کس طرح کام کرتے ہیں، اس کی ایک مثال یہ ہے: ترجمۂ آیۂ پُرحکمت: (خدا) وہی تو ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے (۳۳: ۴۳)۔ اللہ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ وہ عزّ اسمہٗ صرف امر کرتا ہے، درود اور کوئی بھی چیز اس کے حکم سے نازل کر دینے کا فریضہ وہ بڑے فرشتے ہی انجام دیتے ہیں، جن

کو خزائنِ الٰہی ہونے کا مرتبہ حاصل ہوا ہے، یاد رہے کہ امر ہر کام سے برتر ہے، اور کام امر کے تحت ہے، لہٰذا خداوندِ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ ہر کام کے لئے امر فرماتا ہے کام نہیں کرتا۔

خزائن (۶) = خزائنِ الٰہی: دوسری مثال یہ ہے کہ اگر خداوندِ کریم چاہتا تو بذاتِ خود اہلِ ایمان پر درود بھیجتا لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ زمین کے فرشتۂ اعظم اور سب سے عظیم ارضی خزانہ (ناطق) یعنی آنحضرتؐ سے فرمایا: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۖ (۹: ۱۰۳) اے نبی تم ان پر درود بھیج دو کیونکہ تمہارا درود ان کے لئے (روحانی اور عقلانی) تسکین کا باعث ہے۔

خزائن (۷) = خزانے: قرآنِ حکیم (۱۵: ۲۱) میں ہے: اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور ہم کسی چیز کو نازل نہیں کرتے ہیں مگر (لوگوں کے) علم و دانش کے مطابق۔ یہ بہت بڑی روشن حقیقت ہے بلکہ قانونِ الٰہی ہے کہ کوئی چیز خزائنِ خدا سے باہر نہیں، پس یقیناً انسان کی سعی اور معلومات کے مطابق سائنس اور اس کی تمام پیداوار اللہ کے خزانوں سے آئی ہیں، اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ عالمِ بالا میں روحانی سائنس اور مادّی سائنس ایک ہی چیز ہے۔

خزائن الارض = زمین کے خزانے: (یوسفؑ نے) کہا مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کیجئے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں (۱۲: ۵۵) یعنی یوسفؑ امامِ مستودع نے امامِ مستقر سے کہا کہ مجھے عالمِ شخصی کے خزانے سپرد کر دیں، تاکہ حفاظت اور علم کے ساتھ خزانے استعمال ہو سکیں۔

خَزَآئِنُ رَبِّكَ = تیرے ربّ کے خزانے: کیا تیرے ربّ کے خزانے ان کے پاس ہیں؟ (۵۲: ۳۷) یعنی ان کے پاس کوئی ایسا خزانہ نہیں،

بلکہ پروردگار کے تمام خزائن امامِ مبین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بابرکت عالمِ شخصی میں ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ نے ساری چیزوں کو گھیر کر رکھا ہے (۱۲:۳۶)۔

خَزَآئِنُہٗ = اللہ کے خزانے: ترجمۂ آیۂ پاک: اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں (۱۵: ۲۱) حضرتِ امامِ اقدس و اطہر علیہ السّلام اللہ کا خزانہ، خزائن ہے، اور اسی کو خدا کا قربِ خاص حاصل ہے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر ن۔ن (حُبّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
عرفت روحی امین الدّین جمعرات ۲۹ نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۲۸ - (SHORT COURSE-2)

کتابِ میوۂ بہشت میں سلمانِ فارسی کے مضمون (ص ۔ ۱۴۸ - ۱۶۴) کو خوب غور سے پڑھیں: ا۔ لفظِ سلمان کا مادّہ س، ل، م ہے، چنانچہ اس کے خاص مفہومات یہ ہیں: سلامتی والا، ناجی، تسلیم و تفویض کرنے والا، یعنی اپنی انا کو خدا کے سپرد کر دینے والا، صلح جُو، امن پسند، اطاعت گزار، فرمانبردار، وغیرہ چونکہ حرفی لحاظ سے "سلمان" کا اسمِ مُصغّر یا تصغیر (DIMINUTIVE) سلیمان ہے، لہٰذا یہ کہنا ایک حقیقت ہے کہ اس خوبصورت اور پیارے نام کی قرآنی بہشت، یعنی حکمتوں کی جنّت وہ قصّۂ قرآن ہے، جو حضرتِ سلیمان علیہ السّلام سے متعلّق ہے، کیونکہ یہ عزیز نام (یعنی سلمان الخیر) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے رکھا تھا، جبکہ سلمانِ فارسی کا سابق نام روزبہ یا مابہ تھا، اور اس بات میں کسی سلمان کو کوئی شک نہیں کہ حضورِ انورؐ کا فرمایا ہوا ہر لفظ ایک طرح کی آسمانی وحی کا درجہ رکھتا ہے (۵۳: ۳-۴) اس وجہ سے یہ نام بابرکت اور پُرحکمت ہو گیا، اگرچہ یہ نام پہلے ہی سے لوگوں میں رائج تھا، لیکن جس وقت اس کا تسمیہ (نام رکھنا) نورِ نبوّت کی روشنی میں کیا گیا، تو اس کے مرادی معنی لُغوی مناسبت کے ساتھ ساتھ کچھ اور رہو گئے، وہ یہ کہ سلمان کے نام میں حضرتِ سلیمان کی روحانی سلطنت کا تصوّر آ گیا۔

۲۔ آپ نے شاید "حکمتِ تسمیہ" کے مضمون کو غور سے پڑھا ہوگا، کہ تسمیہ میں کوئی تصوّر، کوئی حکمت اور کوئی فلسفہ ہوا کرتا ہے، بالفاظِ دیگر نام رکھنے کے پس منظر میں کسی امیّد کا ذکر ہوتا ہے، یا کوئی سعادت و بہتری مطلوب ہوتی ہے، اور اگر یہ کام ہادیٔ برحق کا ہے تو یقیناً اس میں اعلیٰ درجے کی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، چنانچہ رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جو پسندیدہ نام اپنے عاشقِ صادق کو دیا ہے، اس میں دینی کامیابی، طلوعِ نُور، دیدارِ اقدس اور روحانی سلطنت کی بشارت کیوں نہ ہو۔

۳۔ سلمانِ فارسی ارادۂ الٰہی کے مطابق نورِ نبوّت اور نورِ امامت کی ایک خصوصی پیداوار تھے، لہٰذا ان کی تاریخ میں جذبۂ دینداری اور اہلِ بیتِ اطہارؑ سے والہانہ محبّت کی درخشان مثال موجود ہے، ہمیں نظامِ ہدایت کے باطنی پہلو کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے کہ کس طرح سلمانِ فارسی کے دل میں تلاشِ حقیقت کا طوفانی شوق اُبھرا؟ وہ کون سی ہستی تھی جس نے شہرِ اصفہان کے ایک مجوسی (آتش پرست) فرزند کے دل و جان میں ایسی آتشِ عشق جلائی؟ یقیناً کوئی ایسا ہمہ گیر وسیلہ تھا، جس کو نورِ ہدایت کہنا چاہئے۔

۴۔ کتابِ "بخاری" حصّۂ اوّل کے شروع میں حدیثِ نبوی ہے:

وَاَحْیَانًا یَتَمَثَّلُ لِیَ الْمَلَکُ رَجُلاً۔ اور کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں میرے پاس آتا ہے (اور مجھ سے کلام کرتا ہے) اس ارشاد میں آپ دیکھتے ہیں آنحضرتؐ کے پاس بعض دفعہ جبرائیلؑ ایک مرد کی شکل میں وحی لے کر آتا تھا، لیکن عقل پوچھتی ہے کہ فرشتہ کس مرد کی صورت میں آتا تھا؟ اس کے جواب میں قانونِ روحانیت کہتا ہے کہ ویسے تو عظیم فرشتہ جملہ مومنین کا آئینۂ روح ہوا کرتا ہے، اس لئے اس کا ظہور ایک مشترکہ صورت میں ہوتا ہے، تاکہ وحدتِ ارواح کی حقیقت ظاہر

ہو جائے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جبرائیلؑ رسولِ کریمؐ کے پاس سلمانِ فارسی کی روحانی شکل میں آیا کرتا تھا، اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ظہور دحیۂ کلبی کی صورت میں ہوتا تھا، میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی تضاد نہیں، جبکہ روح القدس میں سب ہیں۔

۵۔ سُنن ابنِ ماجہ، جلدِ اوّل، باب ۱۱، حدیث ۱۴۹ میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَۃٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ قِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ھُمْ؟ قَالَ عَلِیٌّ مِّنْھُمْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلَاثًا وَّ اَبُوْذَرٍّ وَّسَلْمَانُ وَالْمِقْدَادُ۔

رسُول اللہ صلّی اللہ عَلیہِ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے چار شخصوں سے محبّت کرنے کا حکم دیا، اور یہ خبر دی ہے کہ وہ بھی ان سے محبّت رکھتا ہے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ وہ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: علی بھی ان میں سے ہے، اور یہ بات آپؐ نے تین بار فرمائی، اور ابو ذر، سلمان، اور مقداد ہیں۔

۶۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک تو ہوتا ہے خدا کا عام طور پر سب مومنوں سے محبت کرنا، اور دوسرا ہوتا ہے اس کا خاص طور پر چند سے محبت کرنا، چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں صرف چار ہستیوں سے اللہ تعالیٰ کی محبّت کا ذکر ہے، اس سے ظاہر ہوا کہ یہ خصوصی محبّت کی بات ہے، جس میں مولا علی صلوات اللہ علیہ کی شانِ ولایت تابان و درخشان ہے، اب آپ کو اس ارشادِ نبوی کی روشنی میں متعلقہ آیاتِ قرآنی کا بغور مطالعہ کرکے یہ دیکھنا ہے کہ خدا تعالیٰ کن لوگوں سے محبّت و دوستی کرتا ہے، آپ قرآن میں دیکھیں گے کہ پروردگارِ عالم ان حضرات سے محبّت کرتا ہے جو بحقیقت متّقی ہیں (۳: ۷۶) ان مومنین سے دوستی کرتا ہے جو اس کے رسولؐ کے فرمان بردار ہیں (۳: ۳۱)

ان بندوں کو چاہتا ہے جو نیکوکار ہیں (۳: ۱۳۴) خدا ان لوگوں کا دوست ہے جو عالی ہمت اور صابر ہوا کرتے ہیں (۳: ۱۴۶) خدا اور رسولؐ ان اشخاص سے محبت کرتے ہیں، جو مقامِ توکّل پر ہیں (۳: ۱۵۹) جو عادل ہیں (۵: ۴۲) اور جو پاک وصاف ہوا کرتے ہیں (۹: ۱۰۸)۔

۷۔ غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) میں سلمان فارسی کے بارے میں

رسولِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: سلمان مِنّا اھل البیت۔ سلمان ہم اہلِ بیت میں سے ہے۔ یہاں ہمیں کس طرح سوچنا چاہئے؟ کیا ایسے خاص موقع پر آقا اور غلام ایک دوسرے کے انتہائی قریب نظر نہیں آتے ہیں؟ آیا اس پُرحکمت حدیث کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سلمانِ فارسی جیتے جی نُور میں فنا ہو گئے تھے؟ وہ اپنی پاک و پاکیزہ روح کو (اس کیفیت میں جس میں کہ نہ مکان ہے نہ زمان) ازلی و ابدی طور پر اصل سے واصل دیکھتے تھے، اور یہ سب کچھ اس وجہ سے حاصل ہوا تھا کہ آپ کے دل میں ہمیشہ پیغمبرؐ اور امامؑ کا دریائے عشق موجزن رہتا تھا، آپ اپنے باطن میں ایک روشن دنیا تھے، آپ کے سینے میں علم وعرفان کے بیش بہا خزائن پوشیدہ تھے۔

۸۔ اس حدیثِ شریف میں، جو سلمانِ فارسی سے متعلق ارشاد ہے، یہ واضح اور قابلِ فہم مثال موجود ہے کہ اگر مومنین چاہیں تو عالی ہمّتی، سخت محنت، جان فشانی، جذبۂ قربانی، اور حقیقی محبّت سے کام لے کر نُور سے اپنا رشتہ جوڑ سکتے ہیں، یعنی وہ چشمِ باطن سے یہ دیکھ سکتے ہیں، کہ کس طرح ان کی انائے عُلوی ازلی طور پر اصل سے واصل و وابستہ رہی ہے، یہ کام اگرچہ مشکل ہے لیکن ناممکن ہرگز نہیں، جیسے قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے، جس میں اسی قانونِ دین سے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ترجمانی کی گئی ہے: فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

(۳۶:۱۴) پس جو کوئی میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے۔ یعنی جو شخص اس راہ پر گامزن ہوتا جائے، جس پر میں چلا ہوں، تو ایک دن اس کو یہ بھید بتحقیقت معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح وہ میرا روحانی اور نورانی فرزند ہے، پس یہ ایک حقیقت ہے کہ جو شخص چاہے تو سلمان کی طرح اپنا ازلی رشتۂ نور کے ساتھ جوڑ سکتا ہے، اور جو اس کے برعکس چاہے وہ کنعان (پسرِ نوح) کی طرح اس رشتے کو توڑ سکتا ہے۔

جاری ہے....

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ)
جمعہ ۳۰، نومبر ۲۰۰۱ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۲۹ - (SHORT COURSE-3)

از کتابِ میوۂ بہشت بعنوانِ سلمانِ فارسی : ۹ ۔ سوال: آنحضرتؐ نے سلمانِ فارسی کو کس معنیٰ میں اہلِ بیتِ اطہارؑ کے ایک فرد کا درجہ دیا؟ اس میں "بیت" سے کون سا گھر مراد ہے؟ آیا آیۂ تطہیر میں پنجتنِ پاک کے ساتھ سلمانِ فارسی کا بھی ذکر موجود ہے؟ کیا اس آیۂ مبارکہ میں جملہ آنے والے أئمّۂ ھُدا صلوات اللہ علیھم کا ذکر موجود ہے؟

جواب: پیغمبرِ خداؐ نے سلمان کو جس طرح اہلِ بیتِ پاک میں شامل کر لیا، اس کے معنی یہ ہیں کہ سلمانِ فارسی بوسیلۂ اطاعت و فرمانبرداری خانۂ نورانیت میں داخل ہو کر پنجتن کے ہمنشین ہو گئے تھے، یہاں بیت سے خانۂ نور و نورانیت مراد ہے، جی ہاں آیۂ تطہیر میں سلمان کا بھی ذکر ہے، ہر چند کہ ظاہراً عملِ کساء سے ایسا نہیں لگتا ہے، کیونکہ یہ کام محض ایک علامت کے طور پر تھا، اور ان حضرات کی تطہیر دراصل جُدا جُدا وقتوں میں فرداً فرداً ہوئی تھی، جی ہاں آیۂ تطہیر میں تمام پاک اماموں کا ذکر موجود ہے، کیونکہ بعد کا ہر امام بھی اسی خانۂ نور میں رہتا ہے جس میں پنجتنِ پاک رہتے تھے لہٰذا ہر امام پر اہلِ بیت کا اطلاق ہو جاتا ہے۔

۱۰ ۔ اگر دنیا کا کوئی بادشاہ کسی غریب سے دوستی کرنے لگتا ہے تو پھر

وہ شخص غریب نہیں رہتا، رفتہ رفتہ امیر بن جاتا ہے، چنانچہ جب یہ حقیقت ہے کہ خدا اور رسولؐ سلمانؓ سے محبّت کرتے تھے، اور ان کا نام حضرت سلیمانؑ کے نامِ مبارک پر رکھا گیا تھا، تو پھر اس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ اور اس کے پیغمبرؐ سلمان کو عالمِ شخصی میں سلیمان بنانا چاہتے تھے، اور خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے (۲۲: ۱۴)۔

۱۱۔ خدائے حکیم نے روحِ نباتی کی وجہ سے نباتات کو جمادات پر فوقیت دی ہے، روحِ حیوانی کے سبب سے جانوروں کو نباتات پر رفعت دی ہے، روحِ ناطقہ کی بدولت انسانوں کو حیوانات کا بادشاہ بنادیا، روحُ الایمان کے وسیلے سے مومنین کو لوگوں پر برتری دی، اور روحِ قدسی یا نور کے ذریعے سے حضراتِ انبیاء و ائمّہ علیہم السّلام کو مومنین پر فضیلت بخشی ہے، جیسا کہ فرمایا گیا ہے: اور ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو (روحانی) علم عطا فرمایا اور ان دونوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی (۲۷: ۱۵) اس ربّانی تعلیم میں، جو حکمت سے مملو ہے، آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مومنین پیغمبروں اور اماموں کے انتہائی قریب ہیں، اس معنیٰ میں کہ انبیاء و ائمّہ ان سے افضل ہیں، جبکہ اہلِ ایمان دنیا والوں سے افضل ہیں، جس طرح بنی اسرائیل سے اس کی مثال ملتی ہے (۲: ۴۷؛ ۲: ۱۲۲) کہ وہ اپنے وقت کے مومنین ہونے کی وجہ سے اہلِ جہان پر فضیلت رکھتے تھے۔

۱۲۔ سوال: جب حضرتِ سلیمانؑ حضرتِ داؤدؑ کے قائم مقام (جانشین) ہوگئے، تو انہوں نے دعوتِ حق کا اعلان اس طرح کیا: اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی کی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو ہر چیز سے دی گئی ہے (۲۷: ۱۶)

اس میں پوچھنا یہ ہے کہ آپؑ نے دینی دعوت میں اپنی سلطنت کو کیوں موضوع بنایا؟ لوگوں کو اس سے کیا تعلّق تھا؟ آیا پرندوں کی بولی کی کوئی تاویل ہے؟ انہوں نے "مجھ کو" کی جگہ "ہم کو" کیوں کہا؟ ہر چیز کا مطلب کُل کائنات ہے، سو کُل کائنات سے ان کو کیا دیا گیا تھا؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السّلام نے دعوت کا جو طریقہ اختیار کیا وہ منشائے الٰہی کے عین مطابق تھا، آپؑ تمام انبیاء و ائمہ علیہم السّلام اور مومنین کی روحانی بادشاہی کی جیتی جاگتی تصویر تھے، لہٰذا یہ امر بہت ہی ضروری تھا کہ لوگوں کو مملکتِ بہشت کا ذکر کر دیا جائے، جس سے لوگوں کا تعلّق ہے، پرندوں سے ارواحِ خلائق مراد ہیں، جن سے بہشتِ روحانیت میں گفتگو ہوتی ہے، اس کے علاوہ اس میں ظاہری پرندے بھی ہیں، اور "مجھ کو" کی جگہ "ہم کو" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپؑ اس روحانی سلطنت کے بیان میں تمام کامل انسانوں کی طرف سے نمائندگی کر رہے تھے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپؑ کے ساتھ حُدودِ دین تھے، اور ہر چیز سے یا کُلّ کائنات سے جو کچھ ان کو دیا گیا تھا، وہ عالمِ شخصی تھا، جو کُلّ عالم کی ایک زندہ تصویر کی حیثیت سے ہوتا ہے۔

۱۲۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے قصّۂ قرآن میں جہاں تمام حکمتوں کا مرکز ہے، اور جس سے یہ حکمتیں پھیل کر متعلقہ قصّے کو مکمّل کر دیتی ہیں، وہ مرکز یہ ہے: وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (اور ہم کو ہر چیز سے دی گئی ہے) اور باقی جو کچھ ہے وہ اسی کی وضاحت ہے، چنانچہ کُلّ شَیٔ کے معنی ہیں تمام عقلی، روحی، اور جسمی چیزوں کا مجموعہ، یعنی پوری کائنات جس کی عقل، جان، اور جسم ہے، اور مِنْ كُلِّ شَيْءٍ کا مطلب ہے اس کائنات کی ایک لطیف زندہ تصویر، یعنی عالمِ شخصی، جس میں سب کچھ ہے، اور یہ حقیقت وہی ہے جو سورۂ یاسین (۳۶ : ۱۲) میں

امامِ مبین کے بارے میں مذکور ہے، مطلب یہ ہے کہ حضرتِ سلیمانؑ امام تھے، لہٰذا ان کی ذات میں کائنات و موجودات کی لطیف صورت سے عالمِ شخصی بنایا گیا تھا۔

۱۴۔ سوال: وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ (۱۷:۲۷) اور سلیمان کے لئے ان کے لشکر جمع کئے گئے تھے، جو جنات اور انسانوں اور پرندوں میں سے تھے اور وہ مکمّل ضبط میں لائے جاتے تھے۔ آپ اکثر کہتے ہیں کہ قرآنی الفاظ کے آپس میں معنوی ربط و رشتہ ہوا کرتا ہے، تو بتایئے کہ اس آیۂ مقدّسہ میں جس طرح لفظ "حشر" آیا ہے، اور جیسے قرآنِ پاک کے بہت سے مقامات پر قیامت کا ایک نام "حشر" ہے ان دونوں کے درمیان کیا مناسبت ہے؟ سلیمان علیہ السّلام کے یہ لشکر کہاں سے جمع کئے گئے؟ یُوْزَعُوْن کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

جواب: ان دونوں لفظوں کے درمیان انتہائی ربط و رشتہ یہ ہے کہ یہ لفظاً و معناً ایک ہی ہے کیونکہ یہ حضرت سلیمانؑ کی ذاتی قیامت کا واقعہ ہے، جس میں روحانی طور پر آپؑ کے لشکر بصورتِ ذرّات جمع ہو گئے، یہ ذرّات خلائق میں پوشیدہ تھے، قرآنِ حکیم میں یہ لفظ (حشر) اپنی مختلف شکلوں میں کُل ۴۳ بار آیا ہے، اور ہر مقام پر قیامت ہی کے معنی میں ہے، یہاں تک کہ قصّۂ فرعون میں جہاں جہاں لفظ "حشر" استعمال ہوا ہے، وہ بھی حضرت موسیٰؑ کی انفرادی اور شعوری قیامت کی بات ہے، جس میں ساحروں کو شکست ہوئی تھی، یُوْزَعُوْن میں کئی معنی جمع ہیں، جیسے منظّم کرنا، ترتیب دینا، کنٹرول کرنا، وغیرہ، کیونکہ جب انسانِ کامل کی روحانیت میں صور بجنے لگتا ہے تو اس کی انفرادی قیامت برپا ہو جاتی ہے، اور اس کے لشکر جنّوں اور پرندوں (یعنی

فرشتوں) میں سے جمع ہو کر روحانی جہاد کی پوزیشن لیتے ہیں، تاکہ خدا کا دین ادیانِ عالم پر غالب ہو (۹: ۳۳؛ ۴۸: ۲۸؛ ۶۱: ۹)۔

۱۵۔ سوال: یہ ہمارے نزدیک بہت ہی عجیب بات ہے کہ آپ نے روحانی جہاد کا تصوّر پیش کیا، کیا آپ اس سلسلے میں ہمیں کچھ مثالوں اور دلیلوں سے مزید سمجھا سکتے ہیں کہ یہ جہاد کس طرح ہے؟

جواب: قرآنِ حکیم میں جابجا باطنی اور روحانی جہاد کا ذکر موجود ہے، یہ مقدّس جنگ ظہورِ اسلام سے پہلے بھی تھی، زمانۂ نبوّت میں بھی اور اب بھی ہے، مگر یہاں یہ بات یاد رہے کہ جہاد ظاہراً و باطناً پیغمبرِ خدا[ص] اور امامِ برحق[ع] کے ذریعے سے ہو سکتا ہے، چنانچہ قرآنِ پاک میں جہاں جہاں خدائی لشکر یا آسمانی جنگ کا ذکر کیا گیا ہے، وہاں اسی روحانی جہاد کی نشاندہی کی گئی ہے، جیسے سورۂ فتح (۴۸: ۴، ۷) میں ارشاد ہے: وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ سماوی لشکر فرشتے ہیں، اور ارضی لشکر جنّ و انس ہیں، اور کسی بادشاہ یا حکومت کی فوج جنگی مقصد کے سوا نہیں ہوتی، اسی طرح سورۂ صافات (۳۷: ۱۷۱-۱۷۳) میں فرمایا گیا ہے: اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جائیں گے اور (ہر بار) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے، اس کے علاوہ سورۂ مائدہ (۵: ۵۶) میں حِزْبُ اللّٰهِ (خدا کا گروہ) کے معنی میں لشکرِ خدا کے غالب و فاتح ہونے کا بیان ہے، اسی سورہ (۵: ۵۴) میں ایک ایسی قوم کے آنے کی بشارت ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، وہ مومنین پر مہربان ہوں گے اور کافروں پر سخت گیر ہوں گے وہ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے (۵: ۵۴) اس حکم میں آپ واضح

طور پر دیکھ رہے ہیں کہ جن کے ظہورِ روحانی کی خوشخبری دی گئی ہے وہ لوگ دنیائے ظاہر کے مسلمین و مومنین سے افضل ہیں، جبکہ وہ اہلِ ایمان پر بڑے نرم دل اور مہربان ہیں، اور جہاد کرنے والے ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ یہ روحانی لشکر ہی ہیں، جو ہر زمانے میں نورِ ہدایت کے تحت اپنا حربی عمل انجام دیتے رہتے ہیں، اس سلسلے کے قرآنی حوالے بہت زیادہ ہیں، لہٰذا روحانی جہاد پر کوئی الگ مضمون ہونا چاہئے۔

جاری ہے.....

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
جمعہ ۳۰، نومبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۳۰ - (SHORT COURSE-4)

کتاب میوۂ بہشت بعنوانِ سلمانِ فارسی: ۱۶- سوال: سورۂ نسائ کے ایک ارشاد (۴: ۶۹) میں یقیناً درجہ وار پیغمبروں، صدّیقوں، شہیدوں، اور صالحوں کے بعد فرمانبردار مومنین کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس سے صاف طور پر ظاہر ہوجاتا ہے کہ صالحین عام مومنین سے آگے ہیں، ان سے شہداء آگے ہیں، شہیدوں سے صدّیقین آگے ہیں، ان سے انبیاء آگے ہیں، لیکن مراتب کے اس تعیّن کے باوجود اس کی کیا وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السّلام جسمانی زندگی کے اختتام پر صالحین یعنی نیکوکاروں میں داخل ہوجانا چاہتے تھے؟ جیسے حضرتِ سلیمانؑ نے اس مقصد کے لئے دُعا کی (۲۷: ۱۹) آپ قرآنِ حکیم میں دیکھیں: (۲: ۱۳۰؛ ۱۲: ۱۰۱؛ ۱۶: ۱۲۲؛ ۲۶: ۸۳؛ ۲۹: ۹؛ ۲۹: ۲۷)۔

جواب: بے شک آیۂ کریمہ (۴: ۶۹) میں جس ترتیب سے درجاتِ جسمانی کا ذکر فرمایا گیا ہے، وہ حقیقت ہے، کیونکہ اس میں سب سے پہلے ناطقوں (نبیّین) کا ذکر ہے، پھر اساسوں (صدّیقین) کا، پھر اماموں (شہداء) کا، اور اس کے بعد ابواب (صالحین) کا ذکر ہے، اور یہاں یہ بھی یاد رہے کہ ہر ناطق کا باب اساس ہوتا ہے، ہر اساس کا باب امام ہوتا ہے، اور ہر امام کے لئے باب اس کا وہ فرزند ہوتا ہے جو تختِ امامت کا وارث ہو، سو اس کے معنی

یہ ہیں کہ حضرتِ سلیمانؑ اور دوسرے تمام حضراتِ انبیاء و ائمہ اپنے اپنے باب (صالح) میں زندہ رہنا چاہتے تھے، تاکہ صالحین یعنی نیکوکاروں کا جو سب سے آخری مقصد ہے، اس کے حصول کے لئے عمل کیا جائے۔

سورۂ شعراء (۲۶: ۸۳-۸۴) میں ہے کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام نے اس طرح دُعا کی: اے میرے پروردگار مجھ کو ایک حکم (یعنی "امرِ کُنْ" کی شناخت) عطا فرما اور مجھ کو صالحین (یعنی میرے اساس = باب) سے ملادے اور میرے لئے آئندہ آنے والوں (یعنی نورِ نبوّت و نورِ امامت) میں زبانِ صدق مقرّر فرما۔ اس سے یہ حقیقت عیاں ہوجاتی ہے کہ حضرتِ ابراہیمؑ بحکمِ خدا اپنے نور کو باب یعنی حضرت اسماعیلؑ (جو اساس تھے) میں منتقل کر دینا چاہتے تھے، تاکہ نور اسی طرح سلسلۂ صالحین یعنی آئندہ ابواب سے وابستہ رہے۔

۱۷۔ سوال: باب کی اتنی بڑی اہمیت کیوں ہے کہ اس کو صالح کا ٹائٹل دیا گیا ہے؟ اور کیوں ایسا ہے کہ ہر ناطق ہر اساس اور ہر امام اپنے باب میں داخل ہو جاتا ہے؟

جواب: باب کی بہت بڑی اہمیّت اس وجہ سے ہے کہ ناطق کا سارا نورانی عمل اساس کی ذات میں واقع ہوتا ہے، جو ناطق کے لئے باب (دروازہ) ہے، اساس کا نور امام میں کام کرتا ہے جو اساس کا باب ہے، اور اسی طرح امام کا نور بھی اپنے اس فرزند میں کام کرتا ہے جو امام کے بابِ اقدس کا درجہ رکھتا ہے اور بعد میں امام مقرّر ہونے والا ہے، ان تینوں صورتوں میں "نورِ فعّال" باب کی مبارک ذات میں ہوا کرتا ہے، جس میں دنیا اور اہلِ دنیا کی صلاح و فلاح پوشیدہ ہے، لہٰذا سلسلۂ ابواب کو صالحین کہا گیا ہے، کہ سب سے زیادہ روحانی حرکت باب میں پائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ جن معنوں میں اس وسیع و عریض کائنات کو دستِ قدرت میں لپیٹ لیتا ہے، اس میں بہت سے حکیمانہ اشارے ہیں، چنانچہ وہ اس میں ہر قسم کی بعید چیزوں کو قریب لاتا ہے، وہ ازل و ابد کو یکجا کر کے دکھاتا ہے، ماضی (جس کا اگلا سرا زمانۂ آدمؑ ہے) کو لوٹا کر زمانۂ حال میں مرکوز کر دیتا ہے، اور مستقبلِ بعید کو اجتماعی قیامت سمیت کھینچ کر انفرادی روحانیت میں سما دیتا ہے، اور اگر ہم مانتے ہیں کہ یہ ایک قرآنی حقیقت ہے، تو چلئے اسی قانون کے مطابق یہ بھی مانیں کہ یہ سب کچھ "نُورٌ عَلٰی نُورٍ" (۲۴: ۳۵) کے مقام پر واقع ہوتا ہے، یعنی روح و روحانیت کی اس منزل میں، جہاں (ناطقؑ یا اساسؑ یا) امامؑ اور باب دو دریاؤں کی طرح باہم مل جاتے ہیں، (۱۸: ۶۰-۶۱)۔

۱۸۔ سوال: قصۂ سلیمانؑ (۲۷: ۳۴) میں ایک امکانی فساد کا بھی ذکر ہے تو پیغمبر اور امام جیسی مبارک ہستی کے عمل میں کیوں فساد ہونا چاہیئے؟ کیا آپ اس بارے میں ہمیں کچھ سمجھا سکتے ہیں یا کوئی حکمت بیان کر سکتے ہیں؟

جواب: فساد (خرابی، بگاڑ) دو قسم کا ہوتا ہے، ایک فساد برائے تخریب ہے، اور دوسرا فساد برائے تعمیر، اگر حضرت سلیمان علیہ السلام ظاہری جہاد کی غرض سے شہرِ سبا پر حملہ آور ہو جاتے تو یقیناً وہاں فساد اور بگاڑ ہو جاتا، لیکن ہمیں عقل کی روشنی میں اس بات کا فیصلہ دینا ہوگا کہ ایسا کرنا جائز تھا یا نہیں؟ ملکۂ سبا کا یہ کہنا کہ "جب ملوک (آئمہ) کسی شہر میں داخل ہو جاتے ہیں تو اس کو خراب کرتے ہیں"، یہ بات ظاہراً بالکل درست ہے کہ یاجوج و ماجوج (۱۸: ۹۴؛ ۲۱: ۹۶) جو امامِ عالی مقامؑ کے لشکر میں سے ہیں، ہر مناسب قریۂ ہستی کو تعمیرِ نَو کے پیشِ نظر زیر و زبر کر دیتے ہیں، لیکن اگر خودی کے بُت کو توڑنے سے خدا مل جاتا ہے، تو پھر اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۱۹۔ اس میں بہت بڑی حکمت ہے کہ قرآنِ حکیم نے کسی بھی کافر حکمران کو بادشاہ (مَلِكٌ) نہیں کہا، کیونکہ مَلِک خدا تعالیٰ ہے، اور اس کی جانب سے امام مَلِک ہے، اگر دوسروں کے بقول کسی باطل شخص کو مَلِک کہنا مناسب ہوتا تو سب سے پہلے اس کا اطلاق فرعون پر ہوتا، کیونکہ قرآنِ پاک میں اس کا ایک طویل قصہ آتا ہے، مگر ایسا نہیں ہے، کیونکہ خداوندِ تعالیٰ کا کلام قانون ہے، لہٰذا وہ واحد و قہار اپنے قانون سے کسی کافر کی ناجائز حکومت کی توثیق کرنا نہیں چاہتا۔

۲۰۔ سلمانِ فارسی سے متعلق موضوع میں انبیائے قرآن کی عظیم حکمتوں کو بیان کرنا یہ خود سلمان کی روحانی اور علمی عظمت و بزرگی کا ایک بیّن ثبوت ہے، لہٰذا آیئے ہم ایک بہت بڑی نعمت کی شناخت کر لیتے ہیں، وہ سِرِّ عظیم (بڑا بھید) سورۂ انبیاء (۲۱: ۸۰) کے اس مبارک ارشاد میں پوشیدہ ہے: اور ہم نے اس (یعنی داؤدؑ) کو ایک قسم کا لباس بنانے کی کاریگری سکھائی تمہارے لئے تاکہ وہ (لباس) تم کو تمہاری لڑائی سے بچائے پس کیا تم شکر کرنے والے ہو؟ یہ کونسی صنعت (کاریگری) تھی، جو خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا؟ آیا یہ زرہ بنانے کی کاریگری تھی؟ آپ اچھی طرح سے سوچ لیں۔

اس ربّانی تعلیم میں جیسا کہ حکیمانہ خطاب فرمایا گیا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ یہ احسان ہر زمانے کے لئے ہے، اور جس نعمت کا یہاں ذکر ہوا ہے، وہ ایسی نہیں کہ دنیائے ظاہر کی مادّی ترقّی اس کی اہمیّت، اور قدر و قیمت کو کم کر سکے، پس ایسا لباس جو خدا کے بندوں کو جسمانی، روحانی، اور عقلی ہر گونہ جنگوں سے بچا سکتا ہے جسمِ لطیف ہے، اور یہی اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے، اسی لئے شکر کرنے کا حکم دیا گیا۔

تاریخِ امامت کا مطالعہ حضرت آدمؑ سے شروع کر کے دیکھیں تو معلوم

ہو جائے گا کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ یکے بعد دیگرے مرتبۂ امامت پر فائز ہو گئے تھے، چنانچہ یہ لباس آپ جب بھی دیکھ سکیں امامِ عالی مقام کا سب سے بڑا معجزہ ہوگا، اور جیسا کہ مذکورہ آیت سے ظاہر ہے کہ امامِ برحق کی یہ صنعت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

۲۱۔ قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ جسمِ لطیف کا ذکر موجود ہے، اگر صرف روحانی جہاد کی مناسبت سے اس کا بیان مقصود ہے تو ہر ایسی آیت میں ذرا غور کریں جس میں جنگی الفاظ میں سے کوئی لفظ مذکور ہو، جیسے فرمایا گیا ہے: اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے (۴۸ : ۲۰) اس میں فلکی جسم اور روحانی جہاد کے نتیجے میں دنیا کو فتح کر لینے کی بات ہے، اسی طرح سورۂ حدید (۵۷ : ۲۵) میں (لوہا) سے یہی کوکبی جسم مراد ہے، سورۂ نحل (۱۶ : ۸۱) میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ سرابیل (کُرتے) اجسامِ لطیف ہیں، خود قصۂ سلیمانؑ میں سارے لشکر اسی جسمِ لطیف کے ذرّات ہیں (۲۷ : ۱۷) عفریتِ جنّی (۲۷ : ۳۹) اور وہ شخص جو کتابِ کائنات کی روحانی سائنس جانتا تھا (۲۷ : ۴۰) یہی زندہ جسمِ لطیف تھا، یاجوج و ماجوج کا ذکر ہو چکا ہے، یاد رہے کہ جسمِ لطیف کا ذکر ان لفظوں میں بھی ہے جو فرشتوں سے متعلق ہیں۔

غلامِ غلامانِ امامِ زمان
نصیر الدّین نصیر ہونزائی
یکم مارچ ۱۹۸۵ء

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
اتوار ۲ دسمبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قلب ۔ فؤاد ۔ دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۳۱ ۔ (SHORT COURSE-5)

کتاب عملی تصوّف اور روحانی سائنس و روحانی سائنس کے عجائب و غرائب کا ایک انتہائی اہم مضمون معجزۂ نوافل قسطِ اوّل، صہ ۵۴ - ۵۶:۔

اہلِ ایمان کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ دینِ فطرت (اسلام) کی عظیم تر نعمتوں کو سمجھیں اور علم و عمل سے انہیں حاصل کریں، جو لوگ رحمتِ عالمؐ کی روشن تعلیمات سے حقیقی معنوں میں فیضیاب ہوتے ہیں، وہ فی الواقع بڑے خوش نصیب ہیں، آپؐ کے نورِ ظاہر و باطن کی ہدایات میں احادیثِ قدسی بھی ہیں، جیسا کہ حدیثِ نوافل کا ارشاد ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے، اور میرا بندہ میری طرف سے فرض کی ہوئی ان چیزوں سے جو مجھے پسندیدہ ہیں، میرا قرب نہیں حاصل کر سکتا، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (صحیح البخاری

جلدِ سوم، کتابُ الرّقاق، باب ۔۸۴۴۔ تواضع)۔

(۱) اہلِ دانش کے لئے اس حدیثِ قدسی میں علم ومعرفت کا وہ بیمثال اورلازوال خزانہ ہے جسے خداوندِ عالم نے کائناتِ علم وحکمت کو سمیٹ کر بنایا ہے، یہ گنجِ اسرار ایسا نہیں جو وضاحت کرنے سے ختم ہو جائے، اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ خدا کے ولی سے دشمنی بدبختی اور باعثِ ہلاکت ہے، اگر کسی کو اس سے دوستی ہے تو یقیناً اس میں اللہ کی خوشنودی ہے۔

(۲) بے شک دینِ اسلام میں فرائض کے ساتھ اور فرائض کے بعد نوافل ہیں، جن کے ذریعے رفتہ رفتہ قربِ الٰہی کی منزلیں طے ہو جاتی ہیں، آسمانی محبت یکطرفہ ہرگز نہیں، جب تک ہم اس مقدّس محبّت کو عشقِ سماوی نہ کہیں تو مزہ نہیں آئے گا، عشقِ الٰہی، عشقِ رسولؐ اور عشقِ ولی کی تعریف کوئی عاشق بھی نہیں کر سکتا ہے۔

(۳) اس حدیثِ قدسی کا حکیمانہ مضمون ہے: فنا فی الولی، فنا فی الرّسولؐ، فنا فی اللہ، اس بے مثال اور انتہائی عظیم عمل کے بغیر قربِ خداوندی کی اصل صورت نہیں بنتی ہے، اگر عام طور پر سوچا جائے تو کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں خدا نہ ہو، وہ تو ہر آدمی کے لئے رگِ جان سے بھی قریب تر ہے، پھر اس قربِ خاص کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ فنا، فنا، فنا۔

(۴) خدا اپنے عاشقوں کا کان بن جاتا ہے: عاشقانِ الٰہی جن کے کان میں خدا تعالیٰ کا ظہور یا نور ہو، وہ کیسے کیسے عظیم بھیدوں کو سنتے ہوں گے؟ کیا ایسے میں بھی تسخیرِ کائنات کے اسرار سنائے نہیں جائیں گے؟ آپ خود غور کر کے بتائیں کہ وہ کون کون سی آوازوں کو نہیں سنتے ہوں گے؟ وہ "فنا فی اللہ اور بقا باللہ" کے اعلیٰ معنی میں جیتے جی مر کر زندہ ہو گئے ہیں، اس لئے انہوں

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نے ذاتی قیامت سے بیشمار اسرار کو سنا اور دیکھا ہوگا؟ یقیناً انہوں نے ذاتِ کائنات کے بہت سے روشن معجزات کو دیکھا ہوگا؟

(۵) خدا اپنے عاشقوں کی آنکھ بن جاتا ہے: یعنی ربِّ کریم اپنے خاص بندوں کی عین الیقین اور چشمِ بصیرت بن جاتا ہے تاکہ وہ ان تمام اسرارِ باطن کا مشاہدہ کر سکیں جو ہر گونہ معرفت سے متعلق ہیں، یہ بڑا عجیب وغریب انقلابی تصوّر ہے، اس مقصدِ عالی اور نعمتِ عظمیٰ کے حصول کے لئے جانوں کی روحانی قربانی درکار ہے، اور اگر ہم اس گنجِ گرانمایہ کی طلب سے غافل رہتے ہیں تو یہ ہماری بہت بڑی نادانی ہوگی، الغرض حدیثِ نوافل کے مژدۂ جانفزا سے سالکینِ دینِ مبین کو زبردست حوصلہ ملتا ہے۔

(۶) خدا اپنے عاشقوں کا ہاتھ بن جاتا ہے: اس حدیثِ قدسی سے انتہائی عظیم اسرار کی شکر گزاری اور قدردانی نہ ہونے کا ڈر رہتا ہے، کیونکہ یہ جملہ احوال وہ ہیں جو فنا فی اللہ و بقا باللہ کے بعد عارفِ کامل کے سامنے آتے ہیں، جیسے گوہرِ مقصود کو ہاتھ میں لینا اور افعالِ قدرت کا مظاہرہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(۷) خدا اپنے عاشقوں کا پاؤں بن جاتا ہے: یعنی وہ پاؤں جو کعبۂ روحانی اور قبلۂ عقلانی تک چل سکتا ہے، وہ کامیاب ذکرِ خفی اور ذکرِ قلبی ہے وہ اسمِ اعظم کا سب سے بڑا معجزہ ہے، وہ تمام ستاروں پر جسمِ لطیف کی سیّاحت ہے، وہ عالمِ شخصی میں چلنا پھرنا ہے، اور وہ جنّت کی سیر ہے۔

(۸) معجزۂ نوافل سُنّتِ الٰہی کے مطابق ہے، لہٰذا یہ ہمیشہ اس جہان میں جاری و ساری ہے، کیونکہ یہ امر محال ہے کہ خورشیدِ انور کی شعاعیں کبھی کائنات میں برستی رہیں اور کبھی بند ہو جائیں، اب اس بیان کے بعد روحانی سائنس کے

موضوع پر بیحد روشنی پڑتی ہے، اور بڑی جرأت مندی سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے تمام مسلم ممالک میں روحانی سائنس پر ریسرچ سے متعلق ادارے قائم کئے جائیں، تاکہ اس کوشش سے مستقبل میں بڑے بڑے مسلم سائنسدان پیدا ہو جائیں، اور وہی دانشمند ظاہری و باطنی حکمت (سائنس) کی روشنی میں یہ ثابت کر سکیں کہ مادّی سائنس کی بنیاد میں خدا کی ہستی سے انکار کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی
کراچی
۲۸، جنوری ۱۹۹۷ء

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
پیر ۳، دسمبر ۲۰۰۱ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ISW
LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۳۲ - (SHORT COURSE-6)

بحوالۂ کتاب عملی تصوّف اور روحانی سائنس و روحانی سائنس کے عجائب و غرائب، معجزۂ نوافل قسطِ دوم، صہ ۵۷-۵۹:۔

نفل: وہ عبادت جو فرض نہ ہو، وہ نماز جو فرض، واجب اور سنّت کے علاوہ پڑھی جائے، زائد عبادت جو شکرانہ کے طور پر ادا کی جائے، جمع: نوافل، ر۔

حدیثِ نوافل میں ایک خاص اشارہ ذکرِ الٰہی کی طرف بھی ہے، کیونکہ قرآن و حدیث میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بابرکت یاد کا بیان کثرت سے آیا ہے، یقیناً خدائے بزرگ و برتر کے اسمِ بزرگ میں نور اور سرور کا سرچشمہ پنہان ہے، جس سے ہر مومن اپنے علم و عمل کے مطابق فائدہ حاصل کر سکتا ہے، اور حکمت اسی میں ہے کہ آپ ہر لحظہ حضرتِ رب کو یاد کرتے رہیں، اور ہرگز ہرگز غافلوں میں سے نہ ہو جائیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی سُنّت (عادت) ہمیشہ ایک ہی ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں، صراطِ مستقیم ایک ہی ہے، اور جن حضرات نے اس پر چل کر نمونہ دکھایا (۴: ۶۹) وہ بھی اس راہ کی روحانیت اور معرفت میں ایک ہی ہیں، اور معجزۂ نوافل کا خاص تعلّق بھی انبیاء و اولیاء علیہم السلام ہی سے ہے، کیونکہ وہی حضرات پیش رو اور رہنما ہیں لیکن پھر بھی راہِ مستقیم پر چلنے والوں کے لئے ربّ العٰلمین کے کیسے کیسے عظیم انعامات ہیں کہ پیشرو آگے آگے اور پیرو ان کے پیچھے پیچھے

روحانی معجزات کا مشاہدہ کرتے ہوئے منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ہیں۔

(۲) سورۂ فاتحہ کی پُرحکمت تعلیمات میں غور سے دیکھیں: ہم کو سیدھے رستے چلا، ان لوگوں کے رستے جن پر تُو اپنا فضل و کرم کرتا رہا (۱:۵-۶) یہ خاص الخاص دعا اللہ نے اپنے بندوں کو سکھا دی ہے، جس میں نہ صرف انبیاء و اولیاء کی پیروی اور روحانی ترقی مطلوب ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام روحانی نعمتیں (از قسمِ مشاہداتِ اسرار) بھی مقصود ہیں جو ان حضرات کو حاصل تھیں۔

(۳) اے عزیزان! یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ فنا فی اللہ کا اصل راز جذبِ دیدار ہے، اس لئے جب کسی سالک کو انتہائی قرب کا درجہ حاصل ہوتا ہے، تو وہ فوراً ہی فنا فی اللہ ہو جاتا ہے، چنانچہ حدیثِ نوافل میں بالآخر انتہائی قرب یعنی فنا فی اللہ و بقا باللہ کا تذکرہ ہے، اسی وجہ سے ہم معجزۂ نوافل کے عنوان سے کچھ حقائق و معارف بیان کرنے کی جسارت کر رہے ہیں تاکہ روحانی سائنس کے تصوّر کو زیادہ سے زیادہ تقویت حاصل ہو سکے۔

(۴) شاید لوگوں کو یہ گمان ہو کہ "فنا فی اللہ" اس دنیا میں کسی بشر کے لئے ممکن ہی نہیں، ایسا خیال اس وجہ سے آتا ہوگا کہ عوام کی نظر ہمیشہ ظاہر اور جسم ہی پر رہتی ہے، وہ روح کے باطنی احوال کو دیکھ نہیں سکتے ہیں، اور ان کو کوئی گلہ بھی نہیں ہے، کیونکہ خود شناسی اور خداشناسی انتہائی مشکل کام ہے، لیکن ایسا بھی نہیں کہ اس بہت بڑی کمی کے لئے کوئی چارۂ کار نہ ہو، جاننا چاہئے کہ یقین (معرفت) مرحلہ وار ہے، جیسے علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین، پس ہر شخص کو اوّل اوّل علم الیقین سے وابستہ ہو جانا چاہئے۔

(۵) قرآنِ حکیم کی ایسی آیاتِ کریمہ میں "فنا فی اللہ" کا ذکرِ جمیل زیادہ نمایاں ہے جن میں وجہ اللہ اور لِقاء اللہ یا لِقاءِ ربّ جیسے پاک و مبارک الفاظ آئے

ہیں، کیونکہ فنا کا اصل راز جذبِ دیدارِ پاک ہی ہے، اس کے بعد بھی کوئی آیۂ مقدسہ ایسی نہیں جس کی حکیمانہ ہدایت منزلِ مقصود کی طرف نہ جاتی ہو، اور وہ پاک منزل خداوندِ عالم ہی ہے اور اس کا دیدارِ اقدس، جس میں جذبِ دیدار ہے، آپ نے دیکھا کہ قرآنِ عظیم میں کس طرح ہر چیز کا بیان ہو سکتا ہے۔

(۶) میں سمجھتا ہوں کہ یہ روحانی سائنس ہی کا ذریعہ اور سلسلہ ہے کہ اگر حضرتِ خالق کی ملاقات کے اسرار معلوم ہو سکتے ہیں تو مخلوق (کائنات) کے ضروری بھید کیوں معلوم نہیں ہو سکتے؟ یقیناً دوستانِ خدا نورِ معرفت کی روشنی میں روحانی سائنس کے عجائب و غرائب کو بیان کر سکتے ہیں۔

(۷) انسان (بوسیلۂ مرشدِ کامل) کارخانۂ قدرت بھی ہے اور آئینۂ حسن و جمالِ الٰہی بھی، قادرِ مطلق عالمِ شخصی کے کارخانے میں ہمیشہ کے لئے کائناتیں بناتا ہے، ہر کائنات ایک عظیم فرشتے کی صورت میں زندہ اور عاقل ہوا کرتی ہے، اور وہ انسانِ لطیف بھی ہے، نیز وہ اس موجودہ کائنات کی جان بھی ہے، کیونکہ کائنات ہی خام مال کے طور پر اس کارخانے میں استعمال ہوتی رہتی ہے، اور یہ عملِ تجدّد کا سلسلۂ لاابتداء ولاانتہاء ہے۔

اب آپ یہ بتائیں کہ کائنات زندہ اور باشعور ہے یا نہیں؟ اگر یہ سچ مچ زندہ و عاقل آدمی کی طرح ہے تو یہ خدا ہی کی تعریف ہے کہ اسی نے ایسا عجیب و غریب عالم بنایا ہے، پھر مادّی سائنس کے ان نظریات کو ردّ کرنا ہوگا، جن سے وجودِ باری تعالیٰ کی نفی کی بُو آرہی ہے۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی فرسٹ ہیڈ کوارٹر کراچی

جمعرات ۲۰، رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ ۳۰، جنوری ۱۹۹۷ء

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی) جمعہ ۷، دسمبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط : ۳۳ - (SHORT COURSE-7)

بحوالہ کتاب عملی تصوّف اور روحانی سائنس بعنوانِ روحانی سائنس کے عجائب و غرائب، قسطِ اوّل، ص ۱۴۱ - ۱۴۵:

آج سے تقریباً چودہ سو (۱۴۰۰) سال قبل قرآن پاک نے بڑے واضح الفاظ میں یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ لوگوں کو آفاق اور انفس میں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھانے کا سلسلہ شروع کرے گا (۴۱ : ۵۳) چنانچہ ہم کسی شک کے بغیر یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کی وہ نشانیاں یا عجائب و غرائب آج مادّی سائنس اور اس کے ایجادات کی شکل میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہیں، اور قدرتِ خدا کی یہی نشانیاں کل بحیثیتِ روحانی سائنس عالمِ شخصی میں اپنا انتہائی حیرت انگیز کام کرنے والی ہیں۔

اگر قادرِ مطلق کی ظاہری و مادّی نشانیوں کو سائنس کا نام دیا جاسکتا ہے تو یقیناً اس کی باطنی و روحانی نشانیوں کو روحانی سائنس کہا جاسکتا ہے، کیونکہ آفاق و انفس اور ان میں ظہور پذیر ہونے والی آیات سب کی سب خدا ہی کی ہیں، تاہم ان آیات اور اس سائنس کی بہت بڑی اہمیت و فضیلت ہوگی، جس کے حیران کن معجزات عالمِ شخصی میں رونما ہونے والے ہیں، کیونکہ انسان کا مرتبہ تمام کائنات و موجودات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

روحانی سائنس کے عظیم الشّان ظہور سے متعلق قرآنِ حکیم کی یہ پُرحکمت پیشگوئی عوام النّاس اور اکثریت کی نسبت سے فرمائی گئی ہے، ورنہ حضراتِ انبیا و اولیا علیہم السّلام اور عارفین و کاملین کے نزدیک روحانی سائنس انسانی تاریخ کی ابتدا ہی سے اپنا کام کرتی چلی آئی ہے، جسکی مثالیں کتبِ سماوی میں بکثرت ملتی ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ روحانی ترقی کی بدولت روحِ اعظم کے عظیم اسرار سے ہمیشہ استفادہ کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ خواجہ حافظ کا یہ مشہور شعر ہے:۔

فیضِ رُوح القدس ار باز مدد فرماید
دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

ترجمہ: روحُ القدس کا فیض اگر پھر سے مدد فرمائے، تو دوسرے لوگ بھی ایسے معجزے کریں گے جیسے حضرتِ عیسٰی علیہ السّلام کرتے تھے۔

اگر آج مجھ ایسا ناچیز عام آدمی روحانی سائنس کے بھیدوں سے بحث کر رہا ہو تو ضروری طور پر آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اب وہ بابرکت زمانہ آرہا ہے جس میں مذکورۂ بالا قرآنی پیش گوئی کے مطابق خاص روحانی سائنس عوام کی خاطر عام ہونے والی ہے تاکہ حقیقی معنوں میں عالمِ انسانیت کی مادّی، اخلاقی، اور روحانی ترقی ہوسکے، جی ہاں، یقیناً یہ بات زرِ خالص کی طرح صاف اور سچ ہے کہ جب تک روحانی سائنس کا عظیم الشّان انقلاب نہ آجائے تب تک دنیا والوں کے یہ تمام سخت پیچیدہ مسائل ختم نہیں ہوسکتے ہیں، اور نہ ہی سیّارۂ زمین کی غربت و جہالت کا خاتمہ ہوسکتا ہے، کیونکہ صرف روحانی سائنس ہی ہے جس میں پروردگارِ عالمین نے تمام لوگوں کے لئے بیحد و بے حساب علمی برکتیں رکھی ہیں جس کی ایک روشن مثال مادّی سائنس ہے جس کی وجہ سے دنیا کی ظاہری ترقّی ہوئی ہے۔

خدائے بزرگ و برتر نے ارض و سماء کی جملہ اشیاء کو انسان کے لئے بحدِّ فعل

یا بحدّ ِ قوّت مسخّر بنا دیا ہے، اس عظیم ترین احسان کا ذکر قرآنِ پاک کی متعدد آیاتِ کریمہ میں آیا ہے، اس ربّانی تعلیم میں ظاہری و باطنی دونوں قسم کی سائنس کی طرف بھرپور توجہ دلائی گئی ہے، اب ہم سطورِ ذیل میں روحانی سائنس کی بعض ایسی اہم اور عجیب و غریب چیزوں کا ذکر کر دیتے ہیں جن کا کسی ادارے کو مشاہدہ اور کسی حد تک تجربہ ہو چکا ہے۔

سب سے پہلے اس بے مثال حقیقت کی تصدیق کی جاتی ہے کہ انسان نہ صرف عالمِ شخصی (عالمِ صغیر) ہی ہے، بلکہ یہ خدا کی خدائی میں واحد روحانی عجائب گھر بھی ہے، اس عجائب خانۂ قدرت میں بیحد و بے حساب زندہ اور بولنے والے عجائب و غرائب موجود ہیں، منجملہ یہاں طرح طرح کی پُرحکمت مثالوں پر محیط ذی حیات ذرّات پائے جاتے ہیں، یہ آپ کو نہ صرف یاجوج و ماجوج اور روحانی لشکر کی حیران کُن مثال پیش کر سکتے ہیں، بلکہ عالمِ ذرّ سے متعلق تمام عرفانی اسرار کا عملی مظاہرہ کرنا بھی انہی کا کام ہے، چنانچہ جسمِ لطیف اور رُوح پر مبنی ان چھوٹے چھوٹے لاتعداد ذرّات کا انوکھا قصّہ بڑا طویل ہے۔

اس سلسلے میں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ روحانی سائنس میں حواسِ ظاہر و باطن مل کر کام کر سکتے ہیں، لہٰذا ان کی روحانی تربیت بیحد ضروری ہے، جس طرح کسی قابل شخص کو خلا میں بھیجنے سے قبل شدید بدنی مشقتیں کراتے ہیں، پھر اس کو سیارۂ زمین کی کشش سے باہر جانا پڑتا ہے، اسی طرح روحانی سائنس کے تجربے کی خاطر انتہائی شدید ریاضت کے ساتھ ساتھ کرۂ نفسانیت کی کشش سے بھی بالاتر ہو جانے کی سخت ضرورت ہے، ورنہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی یہ کہنے کی جرأت کرے کہ "روحانی سائنس" نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔

بابرکت روحانی سائنس کا ایک عظیم اور بڑا مفید تجربہ یہ بھی ہوا ہے کہ آدمی کی

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قوّتِ شامّہ کو ایسی گوناگون خوشبوئیں حاصل ہو سکتی ہیں، جن میں لطیف جوہری غذائیں بھی ہیں اور مختلف بیماریوں کے لئے روحانی دوائیں بھی، اس مقام پر خوب غور و فکر کرنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر چیز کی اصل جوہر کا خزانہ روح ہی ہے یعنی ہر پھول، پھل اور جڑی بوٹی میں جیسا رنگ اور جس قسم کی خوشبو ہے، وہ روح کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ روح ہی کا کمال ہے جو رنگ و بُو اور ذائقہ لے کر پھول، پھل، فصل، اور دیگر نباتات میں آتی ہے۔

چلّہ جیسے شدید حالات کسی درویشِ دلریش کے حق میں کتنے بابرکت ہوا کرتے ہیں، اس کا اندازہ صرف اہلِ دانش ہی کر سکتے ہیں، ایک ایسے گرانقدر وقت میں جبکہ بھوک اور پیاس بیحد عزیز لگ رہی تھی مؤکّل نے پوچھا: بتاؤ، کن کن خوشبوؤں کی کیفیت میں لطیف غذا کا تجربہ چاہتے ہو؟ عرض کی گئی کہ میں روحانی دولت کے لئے بیحد محتاج اور غریب ہوں، لہٰذا چند ایسے پھولوں، پھلوں، اور نباتات کی الگ الگ خوشبوؤں کا تجربہ چاہتا ہوں، تو ان خوشبوؤں کا تجربہ کرایا گیا، جس کو اگر روحانی سائنس کی خوشخبری قرار دی جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

روحانی سائنس کا ذاتی تجربہ بطورِ خاص اس منزل میں شروع ہو جاتا ہے، جہاں سالک پر جیتے جی نفسانی موت واقع ہو جاتی ہے، اس موت کے تجدّد کا سلسلہ سات رات اور آٹھ دن تک جاری رہتا ہے تاکہ اس کے عظیم الشّان معجزات اور عجائب و غرائب پر خوب غور و فکر کیا جا سکے، اُس حال میں کائنات و موجودات کا روحانی نچوڑ یا جوہر بشکلِ ذرّات سالک میں بھر دیا جاتا ہے اور سالک کی روح کائنات میں پھیلا دی جاتی ہے، اور یہ عمل مذکورہ عرصے تک دُہرایا جاتا ہے، اسی معنیٰ میں دو سانچے مقرر ہو جاتے ہیں، ایک سانچا (قالب) عالمِ کبیر کا، دوسرا سانچا عالمِ صغیر (عالمِ شخصی) کا، تاکہ کائنات انسانی سانچے میں ڈھل کر انسانِ کبیر

ہو جائے، اور انسان کائناتی قالب میں ڈھل کر عالمِ اکبر ہو جائے، جیسا کہ مولا علیؑ نے فرمایا:۔

اے انسان! کیا تو گمان کرتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر سمایا ہوا ہے۔ پس روحانی سائنس اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عطیہّ ہے جس سے نہ صرف عالمِ شخصی اور کائنات کی تسخیر ہو جاتی ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان دونوں کی بے شمار کاپیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔

اب ایک بہت بڑا عالمی مسئلہ سامنے ہے، اور وہ ہے: یو۔ ایف۔ اوز سے متعلق سوال کہ وہ درحقیقت کیا چیزیں ہیں؟ یہ سوال جتنا مشکل اور جیسا ضروری ہے، اس کا جواب اتنا دلچسپ اور ایسا مفید بھی ہے، وہ یہ ہے کہ یو۔ ایف۔ او اس ترقی یافتہ انسان کا عارضی نام ہے جو کسی سیارے سے آتا ہے یا اس دنیا میں رہتا ہے، کیونکہ انسان ہی ہے جو کثیف سے لطیف ہو کر پرواز کر سکتا ہے اور انسان ہی سے جنّ و پری ہو جاتا ہے، اس لطیف مخلوق پر خدا اسم کو آزما رہا ہے، نیز اس کے ظہور سے یہ اشارہ بھی مل رہا ہے کہ روحانی سائنس کا زمانہ آچکا ہے، اور "یو۔ ایف۔ او" وہ انسان ہے جو وقت آنے پر فرشتہ ہو چکا ہے، اوز بحکمِ خدا اپنے ظہور سے یہ سگنل دے رہا ہے کہ دیکھو زمانہ بدل گیا، اور روحانیت کا دور آگیا۔

کیا جمادات کی ترقی یافتہ صورت نباتات نہیں ہے؟ کیا نباتات سے حیوانات کا وجود نہیں بنتا ہے؟ آیا حیوان کا خلاصہ انسان نہیں ہے؟ آیا انسان روحانی ترقی سے فرشتہ نہیں بنتا ہے؟ کیا فرشتہ پوشیدہ ہونے کے معنی میں جنّ نہیں کہلاتا ہے؟ کیا مخلوقات کے آپس میں ظاہراً رشتہ اور باطناً وحدت نہیں ہے؟ اس کا مجموعی جواب اور خلاصہ یہ ہے کہ یو۔ ایف۔ اوز حقیقت میں

دوسرے سیّاروں سے ترقی یافتہ انسان ہیں، جن کی روحانی سائنس درجۂ کمال پر پہنچ چکی ہے۔

عالمی یا بین الاقوامی سطح پر ہمیشہ قانونِ اخلاق یہی حکم دیتا ہے کہ وہ ملک و قوم جس نے ترقی کی ہے، وہ پس ماندہ لوگوں کی مدد کرے، چنانچہ دوسرے سیّاروں پر رہنے والے انسانوں یا فرشتوں کا مقدّس فریضہ یہی ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کو جو روحانی سائنس میں غریب ہیں، زمین سے اُٹھا کر دوسرے ستاروں پر پہنچا دیا کریں، اللہ کے حکم سے یقیناً ایسا ہی ہوگا، یہ اُڑن طشتریاں جہاز کی شکل میں کیوں نظر آتی ہیں؟ یہ اشارۂ حکمت ہے، جس میں ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم تمہارے کائناتی جہاز ہیں تاکہ تم کو مستقبل میں کائنات کی سیاحت کرا دی جائے۔

عظمت و بزرگی اور سلطنت و سلطانی کا ایک عجیب منشا یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ بادشاہ کبھی کبھار بھیس بدل کر اپنے ملک میں گھومے پھرے، تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ لوگ کسی بھی علامت و نشان سے اس کو پہچانتے ہیں یا نہیں، خصوصاً ایسا امتحان رات کے وقت ہوا کرتا تھا، رات لاعلمی کی مثال بھی ہے اور یہ باطن بھی ہے، چنانچہ ترقی یافتہ انسان یا فرشتے اُڑن طشتریوں کے بھیس میں آکر دنیا کے بڑے دانشمندوں، سائنسدانوں اور بڑی بڑی قوموں سے امتحان لیا کرتے ہیں۔

"یو۔ ایف۔ او" دراصل وہ مافوق الفطرت بشر ہے جس کو جُثّۂ ابداعیہ یا آسٹرل باڈی کہا جاتا ہے، نیز یہ وہ معجزاتی کُرتا ہے جس کو پہن کر یعنی اس میں منتقل ہو کر آپ نہ سردی محسوس کریں گے نہ گرمی، اور نہ ہی کوئی جنگ اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی، لندن ۱۴؍ جولائی ۱۹۹۵ء

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائیؔ (ایس۔ آئیؔ) منگل ۱۸؍ دسمبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۳۴۔ (SHORT COURSE-8)

از کتابِ عملی تصوّف اور روحانی سائنس و روحانی سائنس کے عجائب و غرائب قسطِ دوم، صہ ۱۴۶-۱۵۰:

اگر قصۂ آدم پر روحانی سائنس کی روشنی ڈالی جائے تو یقیناً اس میں سے فائدۂ بنی آدم کے بہت سے اسرار منکشف ہوسکتے ہیں، مثال کے طور پر یہ سوال کیا جائے کہ خدا کے حکم سے جن فرشتوں نے پہلے پہل حضرتِ آدم علیہ السّلام کو سجدہ کیا وہ کونسے فرشتے تھے؟ ان کی ہستی کا تصوّر کیا ہے؟ سجود میں کیا حکمت پنہان تھی؟ آیا اس میں اولادِ آدم کے لئے بھی کوئی نویدِ جانفزا ہے یا نہیں؟

اس کے لئے روحانی سائنس میں یہ جواب ہے: سب سے پہلے عالمِ ذرّ کے ملائکہ نے حضرتِ آدمؑ کو سجدہ کیا، وہ ہستی کے اعتبار سے صرف ذرّات ہی تھے، وہ آدم کی ہستی میں گر رہے تھے اور یہی سجدے کی ظاہری شکل تھی، یہ فرشتے بظاہر ذرّات لیکن بباطن تسخیرِ ذات وکائنات کی کلیدیں تھے، لہٰذا سجود اظہارِ اطاعت کے معنی میں تھا کہ یہ فرشتے آدمؑ کے لئے عالمِ شخصی اور کائنات کو حقیقی معنوں میں مسخّر کردیں گے، جی ہاں، قانونِ رحمتِ الٰہی ہرگز ایسا نہیں کہ باپ کو تاجِ خلافت سے سرفراز فرما کر مسجودِ ملائک بنا دیا جائے، اور اولاد کو ہمیشہ کے لئے آتشِ دوزخ میں دھکیل دیا جائے، لہٰذا یہ ایک یقینی حقیقت ہے کہ حضرتِ ابوالبشر

کے لئے جس طرح فرشتوں نے عالمِ ذرّ میں بھی اور آگے چل کر عالمِ عقل میں بھی سجدۂ فرمانبرداری بجالایا، اس میں اس کی اولاد کے لئے دو مرحلوں میں خوشخبری ہے: مرحلۂ اوّل یہ کہ دورِ خواص میں فضائل و کمالاتِ آدمؑ صرف انبیاء و اولیاء (علیہم السّلام) ہی کو حاصل ہو جائیں گے، اور مرحلۂ دوم میں بشارت یہ ہے کہ دورِ عوام میں روحانی انقلاب کے آنے سے آدم کی روحانیت عوام کے لئے بھی کام کرنے لگے گی، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں بنی آدم کی کرامت و فضیلت بیان ہوئی ہے، اور ان کے لئے نصیحت بھی ہے۔

روحانی سائنس کی روشنی میں یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ فرشتوں نے حضرتِ آدم علیہ السّلام کے لئے دوسرا اور آخری سجدہ عالمِ عقل میں کیا، جس میں وہ سب کے سب ایک ہی عظیم فرشتہ تھے، جب روحانی اور عقلانی قوّتوں نے فرشتوں کی مثال میں سجدہ کیا تو حضرتِ آدمؑ کی خلافت کائناتی زمین میں فعلاً قائم ہو گئی یہاں یہ ضروری نکتہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خلافت صرف سیّارۂ زمین تک محدود نہیں، بلکہ یہ کائنات بھر کی خلافت ہے، کیونکہ قرآنِ پاک کا فرمانا ہے کہ خلافتِ الٰہیہ کی زمین بیحد وسیع ہے (۲۴:۵۵؛ ۲۹:۵۶؛ ۳۹:۱۰) اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ زمین (۱) نفسِ کُلّ ہے (۲) کائنات اور اس کے سارے ستارے ہیں (۳) اور عوالمِ شخصی ہیں۔

قصّۂ آدم کے روحانی اسرار بہت سے ہیں، ان میں سے صرف چند مثالیں پیش کرنے کے بعد اب ہم اس نویدِ جانفزا کی طرف آتے ہیں جو بنی آدم کے عوام کے لئے ہے، وہ یہ ہے کہ جب خلافتِ آدم کا اعلان فرمایا گیا تو اس میں یہ ہمہ رس و ہمہ گیر خوشخبری تھی کہ یہ خلافت آدم کی حیاتِ جسمانیہ تک محدود نہیں بلکہ اس کے سلسلۂ وارثین (انبیاء و اولیاء علیہم السّلام) میں ہمیشہ جاری و باقی

رہے گی، اور جب دَورِ عوام آئے گا تو اس وقت خلافتِ آدم کے عظیم معجزات ظاہر ہو جائیں گے تاکہ عوام الناس کو روحانی سائنس کے بے شمار فائدے حاصل ہو سکیں۔

اللہ جلّ جلالہ کے اسرارِ حکمت بڑے عجیب و غریب ہوا کرتے ہیں، وہ تعالیٰ شانہٗ، لوگوں کو ظاہر میں اختیار دیتا ہے کہ کوئی اس کی عبادت کرے یا نہ کرے مرضی ہے، لیکن باطن میں سب لوگوں کو زبردستی سے ہدایت و عبادت کے راستے پر چلاتا رہتا ہے، اور یہ بڑا حیرت انگیز کام انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں ہوتا ہے، آپ سورۂ رعد (۱۳: ۱۵) میں دیکھ لیں: اور اللہ ہی کیلئے سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں، خوشی سے اور مجبوری سے۔ نیز سورۂ نور (۲۴: ۴۱) میں پڑھیں: سب کو اپنی اپنی دعا/نماز اور اپنی تسبیح معلوم ہے۔ اس نوعیت کی آیاتِ کریمہ اور بھی ہیں۔

جی ہاں، یہ بات سچ اور حقیقت ہے کہ عالمِ ذرّ میں تمام چیزوں کے نمائندہ ذرّات موجود ہیں، اور اس میں ہر خاص و عام انسان کا بصورتِ ذرۂ نمائندہ حاضر رہنا از بس ضروری ہے، چنانچہ مذکورۂ بالا قرآنی حوالہ جات کے مطابق عالمِ ذرّ میں (جو شخصِ کامل میں ہے) اللہ ہی کے لئے سب کے سب عبادت اور سجدہ کرتے ہیں، جیسا کہ سورۂ مریم میں ہے:۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا

جتنے بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب کے سب خدا تعالیٰ کے رُوبرو غلام ہو کر حاضر ہوتے ہیں (۱۹: ۹۳) اس کا مطلب یہ ہوا کہ بہت سے مشکل اور پیچیدہ مسائل ایسے ہیں، جن کی تحلیل صرف روحانی سائنس ہی سے ہو سکتی ہے، جس کا ظہور بتوسطِ

عالمِ شخصی دورِ عوام میں ہونے والا ہے، جیساکہ سورۂ زمر میں ربّ العزّت کا ارشاد ہے:۔

وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا ۔ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائے گی (۳۹ : ۶۹) یہ قیامت القیامات کا ذکر ہے، جس میں روحانی سائنس یعنی ربّانی علم و حکمت سے زمین منوّر ہو جانے والی ہے، اور یہاں زمین سے باشندگانِ زمین مراد ہیں، پس حسبِ وعدۂ الٰہی (۴۱ : ۵۳) آفاق کے بعد انفس (عوالمِ شخصی) میں بھی آیاتِ قدرت کا ظہور ہوگا، اور اسی مجموعۂ معجزات کا نام روحانی سائنس ہے، جس کی مدد سے لوگ ایسی عجیب و غریب روحانی قوّتوں کو استعمال کر سکیں گے جو مادّی سائنس سے تیار کردہ آلہ جات کی مثال پر ہیں لیکن ان سے بدرجہا برتر اور بہتر ہیں، ایسی زبردست روحانی ترقّی کے دور میں یہ امر ممکن ہے کہ ظاہری آلہ جات رفتہ رفتہ ختم ہوتے چلے جائیں، مثال کے طور پر اگر ٹیلی پیتھی (اشراق) کا رواج عام ہو جائے تو ظاہری ٹیلیفون کا دردِ سر کون مول لے گا، اگر اڑن طشتریاں رام ہو جاتی ہیں تو پھر ہوائی جہاز کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

انسانوں کی روحانی ترقّی کے ساتھ ساتھ سیارۂ زمین پر بڑی بڑی تبدیلیاں آنے کا ذکر ہے، سورۂ کہف (۱۸ : ۷ - ۸) ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس کے لئے باعثِ رونق بنایا تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے، اور ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک صاف میدان کر دیں گے، یعنی جب سارے انسانوں کو خوشبوؤں کی روحانی غذا ملتی رہے گی تو اس کے نتیجے میں وہ جسمِ لطیف ہو جائیں گے، اور کھیتی باڑی کی ضرورت ہی نہ رہے گی، کیونکہ لوگ لطیف ہستی کی بہشت میں ہوں گے۔

قرآنِ حکیم فرماتا ہے: كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (۲ : ۲۱۳)۔ لوگ سب ایک ہی اُمّت تھے (اور ہیں) یعنی تصوّرِ ازل و ابد اور عالمِ ذرّ میں تمام

انسان ایک ہی جماعت ہیں اور سب سے بڑی قیامت میں بھی سب ایک ہو جانے والے ہیں، لیکن وہ اس دَور میں مختلف نظریات رکھتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر میں لوگوں کو اختیار دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے وہ متفرق و منتشر ہو گئے ہیں، اور باطن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا اختیار ہے، جس کے سبب سے وہ انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں سلکِ وحدت سے پروئے ہوئے ہیں۔

بعض قرآنی سورتوں کے آخر میں بطورِ خلاصہ زبردست علم و حکمت والی آیاتِ کریمہ وارد ہوئی ہیں، جن کو علمائے علوم القرآن "خواتم" کے نام سے جانتے ہیں، ایک ایسی پُراز علم و حکمت آیۂ شریفہ سورۂ نمل کے آخر میں ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

اور آپ کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھلا دے گا سو تم ان کو پہچانو گے اور آپ کا ربّ ان کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو تم سب لوگ کر رہے ہو (۲۷: ۹۳)۔ قرآنِ عظیم کا یہ حکمت آگین خطاب بتوسّطِ حضرتِ خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام انسانوں سے فرمایا گیا ہے، جس میں ظاہری اور باطنی سائنس کی شکل میں معجزاتِ قدرت کے ظہور، مشاہدہ اور معرفت کی پیش گوئی ہے، یہ ان عظیم آیات و معجزات کا ذکرِ جمیل ہے جن کے مشاہدۂ عین الیقین اور حقّ الیقین سے مومنِ سالک کو اپنی ذات اور حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

میں یہاں اپنے مضمون کی دونوں قسطوں کے اصل مطلب کو واضح کر دینے کے لئے ایک بڑا اہم سوال کرتا ہوں، وہ یہ کہ خالقِ اکبر نے تمام لوگوں کو کس ارادے سے پیدا کیا؟ آیا خدا یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ خوشی سے یا زبردستی سے اس کے پاس لوٹ جائیں؟ کیا حقیقت کچھ ایسی نہیں ہے کہ اگر ایک آدمی اپنے

اختیار سے بڑا غلط کام کرتا ہے تو اس کو ایک وقت کے لئے سزا دی جاتی ہے لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ کے ارادۂ ازل کے مطابق فیصلہ ہوجاتا ہے جس میں خیر ہی خیر ہے؟

اس کا پرحکمت جواب یہ ہے: اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ، وَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ نَفَعَ عِیَالَہٗ وَاَدْخَلَ السُّرُوْرَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ۔ ساری مخلوق (گویا) اللہ کا کنبہ ہے، لہٰذا خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ شخص وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ فائدہ پہنچائے اور اس کے اہلِ خانہ کو مسرور و شادمان کردے۔

والسّلام مع الاحترام

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی

لندن

۱۸؍ جولائی ۱۹۹۵ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر

عرفت روحی امین الدّین

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

بدھ ۱۹؍ دسمبر ۲۰۰۱ء

قلب ۔ فؤاد ۔ دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۳۵

از کتابِ عملی تصوّف اور روحانی سائنس و روحانی سائنس کے عجائب و غرائب بعنوانِ کلمۂ "کُنْ" کے اسرارِ عظیم، ص ۲۷-۲۹:

اے دوستانِ عزیز! عنوانِ بالا کی بہت بڑی اہمیّت وافادیت کی وجہ سے یہاں چند سوالات ضروری ہیں، سوالِ اوّل: لفظِ کُن واقعی ہے یا عبارت؟ دوم: یہ خطابِ الٰہی عدمِ محض سے ہے یا عالمِ غیب کی کسی شیٔ سے؟ سوم: آیا یہ اللہ تعالیٰ کا قولی حکم ہے یا صرف ارادہ؟ چہارم: عالمِ شخصی میں اس کی معرفت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ پنجم: کیا یہ کلمۂ تامّہ بھی ہے؟ ششم: کیا یہ ہمیشہ کا تجدّد ہے یا صرف ایک بار کا فرمانِ خداوندی ہے؟ ہفتم: اس امرِ عظیم کا اطلاق روح پر ہوتا ہے یا جسم پر یا دونوں پر؟ ہشتم: جسمانی، روحانی اور عقلانی تخلیق کے کس مرحلے میں حضرتِ آدمؑ اور حضرتِ عیسیٰؑ کو کُن فرمایا گیا تھا؟ نہم: کُن (ہوجا) کا امرِ پاک تو عربی ہی ہے، کیا یہ کسی اور زبان میں بھی ہو سکتا ہے؟

(۱) لفظِ کُن ایک پُر از حکمت عبارت ہے (۲) اللہ کی بادشاہی ہر طرح سے کامل اور معمور ہے اس میں عدمِ محض کا کوئی تصوّر ہی نہیں، لہٰذا کُن کا خطاب عالمِ غیب (عالمِ امر) کی کسی چیز کو ظہور دینے کے لئے ہے، بالفاظِ دیگر خزائنِ غیب سے کسی شیٔ کو نازل کرنے کے معنی میں ہے، آپ قرآنِ حکیم (۱۵:۲۱)

میں بغور دیکھیں، کیا تمام ممکن چیزیں پروردگارِ عالمین کے خزانوں میں موجود نہیں ہیں؟ (۳) امرِ خدا کا ارادہ بھی ہے اور قول بھی (۴) جب حضرتِ ربّ کی معرفت ہو سکتی ہے تو ظاہر ہے کہ کلمۂ کُن کی معرفت بھی ہو سکتی ہے (۵) جی ہاں، یہ آخری کلمۂ تامّہ ہے (۶) یہ تجدّدِ قدیم ہے، جیسا کہ سورۂ رحمان (۵۵: ۲۹) میں ہے: ہر روز اس کی ایک نئی شان ہے (۷) کلمۂ باری کا اطلاق پہلے روح پر اور آخر میں عقل پہ ہوتا ہے (۸) چیزیں دو دو ہیں، اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ نہ صرف حضرتِ آدمؑ اور حضرتِ عیسیٰؑ (۳: ۵۹) ہی کی بات ہے بلکہ ہر انسانِ کامل سے اس کا تعلّق ہے کہ پہلے روحانی تخلیق کے لئے اور آخر میں جا کر عقلی پیدائش کے لئے فرمایا جاتا ہے: کُنْ (ہو جا) تو وہ ہو جاتا ہے (۹) چونکہ ہر زبان آیاتِ قدرت میں سے ہے (۳۰: ۲۲) اس لئے جو بھی عارف ہوگا اور جیسی بھی اس کی مادری زبان ہوگی، اس میں کلمۂ کُن کی ترجمانی (عبارت) ضرور ہوگی۔

قرآنِ حکیم میں حقائق و معارف سے متعلّق بہت سے کُلّیات (قوانین) ہیں، اور ہر کُلّیہ لفظِ "کُلّ" سے شروع ہو جاتا ہے، مثلاً سورۂ انبیاء (۲۱: ۳۳) میں ہے: کُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ = یعنی رات، دن، سورج اور چاند ہر ایک ایک ایک دائرے میں گردش کرتے رہتے ہیں، یہ کُلّیہ ہر چیز کے لئے مقرّر ہے، پس آفرینش اور کلمۂ کُن بھی ایک دائرے پر ہے، اسی معنیٰ میں یہ کہنا بالکل درست اور بجا ہے کہ حق تعالیٰ کے کُنْ (ہو جا) فرمانے کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہا، بلکہ یہ اس ذاتِ قدیم کے ہمیشہ ہمیشہ کا فرمان ہے۔

تسخیرِ کائنات نہ صرف مادّی سائنس کا سب سے بڑا دلچسپ موضوع ہے بلکہ اس کا خاص تعلّق روحانی سائنس سے ہے، چنانچہ تسخیر سے متعلّق جتنی قرآنی آیات ہیں، ان سب میں علم و حکمت والوں کے واسطے زبردست بشارتیں ہیں، اور

ان خوشخبریوں میں یہ اشارہ ہے کہ ستاروں پر بہشت کی لطیف سلطنتیں ہیں، جن کی لازمی شرط خود شناسی اور خداشناسی ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کلمۂ کُنْ کے عظیم اسرار کی لازوال دولت عطا فرماتے، کیونکہ امرِ کُن ہی ہے جس کے لئے شمس و قمر اور ستارے فرمانبرداری کرتے ہیں، جیسے سورۂ نحل (۱۲:۱۶) میں ارشاد ہے: اسی نے تمہارے واسطے شب و روز اور شمس و قمر کو تابع بنا دیا ہے اور ستارے بھی اسی کے امر سے (تمہارے) تابعدار ہیں، کچھ شک ہی نہیں کہ اس میں عقل والوں کے واسطے بہت سی نشانیاں ہیں۔ یعنی جب تک کنزِ معرفت حاصل نہ ہو جائے تب تک نہ تو کلمۂ کُن کے اسرارِ عظیم منکشف ہو جاتے ہیں اور نہ ہی تسخیرِ کائنات کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

اگر آفتاب، ماہتاب، اور ستارگان کے باطنی پہلو میں کوئی عقل و جان نہ ہوتی تو وہ امرِ کُن کے لئے ہمیشہ کے تابعدار نہ ہوتے (۱۲:۱۶؛ ۷: ۵۴) جیسا کہ اسی مضمون میں قبلاً تخلیقِ آدمؑ اور تخلیقِ عیسیٰؑ کے حوالے سے یہ ذکر ہو چکا کہ کلمۂ کُنْ کا تعلق جسم سے نہیں بلکہ رُوح اور عقل ہی سے ہے (۳ : ۵۹) پس کہنا یہ ہے کہ آیۂ فطرت (۳۰ : ۳۰) کے مطابق کائنات باطناً انسانِ کبیر ہے، جس کی سب سے بڑی روشن دلیل: "اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" ہے۔ یعنی خدا کائنات کا نور ہے، ذاتِ سبحان کی یہ تجلّی نفسِ کُلّی کے نام سے ہے، جس کے بہت سے اسماء میں سے چند یہ ہیں: روحِ اعظم، روح الارواح، عالمگیر رُوح، جانِ جہان، نفسِ واحدہ، کرسی وغیرہ۔

بیانِ بالا سے معلوم ہوا کہ کائنات میں دراصل کششِ ثقل کا کوئی وجود ہی نہیں، بلکہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور اس کی عطا کردہ فطری ہدایت ہے، آپ قرآنِ حکیم کے پُرحکمت مضامین میں سے مضمونِ ہدایت کو خوب غور سے پڑھ کر بتائیں کہ آیا آسمان اور زمین میں کوئی ایسی چیز بھی موجود ہے

جس کی حیثیت اور ضرورت کے مطابق ہدایت مہیّا نہ کی گئی ہو؟ جب خدا خود یا اس کا کوئی عظیم نمائندہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے تو کیا اس پاک نور میں کائناتی اور عالمگیر ہدایت نہیں ہے؟ ضرور ہے، پس نظامِ کائنات نورِ ہدایت سے قائم و دائم ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی
۱۲ر جنوری ۱۹۹۷ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
جمعہ ۲۱ر دسمبر ۲۰۰۱ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط : ۳۶

ازکتاب قرآنی مینار بعنوانِ امامِ عالی مقامؑ کے چند قرآنی نام قسط : ۱ ص ۱۲۱ - ۱۲۹ :-

۱ - **امامُ المتّقین** (۲۵ : ۷۴) : اور وہ لوگ جو ہم سے عرض کیا کرتے ہیں کہ پروردگارا ہمیں ہماری بیویوں سے اور ذرّیّت کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا (امام ۲۵ : ۷۴) بنا۔ یہ دعا حضراتِ ائمۂ علیہم السّلام ہی کے لئے مخصوص ہے، اور اس میں بزبانِ حکمت یہ فرمایا گیا ہے کہ سلسلۂ امامت زمانۂ آدمؑ سے شروع ہوا، اور قیامتِ قیامات تک جاری و باقی رہے گا، کیونکہ جب سے دین ہے، تب سے پرہیزگاروں کی بات چلتی ہے، قصّۂ ہابیلؑ کو پڑھ لیں (۵ : ۲۷) اور یہاں یہ اشارہ بھی سمجھ لینا ہے کہ لفظِ ذرّیّت کا تعلق نہ صرف مستقبل ہی سے ہے، بلکہ اس کا یہ ذکر بھی ہے کہ حال کا امام کس طرح ماضی میں بھی امام ہوا کرتا ہے، پس یہی وجہ ہے، جو آیۂ اصطفاء (۳ : ۳۳ - ۳۴) میں ارشاد ہوا کہ انبیاء علیہم السّلام ایک دوسرے کی ذُرّیّت ہوا کرتے ہیں، مثال ملاحظہ ہو :-

ذُرّیّت ⟵ ماضی —— آدمی —— مستقبل ⟶ ذُرّیّت

۲ - **اھلِ ذکر** (۱۶ : ۴۳) : ذکر سے حضرتِ رسولؐ مراد ہیں

(۶۵: ۱۰-۱۱) ذکر قرآنِ پاک بھی ہے (۹:۱۵) ذکر اسمِ اعظم بھی ہے (۷:۱۸۰) ذکر نصیحت بھی ہے، اور یاد کرنا بھی، چنانچہ اہلِ ذکر سے ائمۂ طاہرین علیہم السّلام ہی مراد ہیں، جو اہلِ بیتِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں جن کے پاس قرآن کی روحانیت اور اسمِ اکبر پوشیدہ ہے، اور یہی حضرات لوگوں کے لئے سرچشمۂ ہدایت ونصیحت اور یاد و تذکرہ کا وسیلہ ہیں، پس انہی تمام معنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا: (اے رسولؐ) تم سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا بنا کر بھیجا گئے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے تو (تم لوگوں سے کہو) اگر تم خود نہیں جانتے ہو تو اہلِ ذکر (اہلِ بیتِ رسولؐ/امامؑ) سے پوچھو (کیونکہ یہ حضرات شروع ہی سے اپنی نورانیت میں نورِ نبوّت سے وابستہ رہتے آئے ہیں) اور عالمِ شخصی میں ہر عارف کے لئے معرفت کا ذریعہ تجدّدِ امثال ہے۔

۳۔ **نفسِ رسولؐ (۳:۶۱)**: آپ واقعۂ مُباہلہ کے بارے میں درست معلومات رکھتے ہوں گے، چنانچہ نفسِ رسولؐ سے مولا علیؑ مراد ہیں، آپ اس آیۂ مکرّمہ میں دیکھ رہے ہیں کہ علیؑ پیغمبرؐ کی جان ہیں، کیونکہ "نفس" عربی میں جان کو کہتے ہیں، لیکن یہاں یہ پُرمغز نکتہ بھی سامنے آیا ہے کہ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سراپا نور تھے، تو پھر کس طرح کوئی عام ومعمولی شخصیت حضورؐ کی جان ہوسکتی ہے، جبکہ اس کا اشارہ محبوبیّت و وحدت کی طرف ہے، چنانچہ یہاں "نفس" نور کے معنی میں ہے، جیسے کہا جاتا ہے: نفسِ مُطمَئِنّہ، نفسِ واحدہ، نفسِ کُلّی، وغیرہ، یہ نور ہی ہوتا ہے پس یہاں نورِ نبوّت اور نورِ امامت کی وحدت کا اشارہ ہے۔

۴۔ **اصحابِ اعراف (۷:۴۶)**: اعراف اس مقامِ عالی کا نام ہے، جہاں معرفتیں جمع ہو جاتی ہیں، یہ عالمِ شخصی میں امامِ برحق علیہ السّلام

کا مرتبۂ عقلی ہے، جہاں وہ سب کو چہروں سے پہچانتے ہیں، اشارہ ہے کہ ہر قسم کی معرفت کا تعلق چہرے سے ہے، اور انتہائی اعلیٰ معرفت کا تعلق بھی۔

۵۔ یوم الآخر (۴:۲): چھ ناطقؑ جو صاحبانِ شریعت ہیں، خدا کے چھ دن ہیں، اور حضرتِ قائمؑس ساتواں دن یعنی سنیچر ہے، جو یوم الآخر ہے جیسا کہ ارشاد ہے: الٓمّٓ (نورِ امامت، جو کتابِ ناطق ہے ۶۲:۲۳) وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں شک نہیں (یقین ہی یقین ہے) وہ پرہیزگاروں کی رہنما ہے، جو مشاہدۂ روحانیّت سے عالمِ روحانی پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز کو قائم کرتے ہیں (یعنی دعوتِ حق کا کام انجام دیتے ہیں) اور جو کچھ ہم نے ان کو رزق دیا ہے، اسی سے خرچ کرتے ہیں (یعنی وہ روحانی علم کی تعلیم دیتے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جو (دیدہ و دانستہ) اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل کی گئی ہے، اور اس چیز پر بھی جو تم سے پہلے نازل کی گئی ہے، اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یعنی ان کو حضرتِ قائمؑس کی روحانی اور عقلی معرفت حاصل ہوئی ہے، اور اسی کی بدولت یہ سب کچھ ہے جس کا اوپر ذکر ہوا، یاد رہے کہ یقین کا سرچشمہ حضرتِ قائم القیامتؑس ہیں، اسی لئے ارشاد ہوا: وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ط (۴:۲) پس یہاں یہ قاعدہ خوب دلنشین کر لینا ہے کہ قرآنِ حکیم میں جتنے قیامت کے نام آئے ہیں، وہ حضرتِ قائمؑس کے اسما و القاب ہیں۔

۶۔ کوثر (۱:۱۰۸): کوثر کے معنی ہیں خیرِ کثیر اور مردِ کثیرُ الذُّرّیّۃ، جس سے حضرتِ امیر المؤمنین علیؑ مراد ہیں، حوضِ آبِ کوثر بھی بصورتِ قائم القیامتؑس مولا علیؑ ہیں، اور آبِ کوثر کے ساقی بھی، کوثر کتابِ مکنون کا علم ہے، یہ سب حکمت اور خیرِ کثیر ہے۔

۷۔ مؤمنون (۱۰۵:۹): ایمان کے شروع سے لے کر آخر تک

مختلف درجات ہوا کرتے ہیں، چنانچہ ہر امیر المؤمنین (امامؑ) ایمان کے درجۂ کمال پر ہوتا ہے، اور اسی معنی میں أئمّۂ طاہرینؑ کا ایک لقب مؤمنون ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اور (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ تم لوگ اپنے اپنے کام کئے جاؤ ابھی تو خدا اور اس کا رسولؐ اور مؤمنین (یعنی أئمّہ) تمہارے کاموں کو دیکھیں گے (۹: ۱۰۵) اس حکم سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ اللہ اور پیغمبرؐ کے بعد حضراتِ أئمّہ اعمالِ خلائق کو دیکھ رہے ہیں، اس لئے کہ خدا نے ان کو لوگوں پر گواہ بنالیا ہے (۱۱: ۱۷؛ ۵۰: ۲۱) اور یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن اہلِ زمانہ کو ان کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا (۱۷: ۷۱)۔

۸۔ شاھد (۱۱: ۱۷) شہید (۵۰: ۲۱) شُہدا۔ (۲: ۱۴۳):

جہاں خدائے پاک خود اور فرشتے توحید اور معبودیت کی گواہی دیتے ہیں، وہاں علم والے (اولوا العلم ۳: ۱۸) بھی یہ شہادت دیتے ہیں، یہ علم والے کون ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کے بعد فرشتۂ قلم، فرشتۂ لوح، حاملانِ عرش، عزرائیل، اسرافیل، میکائیل، اور جبرائیل جیسے عظیم فرشتوں کے ساتھ ایسی عقلی وعرفانی بلندی کی گواہی دیتے ہیں؟ کیا دیکھے اور پہچانے بغیر کوئی گواہی درست ہو سکتی ہے؟ نہیں نہیں، یہ حضرات جو علمِ توحید اور خداشناسی کی چوٹی پر پہنچ چکے ہیں انبیاؑ و أئمّہ علیہم السّلام ہیں، جو عدل وانصاف پر قائم ہیں (۳: ۱۸)۔

۹۔ وارثِ قرآن (۳۵: ۳۲):

سورۂ فاطر میں فرمایا گیا ہے: پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے خاص ان کو کتاب (قرآن) کا وارث بنایا جنہیں (اہلیت دے کر) منتخب کیا تھا (۳۵: ۳۲) یہ حضرات أئمّۂ ھدٰیؑ ہی ہیں، جو قرآنِ حکیم کے خازن ہیں، اس کے معنی یہ ہوئے کہ قرآنِ مجید کی رُوح و روحانیت

(۵ : ۱۵) اور نور و نورانیت (۴۲ : ۵۲) امامِ زمان صلوات اللہ علیہ میں ہے، اور اسی معنی میں آپؑ قرآنِ ناطق ہیں (۴۵ : ۲۹) الحمدُ لِلّٰہ۔

۱۰۔ اُمُّ الکتاب، کتاب (۴۳ : ۴؛ ۷۸ : ۲۹) : اُمُّ الکتاب سے اساس مراد ہیں اور کتاب امام ہیں، کیونکہ نورِ محمّد مصطفٰےؐ قلم ہیں، اور نورِ علیؑ مرتضیٰؑ لوحِ محفوظ، اور یہی اُمُّ الکتاب بھی ہے، پس قرآن جہاں اس زندہ اور نورانی اُمُّ الکتاب میں ہے، وہاں وہ بڑا عالی اور پُر از حکمت ہے (۴۳ : ۴) اور اسی لوحِ محفوظ میں قرآنِ مجید محفوظ ہے (۸۵ : ۲۱-۲۲) چونکہ حضرتِ علیؑ کے بعد کا ہر امام بھی یہی نور ہے، اس لئے فرمایا گیا: وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ كِتٰبًا (۷۸ : ۲۹) اور ہم نے ہر چیز کو ایک کتاب میں محدود کر رکھا ہے۔ یہ اشارہ ہے خدا کے اس فعل کی طرف، جس سے وہ قادرِ مطلق پوری کائنات کو اپنے ہاتھ میں لپیٹ لیتا ہے، اور یہ کام اللہ تعالیٰ امامِ زمان علیہ السّلام کی مبارک ہستی میں کرتا ہے، اسی لئے ارشاد ہوا: وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (۳۶ : ۱۲)۔

۱۱۔ مثیلِ ہارونؑ (۲۰ : ۲۹-۳۴) : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم لِعلی : انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ (اخرجہ المسلم وغیرہ) جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے جنابِ امیر سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلۂ ہارون کے ہو موسیٰ سے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرتِ امیر المؤمنین علیؑ مثیلِ ہارون ہیں، اور حضرتِ ہارون علیہ السّلام کے جو جو فضائل قرآن میں بیان ہوئے ہیں، وہ سب کے سب بجُز نبوّت کے مولا علی علیہ السّلام میں بھی ہیں، یہ حدیثِ شریف بطریقِ حکمت قصۂ ہارونؑ کی تمام حکمتوں کو موضوعِ امامت میں شامل کر دیتی ہے،

یقیناً اس لئے کہ مولانا ہارون علیہ السّلام امامِ اساس تھے، جیسے مولا علی صلوات اللہ علیہ امامِ اساس ہیں۔

۱۲۔ بابِ حِطّہ (۲: ۵۸): کوکبِ دُرّی، ارجح المطالب وغیرہ میں مذکور ہے کہ حضرتِ رسولِ خدا نے فرمایا: عَلِیٌّ بَابُ حِطَّۃٍ ... علی توبہ اور استغفار کا دروازہ ہے ... یہاں میں بصد عاجزی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن وحدیث کا قانونِ حکمت ایسا ہے کہ ہر ممثول کی کئی مثالیں ہوا کرتی ہیں، جیسے مولا علیؑ کی بے شمار مثالوں میں سے ایک مثال دروازہ ہے، یعنی بابِ علمِ نبیؐ، بابِ حکمتِ پیغمبرؐ، دروازۂ توبہ، بابِ سماء (۷: ۴۰) درِ بہشت وغیرہ۔

۱۳۔ مَلِکْ (بادشاہ ۲: ۲۴۷): آپ قرآنِ حکیم میں قصّۂ طالوتؑ (۲: ۲۴۶-۲۵۱) کو گہرائی سے پڑھ لیں، پھر ان مسائل کو حل کریں:

مسئلہ الف: بنی اسرائیل کے یہ سردار دینی تھے؟ یا دنیوی؟

مسئلہ ب: ان سرداروں نے خود ہی جہاد کا اہتمام کیوں نہیں کیا؟

مسئلہ ج: ان کی درخواست پر خدا اور پیغمبر نے جب طالوتؑ کو بادشاہ بنایا، تو اسے کوئی بڑی سے بڑی طاقتِ روحانی بھی عطا کی گئی؟ یا نہیں؟

مسئلہ د: جو شخص اللہ تعالیٰ اور نبی کی طرف سے بادشاہ مقرر ہوا ہو، وہ دینی بادشاہ کہلائے گا؟ یا دنیوی؟

مسئلہ ھ: اگر دین میں ایسے بادشاہ کی ضرورت ہے کہ اس کو صرف خدا اور پیغمبر ہی منتخب کرسکتے ہیں، تو پھر زمانۂ نبوّت میں ایسا پسندیدہ شخص کون تھا؟ جسے اللہ اور اس کے رسولؐ نے بادشاہت دی ہو؟ جوابِ جامع: علی علیہ السّلام۔

مسئلہ ۹ : اس حقیقت پر قرآن کی کیا دلیل ہے؟ جواب ملاحظہ ہو :۔

دلیلِ اوّل : اللہ تعالیٰ نے آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ کو دوسری بڑی بڑی نعمتوں کے ساتھ عظیم سلطنت بھی عطا کر دی ہے، جب تک دنیا میں قرآن باقی ہے، تب تک یہ بادشاہی (۴ : ۵۴) جاری ہے۔

دلیلِ دوم : دنیا ہو یا دین، حکم اور امر سے کوئی بڑی چیز نہیں کیونکہ ہر بادشاہی اور حکومت کا قیام اسی پر ہے، چنانچہ پروردگارِ عالم اور رسولِ اکرمؐ نے پاک اماموں کو اولوا الامر کا درجہ عطا کر کے لوگوں پر بادشاہ بنا دیا (۴ : ۵۹) تاکہ لوگ حقیقی اطاعت و محبت کے ذریعہ ان میں فنا ہو کر بادشاہ ہو سکیں، جس کا وعدہ قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

نصیر الدّین نصیر ہونزائی، کراچی
منگل ۷، ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ
۷، نومبر ۱۹۸۹ء

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔آئی)
منگل ۲۵، دسمبر ۲۰۰۱ء

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۳۷

کتاب لعل وگوہر بعنوانِ بعض کلیدی الفاظ واصطلاحات، صہ: ۱۰۸ ر ۱۱۳:۔

۱۔ **کلمۂ باری**: اس سے اللہ تعالیٰ کا وہ امر مراد ہے، جو کلمۂ کُن (ہوجا) سے عبارت ہے، امرِ باری کی تین صورتیں ہیں: ارادہ، قول (کلمہ) اور فعل (مظہر)، دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہیں گے: امرِ ارادی، امرِ قولی اور امرِ فعلی، پس امرِ ارادی عالمِ ابداع میں ہے، امرِ قولی قرآن میں ہے، اور امرِ فعلی امامِ زمان علیہ السّلام میں ہے، اسی معنیٰ میں امامِ اقدس واطہرؑ کو ولیٔ امر یا صاحبِ امر کہا جاتا ہے (۴: ۵۹) جیسا کہ ارشاد ہے: وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (۳۳: ۳۷) اور خدا کا امر (پہلے ہی) عمل میں لایا گیا ہے، یعنی امامِ مبین کے عالمِ شخصی میں امرِ کُلّ کا مظاہرۂ تجدّد اپنے تمام تر نتائج کے ساتھ موجود ہے، اسی لئے وہ مظہرِ امر، یا امرِ فعلی، یا ولیِّ امر کہلاتا ہے، آپ اس کو امرِ مجسّم بھی کہہ سکتے ہیں، یاد رہے کہ جہاں امر ایک کلمہ ہے، وہاں وہ اس زبان میں ہوتا ہے، جو عالمِ شخصی میں بولی جاتی ہو، کیونکہ روحانیت اور نامۂ اعمال کی گفتگو ہر شخص کی اپنی زبان میں ہوتی ہے۔

۲۔ **ابداع وانبعاث**: اگر آپ ابداع وانبعاث کے بارے میں عالمِ شخصی سے باہر سوچیں گے، تو غلط تصوّرات کا سلسلۂ لاانتہا شروع ہو جائے گا، اس لئے آئیے ہم سب مل کر جذبۂ شکرگزاری سے گریہ کنان خدا

کے حضور بار بار سجدہ کریں کہ اس نے اپنے نورِ ارضی (نُوْرِ مُنَزَّل ۵: ۱۵) کے توسط سے ہم پر عالمِ شخصی کے اسرار منکشف کر دیئے، چنانچہ آپ باور کریں گے کہ ابداع و انبعاث ایک ہی مقام پر ایک ساتھ ہے، یعنی جب انائے علوی کا ظہور ہوتا ہے تو یہی ظہور ازل کے اعتبار سے ابداع ہے، اور ابد کے اعتبار سے انبعاث، اور یہ بات بھی خوب یاد رہے کہ ازل و ابد عالمِ شخصی میں ایک ہی مقام پر ہے، جس کے یہ دو نام مقرر ہیں، جس کی تمثیل گھڑی سے دی جاسکتی ہے کہ اس پر جہاں بارہ بجتے ہیں، وہیں نقطۂ آغاز بھی ہے، اب سوال ہے کہ ایسے میں مُبدِع اور مُبدَع کا کیا تصور ہوگا؟ اس کا جواب دو طرح سے دیا جاسکتا ہے: (الف) ایک لحاظ سے یہ ظہور مبدَع ہے، بغیر اس کے کہ مبدِع دکھائی دے (ب) دوسرے لحاظ سے یہی مبدِع بھی ہے اور مبدَع بھی، کیونکہ یہ یک حقیقت اور عالمِ وحدت کا مقام ہے۔

۳۔ **عقلِ کُلّ**: عقلِ کُل جو ایک عظیم فرشتہ ہے، اس کے چند نام یہ ہیں: اوّل، سابق، قلم، عرش، آدمِ معنی، مُبدَع، وغیرہ، آپ میری ایک چھوٹی سی کتاب "لُبِّ لُباب" کو بھی دیکھیں، اس کے جیسے کثیر نام ہیں، ایسے زیادہ کام بھی ہیں۔

۴۔ **نفسِ کُلّ**: یہ دوسرا عظیم فرشتہ ہے، اس کے مشہور اسماء یہ ہیں: ثانی، تالی، لوح، کرسی، حوّائے معنی وغیرہ۔

۵۔ **پانچ حدودِ روحانی**: عقلِ کُلّ، نفسِ کُلّ، جدّ، فتح، خیال، یہ پانچ حدودِ روحانی ہیں، جو شریعت کی زبان میں قلم، لوح، اسرافیل، میکائیل اور جبرائیل کہلاتے ہیں، یہ وہ پانچ وسائط فرشتے ہیں، جن کے توسّط سے آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوتی تھی، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: حدّثنی جبرائیل عن میکائیل عن اسرافیل عن اللّوح عن القلم۔

۶۔ **پانچ حدودِ جسمانی**: ناطق، اساس، امام، حجّت، اور داعی، یہ پانچ

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حدودِ جسمانی ہیں جو پانچ حدودِ روحانی کے مقابل ہیں۔

۷۔ **پانچ اولوا العزم**: حضرتِ نوح، حضرتِ ابراہیم، حضرتِ موسیٰ، حضرتِ عیسیٰ، اور حضرتِ محمد صلوات اللہ علیہم پانچ اولوا العزم پیغمبر ہیں، مگر حضرتِ آدم علیہ السّلام اولوا العزم میں شامل نہیں، قرآنِ پاک (۴۶: ۳۵؛ ۲۰: ۱۱۵) میں دیکھ لیں۔

۸۔ **راہِ دین کی چار منزلیں**: تصوّف کی بعض کتابوں میں یہ حدیث درج ہے: الشّریعۃُ اقوالی، وَالطّریقۃُ افعالی، وَالحقیقۃُ احوالی، والمعرفۃُ سِرّی۔ شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے اعمال کا، حقیقت میری باطنی کیفیت کا، اور معرفت میرا راز ہے۔

۹۔ **یقین کے تین درجات**: علمُ الیقین، عینُ الیقین اور حقُ الیقین، سب سے پہلے علمُ الیقین کا مرحلہ ہے، جس میں حقیقی اور یقینی علم کی سخت ضرورت ہے اگر ایسا علم حاصل ہوا اور اس پر عمل بھی کیا گیا تو پھر عین الیقین کی منزل تک رسائی ہو سکتی ہے، جس میں چشمِ باطن کھل جاتی ہے، اور عالمِ شخصی ہی میں حقیقتوں کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے، اگر ان منازل میں بھی کامیابی ہوئی تو بالآخر حقُ الیقین کا مقام آتا ہے، جہاں سب سے اعلیٰ درجے کے اسرار ہیں۔

۱۰۔ **چالیس سال کی حکمت**: آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو چالیس برس کی عمر میں نبوّت عطا ہوئی، اس کی تاویلی حکمت یہ ہے کہ آپؐ سے پہلے عالمِ دین میں چالیس حدود نے کام کیا تھا، وہ پانچ ادوار میں سے ہر دَور کا ناطق، اساس اور چھ ائمّہ ہیں، اور اسی طرح (۸ × ۵ = ۴۰) کُل چالیس حدود کا زمانہ گزر گیا تھا، جیسے قرآنِ حکیم میں ہے: حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً . . . (۴۶: ۱۵)۔

۱۱۔ **تاویلِ محضِ مُجرّد**: وہ خالص اور آزاد تاویل یا وہ باطنی علم جو کسی کو

عالمِ شخصی میں عطا ہو جاتا ہے جسمیں روحانیت و عقلانیت کے اصل ظہورات و معجزات کا تذکرہ جامۂ تمثیل اور حجابِ تشبیہہ کے بغیر ہوتا ہے، یہ علم سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام کو دیا گیا تھا۔

۱۲۔ حارث بن مُرّہ: جس شیطانِ جنّی نے حضرت آدم سر اندیبی کے لئے سجدۂ اطاعت کرنے سے انکار کیا، اس کا نام حارث بن مُرّہ مشہور ہے، وہ حدودِ دین اور اہلِ باطن میں سے تھا، اس لئے جِنّ کہلایا، اہلِ باطن کی باطنی مرتبت عام لوگوں سے پوشیدہ ہے، اس لئے قرآن نے ان کو جِنّ کہا۔

۱۳۔ لفظِ شیطان اور ابلیس: شیطان کا لفظ شَطَنَ سے مشتق ہے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں، کیونکہ شیطان خود بھی حقیقت سے دور ہو چکا ہے اور دوسروں کو بھی دور کر دیتا ہے، لہٰذا اس کا نام شیطان ہوا، بعض اہلِ لُغت نے کہا کہ لفظِ شَیطَان میں نونِ زائدہ ہے، اور دراصل یہ شَاطَ یَشِیطُ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں: غصّہ سے سوختہ ہو جانا، لیکن یہاں یہ کہنا ہے کہ شیطان میں ایسے بہت سے بُرے معنی جمع ہیں، اس لئے دونوں معنی درست ہو سکتے ہیں، اب ہم لفظِ ابلیس کا تجزیہ کرتے ہیں کہ یہ اَبْلَسَ مِنْ رحمۃِ اللہ (خدا کی رحمت سے مایوس ہونا) کے معنی میں ہے۔

۱۴۔ لفظِ عزازیل: کلمۂ عبری (عبرانی) ہے، جس کے معنی ہیں: خدا کا عزیز (معزّز، گرامی) یہ ابلیس کے راندہ ہونے سے قبل کا لقب ہے، کہ وہ مقرّبین میں سے تھا، یہ نام فارسی ادبیات میں شیطان کے لئے باقی رہا ہے (فرہنگِ فارسی، عمید)۔

۱۵۔ حظیرۃُ القدس: اس کے لفظی معنی ہیں: احاطۂ مقدّس، اور مرادی معنی ہیں: دائرۂ عقلِ اوّل، دارالابداع، مقامِ اسرارِ ازل و ابد، گنجِ حقائق و

معارف، سرچشمۂ نور الانوار، بہشتِ عالمِ شخصی، اور مرتبۂ حقُّ الیقین۔

۱۶۔ مکان ولامکان کا باہمی تعلق: مکان عالمِ جسمانی کو کہتے ہیں اور لامکان (جس میں مکانیت کی تخصیص نہیں) عالمِ رُوحانی کا نام ہے، ان دونوں کی جائے تعلق یا سنگم بندۂ مومن کا دل و دماغ ہے، جس میں عالمِ لامکان کا تصوّر اور مشاہدہ ہوسکتا ہے، جب مولا علی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ "آیا تیرا یہ گمان ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر سمایا ہوا موجود ہے"۔ تو پھر حصولِ علم کی غرض سے پوچھنا چاہئے کہ عالمِ شخصی کا کوہِ طور کون سا ہے، اور عرش کہاں ہے؟ تاکہ بتا دیا جائے کہ پیشانی میں ہے، جو نہ صرف کوہِ طور اور غارِ حرا ہی ہے، بلکہ وہ عرش بھی ہے، اگرچہ قلب کی بہت بڑی اہمیّت ہے، تاہم کئی طرح سے قلب کے اعلیٰ معنی جبین (پیشانی) میں مرکوز ہو جاتے ہیں، مثال کے طور پر روحانی سفر کے دوران جب معجزۂ عزرائیلی کا مرحلہ آتا ہے تو اس وقت قبضِ رُوح کے عمل سے وہ دل جو (بشکلِ صنوبری) گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، وہ بیچارہ بار بار بے جان اور مُردہ ہو جاتا ہے، مگر پیشانی جو رُوحِ انسانی اور عقل کا مرکز ہے، وہ اس قیامتِ صغریٰ میں زندہ رہ کر تمام واقعات و حالات کا مشاہدہ کرتی رہتی ہے۔

۱۷۔ قلب کی تاویل: قلب کی اہمیّت کی خاص وجہ اس کی تاویل ہے کہ قلب سے امام علیہ السّلام مراد ہے، کیونکہ مومن کے جس پاک و پاکیزہ دل کو عرشِ رحمان ہونے کا انتہائی عظیم مرتبہ حاصل ہے، وہ امامِ زمان علیہ السّلام کا نورِ اقدس ہی ہے، جو بحدِ فعل نہیں تو بحدِ قوّت مومن کی پیشانی میں ہے، جس کا ثبوت جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے کہ تاویلی موت کے دوران عالمِ شخصی کی زمین (جس میں قلبِ صنوبری بھی ہے) کئی کئی مرتبہ فنا ہو جاتی ہے، مگر سر جو آسمان ہے، اور جبین جو مقامِ عرش ہے، جس پر وجہ اللہ یعنی امامِ زمان علیہ السّلام جلوہ گر

ہے اس کو کچھ نہیں ہوتا، اور یہ بہت بڑا راز اسرارِ مخزون یعنی خزینۂ خاص کے بھیدوں میں سے ہے (۵۵: ۲۶-۲۷) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

نصیر الدّین نصیر ہونزائی، کراچی
منگل، ۱۰، شوال المکرم ۱۴۱۲ھ
۱۴/ اپریل ۱۹۹۲ء

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
جمعہ ۲۸، دسمبر ۲۰۰۱ء

اِملاز چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۳۸

از کتابِ عشقِ سماوی، بعنوانِ انسانی حقیقت اور اس کا سایہ، ص ۱۳۰-۱۳۳:

یہ سچ ہے اور اس میں ذرا بھی شک وشبہ نہیں کہ انسان کی اصل حقیقت عالمِ عُلوی میں ہے، اور اس کا سایہ (جسمِ خاکی) عالمِ سفلی میں، اور اس امرِ واقعی کی روشن دلیلیں درج ذیل ہیں:

دلیلِ اوّل: قرآنِ حکیم کے کئی ارشادات میں یہ ذکر آیا ہے کہ جملہ اشیائے موجودات پیدائش ہی سے دو دو ہیں، اور کوئی چیز اس قانونِ دوئی سے مُستثنیٰ ہو کر ایک اکیلی نہیں ہو سکتی ہے، جبکہ صرف ذاتِ سُبحان ہی واحد اور طاق ہے، اور دوسری کوئی شی ہرگز ایسی نہیں۔

دلیلِ دوم: سورۂ نحل (۱۶: ۸۱) میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ اقدس ہے کہ اس نے اپنی ہر مخلوق کا ایک سایہ بھی پیدا کیا، تاکہ اس سے انسان کو فائدہ ہو، یعنی اس قادرِ مطلق نے عالمِ امر میں انسانی روح کو پیدا کیا، اور عالمِ خلق میں جسم کو اس کا سایہ بنایا، جس طرح قلمِ اعلیٰ کا مظہر (سایہ) رسولِ پاکؐ ہیں، اور لوحِ محفوظ کا مظہر (سایہ) امامِ مُبینؑ، ہاں اس آیۂ شریفہ میں مظہریت کی حقیقت بھی ہے کہ روحِ لطیف جو بہشت (عالمِ علوی) میں ہے اس کا بدنِ کثیف بطورِ مظہر (سایہ) اس جہان میں ہے۔

دلیلِ سوم: مذکورۂ بالا آیت ہی میں یہ اشارۂ حکمت بھی ہے کہ ہر کامیاب

مومن اور مومنہ کو معجزاتی پیراہن مل سکتا ہے، یہ انسان کی اصل حقیقت اور روح کا عُلوی سِرا ہے، جو بہشت میں ہے، چنانچہ جب کوئی نیک بخت شخص اس نورانی پیراہن (جامۂ بہشت) کو پہن لے گا، تو وہ اپنے آپ کو بہشت میں دیکھے گا، یہ ہے آدمی کا اپنی اصل حقیقت سے واصل ہو جانا۔

دلیلِ چہارم: آپ یقیناً دو دو ہیں، یعنی آپ میں سے ہر ایک بیک وقت بہشت میں بھی ہے اور یہاں اس دنیا میں بھی، اور اس کی روشن دلائل میں سے ایک دلیل "ہزار حکمت" کی ابتدا ہی میں ہے، جیسا کہ ارشادِ قرآنی کا ترجمہ ہے: اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی (۱۴: ۳۴) یہ فرمانِ الٰہی آپ کی اس پاکیزہ اور لطیف ہستی کے پیشِ نظر ہے، جو بہشتِ برین میں مطمئن ہے، نہ کہ دنیوی وجود کے اعتبار سے، اور ہر دانا اس دلیل کی بہت قدر کرے گا۔

دلیلِ پنجم: آپ قرآنِ حکیم میں دیکھتے ہیں کہ لوگ نفسِ واحدہ/آدمِ زمانؑ سے پیدا کئے جاتے ہیں، اور پھر اسی میں وہ لپیٹ لئے جاتے ہیں، اس کا یہ مطلب ہوا کہ یہی مرتبۂ عُلیا ہی ہر شخص کی انائے عُلوی اور روح کا بالائی سِرا ہے، جو بہشت میں ہے۔

دلیلِ ششم: اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں قدیم ہے، اس لئے وہ جلّ جلالہٗ ہمیشہ ہمیشہ کُلّ اشیاء کو مرکز میں لپیٹتا بھی ہے اور پھیلاتا بھی ہے، اس سے تمام چیزوں کا وہ جوہرِ وحدت مرکز سے کبھی ختم نہیں ہوتا، بلکہ وہ نقشِ ازل کی حیثیت سے باقی و برقرار رہتا ہے، جیسے قرآنِ حکیم جب لوحِ محفوظ سے اس دنیا میں نازل ہوا، تو اس کے لئے یہی قانون تھا کہ عالمِ امر کے مطابق وہاں بھی رہے اور عالمِ خلق کے مطابق یہاں بھی آئے (۸۵: ۲۱-۲۲)

دلیلِ ہفتم: قرآنِ عزیز میں جہاں اللہ کی رسّی کی مثال آئی ہے (۳: ۱۰۳)

وہاں وہ کوئی معمولی بات ہرگز نہیں ہے، بلکہ اس کی حکمت میں انتہائی جامعیت ہے، اور اس کا ایک واضح اشارہ یہ ہے کہ انسانی روح حبل اللہ سے وابستہ ایک چھوٹی سی رسی ہے، رسی میں سالمیت بھی ہے، اور اس کے دو سرے بھی ہیں، اس کا بالائی سرا بہشت میں ہے، اور زیرین سرا دنیا میں، اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی اصل حقیقت بہشت میں ہے۔

دلیلِ ہشتم: ارشاد ہے: من عرف نفسه فقد عرف ربه = جس نے اپنے آپ (یا اپنی روح) کو پہچان لیا، یقیناً اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، مگر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی اپنی روحِ نباتی، روحِ حیوانی، اور عام روحِ انسانی کے قیاس پر اپنے رب کو پہچانے؟ ہاں یہ حقیقت ہے کہ نفسه (اپنے آپ = اپنی روح) سے انسانِ کامل مراد ہے کہ عارف کی اصل جان (نفس = روح) وہی ہے، اور اسی کی معرفت حضرتِ ربّ کی معرفت ہے، دراں حالے کہ حقیقی مرشد کی روح (نور) مرید میں آکر رہنمائی کرتی رہتی ہے، کیونکہ انسانِ کامل وہ ہے جو خدا کے عطا کردہ نور کے ذریعے سے لوگوں کے باطن میں چل سکتا ہے (۶: ۱۲۲) اس سے پتا چلا کہ امامِ عالی مقام عموماً تمام لوگوں اور خصوصاً مریدوں کی چوتھی روح ہے، جس میں بہشت ہے، اس معنیٰ میں آپ بہشت میں بھی ہیں، اور دنیا میں بھی۔

دلیلِ نہم: سورۂ فرقان کی اس آیۂ کریمہ کی طرف بہت سے صوفیوں اور عارفوں کی نگاہیں جاتی رہی ہیں کہ یہ سایہ کون سا ہے؟ عام ہے یا خاص؟ یا خاص الخاص؟ سبحان اللہ! یہ ظلِّ الٰہی ہے (۲۵: ۴۵) کیونکہ یہ سوال مقامِ دیدار (حظیرۂ قدس) سے متعلق ہے، اور یہ سب سے بڑا راز ہے کہ جب سورج کا کوئی سایہ نہیں ظلِّ الٰہی کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ لیکن یہ نکتۂ دلپذیر یاد رہے کہ عکسِ خورشید ہی اس کا سایہ ہے، اور اسی طرح مظہرِ نورِ خدا ہی ظلِّ الٰہی ہے اور وہ

آپ کی انائے عُلوی ہے۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی
پیر، یکم جمادی الاوّل ۱۴۱۹ھ
۲۴، اگست ۱۹۹۸ء

ن ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس۔ آئی)
جمعرات ۳، جنوری ۲۰۰۲ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۳۹

بحوالۂ کتابِ ہزار حکمت، ح: ۴۰۱ - ۴۰۵ بعنوانِ زَبُور

زَبُور (۱): لکھنا، لکھا ہوا۔ وہ کتابِ سماوی جو حضرتِ داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی، بعض علماء کی رائے ہے کہ زَبُور اس آسمانی کتاب کو کہتے ہیں جس میں صرف حکمتیں اور دانائی کی باتیں بیان کی گئیں ہوں۔ (قاموس القرآن)۔ میں کہتا ہوں کہ البتہ یہ سچ ہے جبکہ زَبُور خزانۂ عشقِ الٰہی کی ایک روشن مثال ہے، خداوندِ عالم کے سچے عاشقوں کے پاس کیا کیا ساز و سامان ہونا چاہیئے؟ اس کا مفصل جواب زَبُور سے ملے گا۔

زَبُور (۲): کتاب، مزبور۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قرآنِ حکیم میں کہیں بھی عشق کا لفظ نہیں آیا ہے اور نہ یہ خدا کے لئے استعمال ہو سکتا ہے، میری گزارش ہے کہ قرآنِ پاک میں نہ صرف عشق کے مترادفات ہی ہیں، بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس کتابِ سماوی کی تصدیق بھی موجود ہے، جس کے شروع سے لیکر آخر تک صرف عشقِ الٰہی اور اس کے وسائل کے سوا اور کچھ بھی نہیں، اور وہ حضرتِ داؤد علیہ السلام کی زبور ہی ہے (سورۂ نساء، ۴: ۱۶۳، سورۂ بنی اسرائیل ۱۷: ۵۵)۔

زَبُور (۳): نامۂ عشقِ الٰہی: قرآنِ عظیم میں عشق کے مترادفات کی

ISW Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

موجودگی اور کتابِ عشقِ سماوی (زبور) کی تصدیق کے علاوہ عشق کے احوال بھی مذکور ہیں، مثال: اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور اس سے ان کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہو جاتی ہے (۱۷: ۱۰۹) کیا یہ خداوندِ عالم کا عشق نہیں ہے؟ آیا یہ اس عشق کا نمونہ نہیں جو صاحبِ زبورؑ میں تھا؟

زَبُوْر (۴): نامۂ عشقِ خداوندی: ارشادِ قرآنی ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ: اور جو اہلِ ایمان ہیں ان کو (صرف) خدا ہی کے ساتھ نہایت قوی محبّت ہے (۲: ۱۶۵) ایسی نہایت سخت محبّت کسی میں خدا کے لئے ہو تو وہ عشق ہی ہے، اور خداوندِ قدّوس کا پاک عشق وہ پُرحکمت اور بابرکت نور ہے جو نہ صرف دل و دماغ اور عقل و جان کو منوّر کر دیتا ہے بلکہ اس سے بدن کے تمام خلیات و ذرّات بھی مستنیر ہو جاتے ہیں، یہی سبب ہے کہ ربِّ کریم نے حضرتِ داؤدؑ علیہ السّلام کو کتابِ عشق یعنی زَبُوْر عطا کر دی اور ان کو معلّمِ عشق بنا دیا۔

زَبُوْر (۵): کتاب، مراد نامۂ اعمال: سورۂ انبیاءؑ کے آخری رکوع (۲۱: ۱۰۵) میں ارشاد ہے: اور ہم نے تو یقیناً (اپنے دوستوں کے) نامۂ اعمال میں (ان کی تکمیل) ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ میرے نیک بندے کائناتی زمین کے وارث ہوں گے۔ آپ اس کو بہشت کی زمین بھی کہہ سکتے ہیں، کیونکہ جنّت کائنات کے طول و عرض میں ہے (۳: ۱۳۳؛ ۵۷: ۲۱)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
بدھ ۲۳، جنوری ۲۰۰۲ء

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

قلب = فؤاد = دل آئینۂ اسرارِ معرفت ہے

قسط: ۴۰

ازکتابِ صنادیقِ جواہر (ص۔ ج: ۲۰) صہ ۱۶۳۔ ۱۶۸:۔

سوال۔ ۱۹۱: کسی بابرکت زمین کی تعریف کے ساتھ ساتھ اسکے مشارق و مغارب کی طرف زیادہ توجہ دلانے میں کیا حکمت ہے؟ وہ زمین کونسی ہے (۷: ۱۳۷)؟

جواب: کیونکہ وہ مبارک ومقدس سرزمین عرفانی بہشت ہے، اس پر نور الانوار یعنی خورشیدِ عقل کثیر معنوں اور کثیر اشارات کے ساتھ طلوع و غروب ہوتا رہتا ہے، حالانکہ ایک ہی پاک وبابرکت جگہ ہے جو وہی مشرق بھی ہے اور مغرب بھی، لیکن کثرتِ معانی کی وجہ سے اُس کو مشارق ومغارب کہا گیا، اور وہ زمین حظیرۃ قدس ہے، جس کو خدا نے امامِ مبین علیہ السّلام کی جبینِ مبارک میں رکھا ہے۔

سوال۔ ۱۹۲: خورشیدِ عقل کس طرح کثیر معنوں اور کثیر اشارات کے ساتھ طلوع وغروب ہوتا رہتا ہے؟ جواب: مثال کے طور پر خورشیدِ عقل کے طلوع و غروب سے یہ معلوم ہوا کہ بیشمار چیزیں پردۂ غیب سے ظہور پذیر ہو کر پھر غائب ہو جاتی ہیں، یہ تو طلوع وغروب کی مثال ہوئی، اب غروب وطلوع کا اشارہ دیکھتے ہیں کہ معدنیات، نباتات، حیوانات، اور انسان کی پیدائش سورج کے غروب کے بعد طلوع ہونے کی طرح ہے، اور بعض واقعات وامور بھی ایسے ہیں، جیسے حضرتِ یوسفؑ کو کنویں سے نکالنا، مچھلی کے پیٹ سے حضرتِ یونسؑ کی خلاصی، حضرتِ

سلیمانؑ کے لئے جنّات کا سمندر سے موتی نکالنا، وغیرہ۔

سوال۔ ۱۹۳: کیا آپ حظیرۂ قدس کے چند دوسرے نام بتا سکتے ہیں؟

جواب: اِنْ شَاءَاللّٰه (۱) قریبی بہشت (۲) کوہِ جودی (۳) مکانِ عالی (۴) مقامِ ابراہیمؑ (۵) بیتُ العتیق (۶) بیتُ المعمور (۷) قبلۂ فرشتگان (۸) مسجدِ اقصیٰ (۹) مقامِ عقل (۱۰) مقامِ معراج (۱۱) کوہِ طور (۱۲) وادیٔ مقدسِ طُویٰ (۱۳) عِلّیّین (۱۴) مقامِ خزائن (۱۵) کُلّیۂ امامِ مُبین (۱۶) مطویّات، وغیرہ۔

سوال: ۱۹۴: سقفِ مرفوع (اونچی چھت ۵۲: ۵) سے کیا مراد ہے؟ سقفِ محفوظ (محفوظ چھت ۲۱: ۳۲) کی کیا تاویل ہو سکتی ہے؟

جواب: سقفِ مرفوع سے عالمِ شخصی کا عرش مراد ہے، جو حظیرۂ قدس ہے، کیونکہ عرش کے معنوں میں چھت بھی ہے، اور سقفِ محفوظ لوحِ محفوظ کی طرح ہے کہ اس چھت (عرش) کے تحت جو کچھ بھی ہے وہ ہمیشہ محفوظ ہے، پس عالمِ شخصی کی جس چھت پر دیدار ہے وہ عرش ہے، اور جس سمندر پر بھری ہوئی کشتی ہے، وہ بھی عرش (تخت) ہے۔

سوال۔ ۱۹۵: سورۂ ذاریات میں ارشاد ہے: وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ. وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۵۱: ۲۰۔ ۲۱) اس کا اصل مطلب بتائیں۔ جواب: اور (کائناتی) زمین (یعنی عالمِ اکبر) میں اہلِ یقین کے لئے نشانیاں ہیں، اور خود تمہارے اپنے وجود (عالمِ شخصی) میں بھی سب کچھ ہے۔ ارض سے کائناتی زمین مراد ہے، جس میں نفسِ کُلّی کی زمین سب سے عظیم شی ہے، کہ وہ آسمانوں کا آسمان بھی ہے، عقلِ کُلّی کی زمین بھی، اور اس کے ساتھ مل کر عقلی آسمان بھی ہے، سُبحان اللّٰه!

سوال۔ ۱۹۶ : وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ (۵۱ : ۲۲)
اس آیۂ کریمہ میں کیا تاویلی راز ہے؟ جواب : ترجمۂ اوّل : آسمان ہی میں ہے تمہارا رزق بھی اور وہ چیز بھی جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے۔ ترجمۂ دوم : عالمِ بالا ہی میں ہے تمہارا (روحانی) رزق بھی اور وہ چیز (یعنی قیامت) بھی جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے۔ ترجمۂ سوم : شخصِ وحدت ہی میں ہے تمہارا (باطنی) رزق بھی اور وہ چیز (روحانی قیامت) بھی جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے۔

سوال۔ ۱۹۷ : سورۂ مائدہ (۵ : ۴۸) میں ارشاد ہے : لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۔ اس کا حکمتی اشارہ کیا ہے؟ جواب : ترجمہ : ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک طریقت مقرر کر دی ہے، یعنی اسی طرح حقیقت اور معرفت بھی ضروری ہیں کہ وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہیں، کیونکہ اسی آیۂ کریمہ میں یہ حکم بھی ہے : فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۔ پس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ۔ قرآنی حکمت یہ بتاتی ہے کہ کوئی بھی نیکی صِرَاطِ مُسْتَقِيم سے ہٹ کر نہیں ہے، اور اس راہِ دین کی ابتداء سے لیکر انتہا تک نیکیاں ہی نیکیاں ہیں، جن پر عمل کرنے کے لئے آگے سے آگے جانا پڑتا ہے، تاآنکہ مومنِ سالک فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔

سوال : ۱۹۸ : آپ روشن دلائل سے یہ ثابت کریں کہ اسلام روحانی ترقّی کا دین ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم نے نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے کا حکم دیا۔ جواب : (۱) اسلام دینِ فطرت ہے، اور فطرت کا بہترین نمونہ انسان ہے، انسان جسماً، روحاً اور عقلاً بہت ترقّی کر سکتا ہے۔ (۲) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے مطابق تمام مسلمانانِ عالم ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ خدا ان کو راہِ دین پر چلائے، تاآنکہ منزلِ مقصود آئے۔ (۳) دیکھئے

حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ بندے کو حضرتِ رب کی طرف سفر کرنا ہے (۹۹:۳۷)۔ (۴) اسلام میں سیڑھی کی مثال بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ سیڑھی (معراج) آنحضرتؐ کے روحانی سفر کو ظاہر کرتی ہے۔ (۵) انبیاء و ائمّہ علیہم السّلام حدودِ دین سمیت اپنے اپنے وقت کی رُوحانی سیڑھیاں ہوا کرتے ہیں (۴:۷۰)۔ (۶) قرآنِ عزیز میں جگہ جگہ درجات کا ذکر ہے، اور درجے بھی سیڑھی کی طرح ہوتے ہیں، جن میں ترقّی کا اشارہ نمایاں ہے۔ (۷) اگر مادیّت کی پستی سے نکل کر روحانیت کی بلندی پر جانے کی ضرورت نہ ہوتی تو اللہ کی رسّی اس جہان میں نہ آتی (۳:۱۰۳)۔ (۸) اگر انسان کو رُوحانی سفر درپیش نہ ہوتا تو نہ فرمایا جاتا کہ سب سے بہتر زادِ راہ پرہیزگاری ہے (۲:۱۹۷)، (۹) ان جیسے الفاظ میں روحانی سفر کے معانی ہیں: نور، ھدایت، ھادی، سبیل، توبہ، رجوع، اتّباع (پیروی) سابِقُوا (سبقت کرو) سارِعُوا (جلدی کرو) فِرُّوا (بھاگو) وغیرہ۔

سوال ۱۹۹: المُستدرك، الجزء الثّالث، کتابِ معرفة الصّحابة میں یہ حدیثِ شریف ہے: الا انّ مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من قومہٖ مَن رکبِھا نجا و مَن تخلف عنھا غرق۔ اس کی گہرائی کی کوئی خاص حکمت بتائیں۔ جواب: ترجمہ: خبردار ہو جاؤ یقیناً میرے اہلِ بیت کی مثال تمہارے درمیان کشتیٔ نوح کی سی ہے کہ اس کی قوم میں سے جو شخص اس میں سوار ہوا اس کو نجات مل گئی اور جس نے اس سے مخالفت کی وہ غرق ہو گیا۔

حضرتِ نوح علیہ السّلام کا سفینۂ ظاہر مثال ہے اور سفینۂ باطن (نورِ امامت) ممثول، کیونکہ طوفان نہ صرف ظاہر میں تھا، بلکہ باطن میں بھی تھا،

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

جس سے نجات دلانے کے لئے نورِ امامت کشتی کا کام کرتا ہے، اور یہی نور پانی پر حضرتِ ربّ کا عرش بھی ہے (۱۱: ۷) پس انہی تمام معنوں کے ساتھ آنحضرتؐ کے اہلِ بیت کی مثال سفینۂ نوح کی طرح ہے۔

سوال ۔ ۲۰۰ : یہ بہت بڑا سوال سورۂ مائدہ (۵: ۱۱۲۔ ۱۱۵) کے حوالے سے ہے کہ وہ مائدہ (خوانِ نعمت) جس کے لئے حواریوں نے درخواست کی تھی اور حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام کی دعا سے نازل ہوا تھا، وہ کس نوعیّت کی نعمتوں کا خوانِ کرم تھا؟ کیا وہ جسمانی غذاؤں کا مائدہ تھا؟ یا رُوحانی نعمتوں کا مجموعہ؟ جواب: حضرتِ عیسیٰ کے حواری اتنے انجان اور لاعلم نہ تھے کہ دنیا کی غذائیں آسمان سے طلب کریں، بلکہ یہ عالمِ شخصی اور حظیرۂ قدس کے جملہ معجزات تھے، جن میں رُوح اور عقل کی ہر گونہ غذا موجود ہوتی ہے، یہ ایسی رُوحانی چیزیں ہیں جو حدودِ دین کے درجۂ اوّل سے درجۂ آخر تک سب کے لئے ضروری ہیں۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)
منگل ۱۲، فروری ۲۰۰۲ء

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

رُوح شناسی اور ربّ شناسی

قسط: ۱

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۸۵) میں ارشاد ہے: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

ترجمہ: اور یہ لوگ آپ سے روح کو (امتحاناً) پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ روح میرے ربّ کے امر سے ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

یہ سوال آنحضرتؐ کے آزمانے کو یہود نے کیا تھا، پس اللہ نے کھول کر نہ بتایا کیونکہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا، اگلے پیغمبروں نے بھی مخلوق سے ایسی باتیں نہیں کیں، حق تعالیٰ کا کلام اپنے اندر عجیب و غریب اعجاز (معجزہ = کرامت) رکھتا ہے، روح کے متعلق یہاں جو کچھ فرمایا اس کا سطحی مضمون عوام اور قاصر الفہم یا کجرو معاندین کے لئے کافی ہے، لیکن اسی سطح کے نیچے انہی مختصر الفاظ کی تہہ میں روح کے متعلق وہ بصیرت افروز حقائق مستور ہیں جو بڑے سے بڑے عالی دماغ نکتہ رس فلسفی اور ایک عارفِ کامل کی راہِ طلب و تحقیق میں چراغِ ہدایت کا کام دیتی ہیں (ایک ترجمۂ قرآن کا حاشیہ)۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
اتوار ۲، دسمبر ۲۰۰۱ء

املا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدین

رُوح شناسی اور رَبّ شناسی

قسط: ۲

رُوح = نفس = جان = جی = فرشتہ = رُوح اللہ = (امامؑ = رہنما) (۱۲: ۸۷۔ بحوالۂ وجہِ دین، کلام۔ ۴۵، ص ۳۸۹)۔

حضرتِ مولا علیؑ نے فرمایا: انا امرُاللہِ والرُّوح یعنی میں ہوں امرِ خدا اور اس کی رُوح (کوکبِ دُرّی بابِ سوم، منقبت ۴۸)۔

سوال: آخر ایسا کیوں ہے کہ رُوح = نفس یعنی جان فرشتہ بھی ہے، امام بھی اور امر بھی؟۔ ج: اس کی وجہ یہ ہے کہ مومن کی ہستی گویا ایک گاؤں = بستی ہے جس کو ایک نہر = جان = رُوح آباد کر رہی ہے، آپ اپنے عالمِ شخصی میں نہرِ رُوح کا سرچشمہ دیکھنے کیلئے پانی کے بہاؤ کے خلاف نہر کے کنارے کنارے چلتے جاتے ہیں کافی دور آگے جانے کے بعد ایک صاف شفاف ندی کا پانی آپ کی نہرِ جان میں ملتا نظر آتا ہے، یہ فرشتہ ہے، پھر آپ اللہ کی توفیق سے اور زیادہ آگے جاتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ایک دریائے نور بہہ رہا ہے جس سے نہرِ جان کو فیض مل رہا ہے اور یہی دریائے نور امامِ مبین ہے جو اصل سرچشمۂ رُوح ہے اور یہی دریائے نور (امامِ مبین) عالمِ امر بھی ہے، پس یہی سبب ہے کہ قرآن نے فرمایا: رُوح میرے ربّ کے عالمِ امر سے ہے یا کلمۂ کُن سے ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ عالمِ امر جو امامِ مُبین کا نور ہے جس میں انسانی رُوح

کا بالائی سرا مربوط ہے اور روح شناسی کا آخری درجہ بھی وہاں ہے، اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ روح کے ان درجات کی معرفت سے حضرتِ ربّ العزّت کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے، اور آپ کو یہ حقیقت روشن ہوئی ہو گی کہ ہدایت کا سرچشمہ بھی امامِ مبین علیہ السّلام ہی ہے۔

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت رُوحی امین الدّین

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)
پیر ۳، دسمبر ۲۰۰۱ء

روح شناسی اور ربّ شناسی

قسط: ۳

یہ نایاب حدیث شریف حکیم پیر ناصر خسرو ق س کی گرانمایہ کتاب زادُالمسافرین قول بیست و یکم ص ۲۸۷ پر ہے: اَعۡرَفُکُمۡ بِنَفۡسِہٖ اَعۡرَفُکُمۡ بِرَبِّہٖ۔

ترجمہ: تم میں جو شخص اپنی روح کا سب سے زیادہ عارف ہے، وہی تم میں اپنے ربّ کا سب سے زیادہ عارف ہے۔

پس روح اور ربُّ العزّت کی معرفت کے بہت سے درجات ہیں اور ان کا آخری درجہ فنائے مُطلق ہے، حضرتِ مولا علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَہٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّہٗ = جس نے اپنی روحِ عُلوی کو حظیرۂ قدس میں پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

سوال: کیا فنا فی الامام کے معجزۂ اعظم میں سب کچھ ہے؟

جواب: جی ہاں یہ معجزہ بھی دراصل حظیرۂ قدس ہی میں ہے۔

پس بڑے مبارک ہیں وہ جملہ اہلِ ایمان جو امامِ آلِ محمّد صلعم کے عاشقانِ صادق ہیں، کیونکہ امامِ زمان علیہ السّلام کا پاک عشق بڑا عجیب و غریب، خاموش اور مسلسل معجزہ ہے جس کی تعریف نہیں

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

ہوسکتی ہے۔

اِملا از چیف ریکارڈ آفیسر
عرفت روحی امین الدّین

ن.ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس.آئی)
پیر ۳؍ دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عزیزانِ علمی کا ذکرِ جمیل

اللہ تعالیٰ جَلَّ جلالُہٗ وَعَمَّ نوالُہٗ کے فضل وکرم سے حقیقی علم اہلِ حقیقت کے لئے آج دنیا میں بھی میوۂ جنّت ہے، اور اِن شَاءَ اللہ کل آخرت میں بھی، پس ہمارے عزیزانِ علمی کا ذکرِ جمیل میرے لئے باعثِ ہزار گونہ شادمانی اور خوشی ہے، کیوں نہ ہو کہ وہ سب کے سب حضرتِ امامِ زمان صلوات اللہ علیہ کے پاک امر و فرمان کے مطابق علم الیقین میں روز افزون ترقی کر رہے ہیں، یہ عزیزان دنیا کے مختلف ممالک میں ہیں، میں امریکہ اور برطانیہ کے فرشتہ خصلت عزیزان کی علمی اور رُوحانی مجلس سے بار بار محظوظ اور لُطف اندوز ہو چکا ہوں پھر بھی طائرِ خیال ہمیشہ ان کی طرف پرواز کرتا رہتا ہے، میرے تمام عزیز شاگردوں میں علم دوستی کی زبردست مقناطیسی قوّت پیدا ہو گئی ہے جس کے پسِ پردہ مولائے پاک کے مقدّس عشق کی کارفرمائی ہے۔

یقیناً اہلِ دانش کو اس روشن حقیقت سے انکار نہیں کہ اللہ و رسولؐ کی تعلیمات لوگوں کے عقلی درجات کے مطابق ہیں، لہٰذا میں آنحضرتؐ کے ارشادِ مبارک "اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہِ" (تمام مخلوقات گویا خدا کا کُنبہ ہیں) کا شیدائی ہوں اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہوا کہ مسلمان تو مسلمان ہی ہیں بہشت میں سب لوگ جائیں گے، اِنْ شَاءَ اللہ میں بھی سب کے ساتھ یا ان کے پیچھے

پیچھے بہشت میں جاؤں گا۔

سُورۂ یاسین (۳۶ : ۵۵) میں اہلِ جنّت کے شغل کا ذکر ہے، میری تحقیق کے مطابق یہ علمی شغل ہے، کیونکہ جنّت کی اعلیٰ نعمتیں علمی، عقلی اور عرفانی ہیں، جبکہ عالمِ شخصی کی بہشت = حظیرۂ قدس میں بھی ایسی نعمتیں ہیں۔

سوال: الخلقُ عِیالُ اللہ کا ارشادِ نبوی بھی حق ہے، اور دوسری طرف قرآن وحدیث میں دوزخ کا ذکر بھی حق ہے، اس صورت میں سب لوگ بہشت میں کیسے جا سکتے ہیں؟

جواب: دوزخ کی تاویل ہے ایسی جہالت و نادانی، جس کی وجہ سے مظہرِ نورِ خدا کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی ہے، اسی طرح اکثر لوگ دوزخِ نادانی میں گرفتار ہو جاتے ہیں، مگر جب امامِ زمانؑ بحکمِ خدا کسی عالمِ شخصی میں روحانی قیامت برپا کرتا ہے تو اس میں تمام لوگ جمع ہو جاتے ہیں، اور ان کو دوزخِ نادانی سے نکال کر بہشت کی طرف لایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے امام کو بہت سے مراتب دیئے ہیں ان میں سے یہاں دو مرتبوں کا ذکر کیا جاتا ہے، اوّل یہ کہ وہ امامُ المتقین ہے، اور دوم یہ کہ وہ امام الناس ہے، یعنی سب لوگوں کا امام، اس مرتبے میں وہ تمام لوگوں کو روحانی قیامت کے ذریعے بہشت میں جمع کر لیتا ہے، پس بہرحال ہم سب بہشت میں ہوں گے بہشت میں جنّتُ الاعمال بھی ہے یعنی وہ جنّت جو خدا نے آپ کے نیک اعمال سے آپ کے لئے بطورِ خاص بنائی ہے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر عرفت روحی امین الدّین

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بدھ ۵، دسمبر ۲۰۰۱ء

قرآنی حکمت = قرآنی سائنس
روحانی حکمت = روحانی سائنس

قسط : ۱

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک پُرحکمت اسم حکیم ہے، قرآنِ عزیز کا نام بھی حکیم ہے، رسولِ پاکؐ کا ایک مبارک اسم بھی حکیم ہے، اور مولا علیؑ کا ایک اسم بھی حکیم ہے، (بحوالۂ کتابِ سرائر، ص۔ ۱۱۷) ارشادِ مولا : اِسمی فِی القُرآن حکیماً۔ یعنی میرا نام قرآنِ شریف میں حکیم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکمت کے بغیر نہ تو خدا مل سکتا ہے نہ رسولؐ، نہ قرآن کا راز اور نہ امام کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے، پس میں حکمت کی خاطر قلندر ہو گیا ھرچہ بادا بادا ! (جو ہو سو ہو)۔

قرآنِ مجید میں کوئی اسم صفت اس طرح سے ہوتا ہے کہ یا تو خود وہ اسم ہوتا ہے یا اس کے فعل کا کوئی صیغہ، مثلاً ایک آیت میں خلق کا لفظ آیا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ الخالِق یا الخلّاق سے ہے، چنانچہ قرآن میں جہاں جہاں لفظِ حکمت آیا ہے، وہاں دیکھنا ہوگا کہ اصل حکیم کون ہے؟ جیسے سورۂ لُقمان (۱۲:۳۱) میں ہے : وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِكۡمَةَ اَنِ اشۡكُرۡ لِلّٰهِ ۔ (۱۲:۳۱)

ترجمہ : ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ کا شکر گزار ہو۔

اس سے صاف صاف یہ معلوم ہوا کہ لقمان از خود حکیم نہ تھا، لیکن جب خدا نے اسے حکمت عطا کی تو تب وہ حکیم ہو گیا، پس آئیے ہم اللہ کی توفیق سے قرآنِ حکیم میں دیکھتے ہیں کہ خدا اور رسولؐ اور قرآنِ حکیم کی حکمت کا سرچشمہ

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

زندہ خزانہ کہاں ہے؟ ... ح: وہ پاک زندہ خزانہ امامِ زمانؑ ہے۔

اس حقیقت کی پہلی دلیل: امامِ زمانؑ خدا کی بولنے والی کتاب یعنی قرآنِ ناطق ہے، حوالۂ قرآن: ۲۳: ۶۲ اور ۴۵: ۲۹، لہٰذا امامِ زمانؑ اپنی نورانیت میں حکیم ہے۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر عرفت روحی امین الدین

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائیؒ (ایس۔آئی)

جمعرات ۶، دسمبر ۲۰۰۱ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی حکمت = قرآنی سائنس

روحانی حکمت = روحانی سائنس

قسط: ۲

دوسری دلیل: قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ذُرِّیَّۃًۢ بَعۡضُہَا مِنۡۢ بَعۡضٍ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۚ (۳: ۳۳-۳۴)۔

ترجمۂ آیۂ شریفۂ اِصطفاء: یقیناً اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمرانؑ کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر (اپنی ہدایت کیلئے) منتخب کیا تھا، یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے، اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (۳: ۳۳-۳۴)۔

یہ سلسلۂ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ کی ایک روشن تفسیری آیت ہے، پس امامِ زمان علیہ السّلام اپنے نور میں قدیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے (بحوالۂ سرائر، ص ۱۱۷)۔

سوال: آیۂ اِصطفاء میں آنحضرتؐ کا ذکرِ شریف کس طرح ہے؟

جواب: حضورِ انور صلعم کے انتخاب کا ذکر آلِ ابراہیمؑ کے ساتھ بھی ہے اور آلِ عمرانؑ کے ساتھ بھی، یہاں عمران حضرتِ امام ابوطالب علیہ السّلام کا مبارک نام ہے۔

تیسری دلیل: بحوالۂ ہزار حکمت (ح: ۵) آیۂ شریفہ کا ترجمہ ہے: ہم نے

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

تو ابراہیمؑ کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی ہے اور ان کو بہت بڑی سلطنت بھی دی (۴: ۵۴)۔ آسمانی کتاب کی حقیقی وراثت، تاویلی حکمت اور عظیم رُوحانی سلطنت اس دَور میں اَئِمّۂ آلِ مُحمّدؑ کے سلسلۂ پاک میں ہے، الٰہذا یہ حقیقت ہے کہ علیؑ زمان علیہ السّلام حکیم اور سرچشمۂ حکمت ہے۔

چوتھی دلیل: اللہ تعالیٰ نے جب امامِ مُبینؑ میں اپنے جملہ خزانوں کو گھیر کر اور گن کر رکھا ہے تو پھر امامِ زمانؑ اپنی نورانیت میں حکیم اور سرچشمۂ حکمت کیوں نہ ہو۔

اِملاء از چیف ریکارڈ آفیسر ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

عرفت روحی امین الدّین جمعہ ۷، دسمبر ۲۰۰۱ء

حبیبِ خداؐ کس طرح رحمتِ عالم ہیں؟

یہ بڑا خوبصورت عنوان، ایک نہایت حسین اَچھُوتا سوال ہے، رحمتِ عالم صلّی اللہ علیہِ وآلِہ کی شان میں حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۲۱ : ۱۰۷)۔

پہلا ترجمہ: اے نبیؐ، ہم نے تو تم کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

دوسرا ترجمہ: اے رسولؐ، ہم نے آپ کو تمام عوالمِ شخصی کے لئے رحمتِ کُل بنا کر بھیجا ہے۔

سوال: جب خدائے بزرگ و برتر نے اپنے محبوب رسولؐ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے تو پھر قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ دوزخ کا ذکر کیوں ہے؟

جواب: دوزخ کی تاویل ایسی جہالت و نادانی ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ نورِ ہدایت کی معرفت سے محروم رہتے ہیں، پھر بھی نمائندۂ رحمتِ عالم = امامِ زمانعؑ = امام آلِ محمدؐ بحکمِ خدا روحانی قیامت برپا کر کے تمام لوگوں کو عالمِ شخصی کی بہشت میں جمع کر لیتا ہے، اسی طرح ہر زمانے کا امام اپنے وقت کے سب لوگوں کو دوزخِ جہالت و نادانی سے نکال کر بہشتِ علم و معرفت میں داخل

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کر دیتا ہے، انہی معنوں میں آنحضرتؐ سب لوگوں کے لئے رحمت ہیں۔

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ کے ارشادِ نبوی سے اس حقیقت کی شہادت ملتی ہے، یہ قرآنی سائنس ہے جس کے جاننے میں سب لوگوں کا روحانی فائدہ اور سکون ہے، ہم نے روحانی قیامت کے متعلق بار بار لکھا ہے، آپ دیکھ سکتے ہیں۔

املا از چیف ریکارڈ آفیسر — ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

عرفت روحی امین الدّین — جمعۃ المبارک

۲۱، رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ ۷، دسمبر ۲۰۰۱ء

ظہورِ محمدی کیلئے چالیس حدودِ دین

بحوالۂ کتابِ سرائر واسرار النطقاء، ص۸۳:۔

وَذٰلِكَ أنك اذا عددت آدم ووصیه وستة أئمة دوره، ونوح ووصیه وستة أئمة دوره، وابراهیم ووصیه وستة أئمة دوره، وموسیٰ ووصیه وستة أئمة دوره، وعیسیٰ ووصیه وستة أئمة دوره، کان عددهم اربعین حدًّا، وکانت خدیجة خاتم الأربعین، کما قال الله عزوجل:۔

اِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِیْنَ سَنَةً (۴۶ : ۱۵)۔

ناطق آدمؑ،	وصی مولانا شیثؑ،	امامانِ دَور چھ کُل آٹھ
ناطق نوحؑ،	وصی مولانا سامؑ،	امامانِ دَور چھ کُل آٹھ
ناطق ابراہیمؑ،	وصی مولانا اسماعیلؑ،	أئمۂ دَور چھ کُل آٹھ
ناطق موسیٰؑ،	وصی مولانا ہارونؑ،	أئمۂ دَور چھ کُل آٹھ
ناطق عیسیٰؑ،	وصی مولانا شمعونؑ،	أئمۂ دَور چھ کُل آٹھ

اس طرح ۸ × ۵ = ۴۰، یعنی آدمؑ سے شروع کرکے جب حدودِ دین چالیس ہوگئے تو تب ظہورِ محمدی کا وقت ہوگیا، حضرتِ خدیجہ سلام اللہ علیہا حجۃ الوقت تھیں، بحوالۂ قرآن (۴۶ : ۱۵) از کتابِ سرائر ص۸۳

املا از چیف ریکارڈ آفیسر ن.ن (حُبِّ علی) ہونزائی (الیس. آئی)

عرفت روحی امین الدّین سنیچر ۸، دسمبر ۲۰۰۱ء

نعت

حضرت سیّدالانبیاء والمرسلینؐ

وہ بادشاہِ انبیاء وہ تاجدارِ اولیاء
محبوبِ ذاتِ کبریاء یعنی محمّد مصطفیٰؐ

وہ رحمۃً للعالمین سلطانِ پاکِ ملکِ دین
وہ ھادیٔ حقّ الیقین یعنی محمّد مصطفیٰؐ

اقدس ہے اسکا سلسلہ عالی ہے اسکا مرتبہ
قرآن ہے اس کا معجزہ یعنی محمّد مصطفیٰؐ

وہ مفخرِ سب مسلمین وہ سرورِ سب کاملین
وہ رحمتِ دنیا و دین یعنی محمّد مصطفیٰؐ

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

وہ پیشوائے مرسلین وہ ہے شفیعُ المذنبین
مقصودِ ربُّ العالمین یعنی محمدؐ مصطفیٰؐ

وہ تھا نبی وہ تھا صفی علمِ الٰہی میں غنی
محتاج اس کے ہیں سبھی یعنی محمدؐ مصطفیٰؐ

جس شب گئے پیشِ خدا افلاک سب تھے زیرِ پا
لولاکَ ہے اس کی ثنا، یعنی محمدؐ مصطفیٰؐ

نورِ مجسّم وہ نبی خود اسمِ اعظم وہ نبی
سب سے مقدّم وہ نبی یعنی محمدؐ مصطفیٰؐ

میں ہوں نصیرِ خاکسار اے سیّدِ عالی وقار
راضی ہے تجھ سے کردگار جنّت تجھی سے پُربہار

یعنی محمدؐ مصطفیٰؐ یعنی محمدؐ مصطفیٰؐ

اتوار ۱۳ر جنوری ۲۰۰۲ء

Table of Contents

آیاتِ قرآنی

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۱	۱:۰۰	۲۲، ۲۶، ۸۰، ۸۱
۲	۱:۴	۲۶۴
۳	۱:۵-۶	۳۲۳
۴	۱:۶	۳۶۲
۵	۱:۶-۷	۲۲، ۱۰۴
۶	۲:۱-۲	۴۷
۷	۲:۴	۳۴۳
۸	۲:۷	۲۵۶
۹	۲:۳۸	۱۹۱
۱۰	۲:۴۷	۳۰۸
۱۱	۲:۵۴	۶۵
۱۲	۲:۵۸	۳۴۶
۱۳	۲:۷۴	۲۴۶، ۲۵۶
۱۴	۲:۹۳	۲۵۷
۱۵	۲:۹۴	۶۵
۱۶	۲:۱۱۷	۶۸
۱۷	۲:۱۲۲	۳۰۸
۱۸	۲:۱۲۴	۵۱
۱۹	۲:۱۳۰	۳۱۳
۲۰	۲:۱۳۳	۲۸
۲۱	۲:۱۴۳	۳۴۴
۲۲	۲:۱۶۵	۳۵۹
۲۳	۲:۱۵۵-۱۵۷	۲۴۳
۲۴	۲:۱۹۷	۳۶۳
۲۵	۲:۲۰۴	۲۵۶
۲۶	۲:۲۱۳	۵، ۳۷، ۳۹، ۳۳۴
۲۷	۲:۲۴۶-۲۵۱	۳۴۶
۲۸	۲:۲۵۵	۳، ۱۸۳
۲۹	۲:۲۶۰	۲۴۴، ۲۵۴
۳۰	۲:۲۸۳	۲۵۶
۳۱	۳:۱۸	۳۴۴
۳۲	۳:۳۱	۳۰۴
۳۳	۳:۳۳	۷۹، ۱۲۴
۳۴	۳:۳۳-۳۴	۱۱۹، ۳۴۱، ۳۷۴
۳۵	۳:۵۹	۳۳۸، ۳۳۹
۳۶	۳:۶۱	۳۴۲
۳۷	۳:۷۶	۳۰۴
۳۸	۳:۱۰۱	۱۱۳
۳۹	۳:۱۰۳	۱۱۳، ۳۵۵، ۳۶۳
۴۰	۳:۱۳۳	۲۲۵، ۲۲۷، ۲۳۰، ۳۵۹
۴۱	۳:۱۳۴	۳۰۵
۴۲	۳:۱۴۰	۵
۴۳	۳:۱۴۶	۳۰۵
۴۴	۳:۱۵۱	۲۵۶

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ:آیت	صفحہ نمبر
۴۵	۱۵۹:۳	۳۰۵
۴۶	۱:۴	۱۴۵
۴۷	۵۴:۴	۷۹، ۲۹۲، ۲۹۳، ۳۴۷، ۳۷۵
۴۸	۵۹:۴	۳۴۷، ۳۴۸
۴۹	۶۹:۴	۱۰۴، ۲۲۶، ۲۴۴، ۲۴۹، ۲۵۰، ۳۱۳، ۳۲۲
۵۰	۱۵۵:۴	۲۵۶
۵۱	۱۶۳:۴	۳۵۸
۵۲	۱۳:۵	۲۴۶، ۲۵۷
۵۳	۱۵:۵	۴، ۱۹، ۲۰، ۷۹، ۱۷۰، ۱۸۰، ۳۴۵، ۳۴۹
۵۴	۱۶:۵	۱۴۷
۵۵	۲۰:۵	۲۹۱، ۲۹۵
۵۶	۲۱-۲۰:۵	۲۹۰
۵۷	۲۷:۵	۳۴۱
۵۸	۴۲:۵	۳۰۵
۵۹	۴۸:۵	۳۶۲
۶۰	۵۴:۵	۱۰۷، ۳۱۱
۶۱	۵۶:۵	۲۶۱، ۳۱۱
۶۲	۱۱۵-۱۱۲:۵	۲۴۴، ۳۶۴
۶۳	۳۸:۶	۸۰
۶۴	۴۳:۶	۲۴۶
۶۵	۷۵-۷۴:۶	۷۸
۶۶	۸۰:۶	۲۴۴
۶۷	۹۴:۶	۹۱
۶۸	۹۸:۶	۹۹
۶۹	۱۰۱:۶	۶۸
۷۰	۱۱۰:۶	۲۵۸
۷۱	۱۱۲:۶	۱۸۹،۲۶۰
۷۲	۱۲۲:۶	۱۷۳، ۱۸۰، ۳۵۶
۷۳	۱۲۵:۶	۲۳۸، ۲۵۶
۷۴	۱۶۵:۶	۴۸، ۹۸، ۱۳۸، ۲۹۵
۷۵	۱۱:۷	۲۵، ۱۰۲، ۲۷۸، ۲۸۲
۷۶	۱۵-۱۴:۷	۱۵
۷۷	۴۰:۷	۳۴۶
۷۸	۴۶:۷	۳۴۲
۷۹	۵۴:۷	۸، ۳۳۹
۸۰	۱۰۰:۷	۲۵۷
۸۱	۱۳۷:۷	۳۶۰
۸۲	۱۴۵:۷	۲۲۶
۸۳	۱۷۲:۷	۱۲، ۲۷۹
۸۴	۱۷۴-۱۷۲:۷	۱۳
۸۵	۱۸۰-۱۷۶:۷	۲۸۳
۸۶	۱۷۹:۷	۲۴۸، ۲۵۶
۸۷	۱۸۰:۷	۵۳،۱۷۴، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۸۳، ۳۴۲
۸۸	۱۰:۸	۲۴۳
۸۹	۲۴:۸	۲۴۸، ۲۶۸، ۲۶۹
۹۰	۱۴:۹	۲۵۸

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۹۱	۳۲:۹	۹۶
۹۲	۳۳:۹	۶۲، ۹۴، ۳۱۱
۹۳	۴۵:۹	۲۵۷
۹۴	۷۲:۹	۱۶۴
۹۵	۷۷:۹	۲۵۷
۹۶	۱۰۳:۹	۳۰۰
۹۷	۱۰۵:۹	۳۴۳، ۳۴۴
۹۸	۱۰۸:۹	۳۰۵
۹۹	۱۱۷:۹	۲۵۶
۱۰۰	۱۲۵:۹	۲۵۷
۱۰۱	۱۲۷:۹	۲۵۷
۱۰۲	۲۵:۱۰	۳۴، ۳۵
۱۰۳	۵۷:۱۰	۲۵۸
۱۰۴	۷۴:۱۰	۲۵۶
۱۰۵	۸۷:۱۰	۲۷۲
۱۰۶	۸۸:۱۰	۲۵۷
۱۰۷	۷:۱۱	۱۰، ۴۱، ۱۱۷، ۳۶۴
۱۰۸	۱۷:۱۱	۳۴۴
۱۰۹	۷۵:۱۱	۲۴۷
۱۱۰	۱۰۸–۱۰۵:۱۱	۶۷
۱۱۱	۱۰۸–۱۰۷:۱۱	۱۹۳
۱۱۲	۱۰۸:۱۱	۷۱
۱۱۳	۵۳:۱۲	۲۲۱
۱۱۴	۵۵:۱۲	۳۰۰
۱۱۵	۷۶:۱۲	۲۲۶
۱۱۶	۸۷:۱۲	۳۶۶
۱۱۷	۱۰۱:۱۲	۳۱۳
۱۱۸	۱۵:۱۳	۳۳۳
۱۱۹	۲۸:۱۳	۲۱۰، ۲۴۰، ۲۵۴، ۲۶۴
۱۲۰	۳۹:۱۳	۱۹۳
۱۲۱	۵:۱۴	۳۲
۱۲۲	۲۵:۱۴	۷۹
۱۲۳	۳۴:۱۴	۱۰۱، ۳۵۵
۱۲۴	۳۶:۱۴	۲۹۲، ۳۰۶
۱۲۵	۹:۱۵	۳۴۲
۱۲۶	۲۱:۱۵	۵۵، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۳۷
۱۲۷	۱۲:۱۶	۳۳۹
۱۲۸	۲۲:۱۶	۲۵۷
۱۲۹	۴۳:۱۶	۳۴۱
۱۳۰	۸۱:۱۶	۳۱۷، ۳۵۴
۱۳۱	۸۹:۱۶	۸۰
۱۳۲	۱۲۲:۱۶	۳۱۳
۱۳۳	۵۵:۱۷	۳۵۸
۱۳۴	۷۱:۱۷	۶۱، ۳۴۴
۱۳۵	۷۲–۷۱:۱۷	۵۲، ۸۵
۱۳۶	۷۲:۱۷	۸۵، ۱۴۰
۱۳۷	۸۲:۱۷	۲۵۸
۱۳۸	۸۵:۱۷	۸، ۳۶۵

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ:آیت	صفحہ نمبر
۱۳۹	۹۵:۱۷	۲۲، ۲۴۳
۱۴۰	۱۰۹:۱۷	۳۵۹
۱۴۱	۱۱۰:۱۷	۲۲۴
۱۴۲	۸-۷:۱۸	۳۳۴
۱۴۳	۲۸:۱۸	۲۵۶
۱۴۴	۶۰:۱۸	۱۱۷
۱۴۵	۶۱-۶۰:۱۸	۳۱۵
۱۴۶	۹۴:۱۸	۳۱۵
۱۴۷	۵۷-۵۶:۱۹	۷۸
۱۴۸	۹۳:۱۹	۳۳۳
۱۴۹	۸:۲۰	۲۲۴
۱۵۰	۲۵:۲۰	۲۳۸
۱۵۱	۳۴-۲۹:۲۰	۳۴۵
۱۵۲	۱۱۵:۲۰	۳۵۰
۱۵۳	۳:۲۱	۲۵۷
۱۵۴	۷:۲۱	۱۸۷
۱۵۵	۳۲:۲۱	۳۶۱
۱۵۶	۳۳:۲۱	۳۳۸
۱۵۷	۷۳:۲۱	۵۱
۱۵۸	۸۰:۲۱	۲۸۹، ۳۱۶
۱۵۹	۸۲:۲۱	۷۵
۱۶۰	۹۶:۲۱	۳۱۵
۱۶۱	۱۰۶-۱۰۴:۲۱	۷۰
۱۶۲	۱۰۵:۲۱	۳۵۹
۱۶۳	۱۰۷:۲۱	۲۵۴، ۳۷۶
۱۶۴	۱۴:۲۲	۳۰۸
۱۶۵	۴۶:۲۲	۲۴۸، ۲۵۶
۱۶۶	۴۷:۲۲	۳۱
۱۶۷	۵۳:۲۲	۲۴۶، ۲۵۷
۱۶۸	۶۲:۲۳	۱۹، ۳۴۳، ۳۷۳
۱۶۹	۶۳:۲۳	۲۵۷
۱۷۰	۷۸:۲۳	۲۷۰
۱۷۱	۱۰۱:۲۳	۶۰، ۱۴۶
۱۷۲	۳۵:۲۴	۴۵، ۶۱، ۷۹، ۱۰۵، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۴، ۱۴۵، ۱۷۰، ۱۸۰، ۲۳۷، ۲۸۱، ۳۱۵، ۳۳۹، ۳۷۴
۱۷۳	۳۶-۳۵:۲۴	۲۷۳
۱۷۴	۴۱:۲۴	۳۳۳
۱۷۵	۵۵:۲۴	۱۷، ۱۸، ۲۰، ۴۸، ۹۷، ۱۲۹، ۲۹۵، ۳۳۲
۱۷۶	۴۵:۲۵	۹۳، ۳۵۶
۱۷۷	۴۶-۴۵:۲۵	۶۹
۱۸۸	۷۴:۲۵	۳۴۱
۱۷۹	۲۲:۲۶	۲۹۱
۱۸۰	۸۳:۲۶	۳۱۳
۱۸۱	۸۴-۸۳:۲۶	۳۱۴
۱۸۲	۸۹:۲۶	۲۲۲، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۴
۱۸۳	۱۶-۱۵:۲۷	۳۰۸

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبرشمار	سورہ:آیت	صفحہ نمبر
۱۸۴	۱۶:۲۷	۳۰۹
۱۸۵	۱۷:۲۷	۳۱۰، ۳۱۷
۱۸۶	۱۹:۲۷	۳۱۳
۱۸۷	۳۴:۲۷	۳۱۵
۱۸۸	۴۰-۳۹:۲۷	۳۱۷
۱۸۹	۶۲:۲۷	۲۰
۱۹۰	۸۲:۲۷	۷۳
۱۹۱	۹۳:۲۷	۳۳۵
۱۹۲	۳۴:۲۸	۲۵۰
۱۹۳	۸۸:۲۸	۴۴، ۶۷، ۲۷۴
۱۹۴	۹:۲۹	۳۱۳
۱۹۵	۲۷:۲۹	۳۱۳
۱۹۶	۵۶:۲۹	۳۳۲
۱۹۷	۶۵:۲۹	۲۶۵
۱۹۸	۲۲:۳۰	۳۳۸
۱۹۹	۳۰:۳۰	۱۶، ۷۸، ۳۳۹
۲۰۰	۱۲:۳۱	۳۷۲
۲۰۱	۲۰:۳۱	۱۸، ۸۶، ۸۸، ۸۹، ۲۰۶، ۲۹۷
۲۰۲	۲۷:۳۱	۱
۲۰۳	۲۸:۳۱	۹۷، ۱۰۲، ۲۴۳، ۲۸۲
۲۰۴	۴:۳۲	۳۱
۲۰۵	۱۱:۳۲	۶۴
۲۰۶	۲۱:۳۳	۲۵۴
۲۰۷	۳۷:۳۳	۳۴۸
۲۰۸	۴۱:۳۳	۲۵۴
۲۰۹	۴۳:۳۳	۲۹۹
۲۱۰	۴۴:۳۳	۱۱۱
۲۱۱	۴۶:۳۳	۱۷۹
۲۱۲	۱۰:۳۵	۱۱۹
۲۱۳	۱۲:۳۵	۷۵
۲۱۴	۲۴:۳۵	۳۷
۲۱۵	۳۲:۳۵	۳۴۴
۲۱۶	۳۹:۳۵	۲۰
۲۱۷	۱۲:۳۶	۱۵۱، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۰، ۳۰۱، ۳۰۹، ۳۴۵
۲۱۸	۳۶:۳۶	۴۰
۲۱۹	۴۱:۳۶	۱۰، ۴۱، ۴۲
۲۲۰	۵۵:۳۶	۳۷۱
۲۲۱	۶۸:۳۶	۸، ۹
۲۲۲	۸۴:۳۷	۲۲۲، ۲۴۶، ۲۵۴
۲۲۳	۹۹:۳۷	۳۶۳
۲۲۴	۱۰۸-۱۰۲:۳۷	۱۵۳
۲۲۵	۱۳۰:۳۷	۱۶۹

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ:آیت	صفحہ نمبر
۲۲۶	۱۷۳-۱۷۱:۳۷	۳۱۱
۲۲۷	۱۰:۳۹	۳۳۲
۲۲۸	۲۲:۳۹	۲۲۸، ۲۳۱، ۲۳۸، ۲۴۶
۲۲۹	۴۵:۳۹	۲۵۶
۲۳۰	۶۳:۳۹	۵۳
۲۳۱	۶۹:۳۹	۳۳۴
۲۳۲	۱۶:۴۰	۲۹۳
۲۳۳	۵:۴۱	۲۵۶
۲۳۴	۴۴:۴۱	۲۵۸
۲۳۵	۵۱:۴۱	۴۹
۲۳۶	۵۳:۴۱	۱۷۶، ۲۳۶، ۳۲۵، ۳۳۴
۲۳۷	۵۲:۴۲	۲۰۵، ۳۲۵
۲۳۸	۴:۴۳	۳۲۵
۲۳۹	۳۶:۴۳	۲۵۶
۲۴۰	۲۹:۴۵	۱۹، ۳۲۵، ۳۷۳
۲۴۱	۱۵:۴۶	۳۵۰، ۳۷۸
۲۴۲	۳۵:۴۶	۳۵۰
۲۴۳	۶:۴۷	۷۷، ۱۴۰
۲۴۴	۷:۴۷	۵۹
۲۴۵	۲۴:۴۷	۲۵۵، ۲۵۶
۲۴۶	۲۹:۴۷	۲۵۷
۲۴۷	۴:۴۸	۳۱۱
۲۴۸	۷:۴۸	۳۱۱
۲۴۹	۱۲:۴۸	۲۵۶
۲۵۰	۲۰:۴۸	۳۱۷
۲۵۱	۲۶:۴۸	۲۵۷
۲۵۲	۲۸:۴۸	۶۲، ۹۴، ۳۱۱
۲۵۳	۱:۵۰	۱۲۱
۲۵۴	۲۱:۵۰	۳۴۴
۲۵۵	۲۱-۲۰:۵۱	۳۶۱
۲۵۶	۲۲:۵۱	۳۶۲
۲۵۷	۵:۵۲	۳۶۱
۲۵۸	۳۷:۵۲	۳۰۰
۲۵۹	۴-۳:۵۳	۳۰۲
۲۶۰	۱۷:۵۴	۹۲
۲۶۱	۲۲:۵۴	۹۲
۲۶۲	۳۲:۵۴	۹۲
۲۶۳	۴۰:۵۴	۹۲
۲۶۴	۱۰-۱:۵۵	۱۱۵
۲۶۵	۱۳:۵۵	۱۱۵
۲۶۶	۲۰-۱۹:۵۵	۱۱۶، ۱۱۷
۲۶۷	۲۰:۵۵	۱۸۲
۲۶۸	۲۲:۵۵	۱۱۷
۲۶۹	۲۷-۲۴:۵۵	۴۳، ۱۱۷
۲۷۰	۲۷-۲۶:۵۵	۴۳، ۲۳۵، ۳۵۳
۲۷۱	۲۹:۵۵	۳۳۸
۲۷۲	۷۸:۵۵	۲۵۴
۲۷۳	۳۰:۵۶	۹۹

ISW IS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۲۷۴	۳۳:۵۶	۷۱
۲۷۵	۸۰-۷۵:۵۶	۲۷۶
۲۷۶	۷۹-۷۶:۵۶	۱۹
۲۷۷	۷۸:۵۶	۲۰۶
۲۷۸	۱۲:۵۷	۳۶، ۱۸۰، ۲۲۵
۲۷۹	۱۶:۵۷	۲۴۶
۲۸۰	۱۹:۵۷	۱۸۰
۲۸۱	۲۱:۵۷	۲۲۵، ۲۲۷، ۳۵۹
۲۸۲	۲۵:۵۷	۳۱۷
۲۸۳	۲۸:۵۷	۱۸۰
۲۸۴	۱۹:۵۸	۲۶۱
۲۸۵	۱۰:۵۹	۲۵۷
۲۸۶	۱۴:۵۹	۲۵۷
۲۸۷	۲۴:۵۹	۲۲۴
۲۸۸	۴:۶۰	۲۵۴
۲۸۹	۸:۶۱	۹۶
۲۹۰	۹:۶۱	۶۲، ۹۴، ۳۱۱
۲۹۱	۵:۶۲	۱۹۵
۲۹۲	۱۱-۱۰:۶۵	۳۴۲
۲۹۳	۸:۶۶	۱۸۰، ۲۲۵
۲۹۴	۲۴-۲۳:۶۷	۲۸۵
۲۹۵	۱۹:۶۹	۱۵۱
۲۹۶	۳:۷۰	۲۲۶
۲۹۷	۴:۷۰	۵، ۳۶، ۳۶۳
۲۹۸	۳:۷۲	۶۴
۲۹۹	۲:۷۵	۲۲۱
۳۰۰	۱:۷۶	۴۶
۳۰۱	۲:۷۶	۱۶
۳۰۲	۲۰:۷۶	۲۹۱،۲۹۳
۳۰۳	۴۱:۷۷	۱۰۰
۳۰۴	۲۹:۷۸	۳۴۵
۳۰۵	۱:۷۹	۶۳
۳۰۶	۱:۸۱	۱۹۱
۳۰۷	۱۴:۸۳	۲۵۷
۳۰۸	۲۱-۱۸:۸۳	۷۴
۳۰۹	۱۹:۸۴	۲۲۶
۳۱۰	۲۲-۲۱:۸۵	۱۹، ۳۴۵، ۳۵۵
۳۱۱	۲۷:۸۹	۱۶۴، ۲۵۴
۳۱۲	۲۸-۲۷:۸۹	۲۲۱
۳۱۳	۳۰-۲۷:۸۹	۲۴۲
۳۱۴	۵:۹۳	۲۸۸
۳۱۵	۱:۹۴	۲۳۱، ۲۳۸
۳۱۶	۸-۱:۹۵	۱۰۳
۳۱۷	۶-۵:۱۰۲	۱۸۶
۳۱۸	۲-۱:۱۰۳	۱۳۸
۳۱۹	۱:۱۰۸	۱۵۹، ۳۴۳
۳۲۰	۵:۱۱۴	۲۵۷
۳۲۱	۶-۴:۱۱۴	۲۶۱

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

احادیثِ شریفہ

نمبرشمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱	. . . کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف۔(حدیثِ قدسی)	۲۰
۲	کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته۔	۲۱، ۲۴، ۲۹۱
۳	الارواح جنود مجندة۔	۲۴، ۱۰۲، ۲۸۲
۴	یابن اٰدم اطعنی اجعلک مثلی حیالا تموت وعزیز لا تزل وغنیا لاتفتقر۔(حدیثِ قدسی)	۴۸، ۱۴۷، ۱۹۱
۵	موتوا قبل ان تموتوا۔	۶۵
۶	رجعنا الی الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر۔	۶۵
۷	خلق اللّٰه عزوجل اٰدم علی صورته۔	۷۸، ۹۱
۸	فکل من یدخل الجنة علی صورة اٰدم۔	۷۸، ۹۱
۹	انزل اللّٰه مائة واربعة کتب،اودع علومها اربعة منها: التوراة والانجیل والزبور والفرقان،ثم اودع علوم الثلاثة الفرقان. . . ۔	۸۰
۱۰	من راٰنی فقد رای الحق۔	۸۳
۱۱	النظر الی وجه علی عبادة۔	۸۳
۱۲	من مات فقد قامت قیامته۔	۸۶
۱۳	جاء اعرابی الی النبی صلعم فقال:ماالصور؟ قال: قرن ینفخ فیه۔	۱۰۹
۱۴	یاعلی ان لک کنزا فی الجنة وانک ذوقرنیها۔	۱۰۹
۱۵	ان الذ نغمة یجدها اهل الجنة، واطیب نغمة یسمعونها مناجاة الباری، جل ثناؤه۔	۱۱۱

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱۶	ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیه، ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذااحببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه ویده التی یبطش بهاورجله التی یمشی بها۔(حدیثِ قدسی)	۸۵، ۱۲۲، ۱۳۲، ۳۱۸
۱۷	انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی۔	۱۱۳
۱۸	کنت انا وعلی نورا بین یدی اللّٰه مطیعا یسبح اللّٰه . . . ۔	۱۲۵
۱۹	ان اللّٰه تعالی خلقنی وعلیا من نور واحد بین یدی العرش....۔	۱۲۶
۲۰	...فصار نصفین نصف الی عبداللّٰه ونصفه الی ابیطالب....۔	۱۲۷
۲۱	مرحبا یااخی وابن عمی والذی نفسی بیده خلقت اناوهومن نورواحد۔	۱۲۷
۲۲	حفت الجنة بالمکاره۔	۱۴۴
۲۳	ان لکل شیء قلبا وقلب القراٰن یٰسٓ ومن قرا یٰسٓ کتب اللّٰه له بقراتها قراة القراٰن عشر مرات۔	۱۵۹، ۱۶۸، ۲۴۸
۲۴	انا مدینة العلم وعلی بابها۔	۱۶۶
۲۵	انا دارالحکمة وعلی بابها۔	۱۶۶
۲۶	اعرفکم بنفسه اعرفکم بربه۔	۱۷۲، ۳۶۸
۲۷	اللّٰهم اجعل لی نورا فی قلبی ونورا فی سمعی ونورا فی بصری ونورا فی لسانی ونورا فی شعری ونورافی بشری . . . ۔(دعائے نور)	۱۸۳، ۲۲۰
۲۸	ان للقراٰن ظهرا وبطنا ولبطنه بطنا الی سبعة ابطن وفی روایة اخرٰی سبعین بطنا۔	۲۰۵
۲۹	ماانزل اللّٰه داء الا انزل له شفاء ۔	۲۰۸
۳۰	ما منکم من احدا لا ومعه قرینه من الجن وقرینه من الملا ئکة ، قالوا: وایاک؟ قال: نعم وایای،ولٰکن اللّٰه اعاننی علیه فاسلم۔	۲۴۰
۳۱	لایسعنی ارضی ولاسمائی ویسعنی قلب عبدی المومن التقی ۔(حدیثِ قدسی)	۲۴۹

نمبرشمار	حدیث	صفحہ نمبر
۳۲	قلب المومن عرش الرحمان۔	۲۵۹
۳۳	ماوسعني ارضي ولاسمائی ووسعنی قلب عبدی المومن۔(حدیثِ قدسی)	۲۶۷، ۲۶۹
۳۴	یاعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لانبی بعدی۔	۲۷۳، ۳۴۵
۳۵	عبدی! اطعنی اجعلک مثلی حیا لا تموت، وعزیزا لا تذل،وغنیا لا تفتقر۔(حدیثِ قدسی)	۲۷۷
۳۶	لی مع اللّٰه وقت لایسعنی فیه ملک مقرب ولانبی مرسل۔	۲۸۷
۳۷	یابنی عبدالمطلب اطیعونی تکونوا ملوک الارض وحکامها۔	۲۹۲، ۲۹۶
۳۸	واحیانا یتمثل لی الملک رجلا۔	۳۰۳
۳۹	ان اللّٰه امرنی بحب اربعة واخبرنی انه یحبهم،قیل:یارسول اللّٰه من هم؟ قال: علی منهم یقول ذلک ثلاثا وابوذر وسلمان والمقداد۔	۳۰۴
۴۰	سلمان منا اهل البیت۔	۳۰۵
۴۱	الخلق عیال اللّٰه، فاحب الخلق الی اللّٰه من نفع عیال اللّٰه وادخل علی اهل بیت سرورا۔	۳۳۶، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۷
۴۲	علی باب حطة۔	۳۴۶
۴۳	حدثنی جبرائیل عن میکائیل عن اسرافیل عن اللوح عن القلم۔	۳۴۹
۴۴	الشریعة اقوالی،والطریقة افعالی، والحقیقة احوالی، والمعرفة سری۔	۳۵۰
۴۵	الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من قومه من رکبها نجا ومن تخلف عنها غرق۔	۳۶۳

ارشادات واقوال

نمبر شمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
	حضرت عیسیٰ علیہ السّلام	
۱	لن یلج ملکوت السمٰوٰت من لم یولد مرتین۔	۵۶
	حضرت علی علیہ السّلام	
۲	انا ذٰلک الکتاب لاریب فیه۔	۵۱
۳	انا الساعة۔	۵۲
۴	انا الذی اقوم الساعة۔	۵۲
۵	انا الناقور	۵۲، ۱۰۹
۶	انا اٰیات اللّٰه وامین اللّٰه۔	۵۳
۷	انا خازن السمٰوٰت والارض۔	۵۴
۸	انا وجه اللّٰه فی السمٰوٰت والارض۔	۶۷
۹	انا دابة الارض۔	۷۳
۱۰	. . . یاعبداللّٰه لو کتبت فی معانی الفاتحة لاوقرت سبعین بعیرا۔	۸۱
۱۱	. . . وجبت له الجنة واکرمه اللّٰه برویته وقربته۔	۸۱
۱۲	لوشئت لاوقرت بباء بسم اللّٰه سبعین بعیرا۔	۸۲
۱۳	اگر میں چاہتا تو تمام لوگوں کے حالات سے خبر دیتا . . . ۔	۸۲
۱۴	انا ذوالقرنین المذکور فی الصحف الاولی۔	۱۰۹
۱۵	انا جبل قاف۔	۱۲۱
۱۶	انا ومحمد نور واحد من نوراللّٰه۔	۱۲۴

نمبرشمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
۱۷	انا ملک ابن ملک۔	۱۲۴
۱۸	دواءک فیک وما تشعر ؛ وداءک منک وما تبصر	۱۲۸
۱۹	وتحسب انک جرم صغیر ؛ وفیک انطوی العالم الاکبر	۱۲۸، ۳۲۹، ۳۵۲
۲۰	وانت الکتاب المبین الذی ؛ باحرفه یظهر المضمر	۱۲۸
۲۱	فلاحاجة لک فی خارج ؛ یخبر عنک بما سطر	۱۲۸
۲۲	من عرف نفسه فقد عرف ربه۔	۱۷۲، ۳۵۶، ۳۶۸
۲۳	ظاهره عمل موجوب وباطنه علم محجوب۔	۲۰۴
۲۴	انا الاسمآء الحسنی التی امر اللّٰه ان یدعیٰ بها۔	۲۸۳
۲۵	انا امر اللّٰه والروح۔	۳۶۶
۲۶	اسمی فی القراٰن حکیما۔	۳۷۲
	حضرت امام حسین علیہ السّلام	
۲۷	ان اللّٰه عزوجل ماخلق العباد الا لیعرفوه فاذا عرفوه عبدوه فاذا عبدوه استغنوا بعبادته عن عبادة من سواه۔	۱۷۲، ۱۸۲
	حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام	
۲۸	ماقیل فی اللّٰه فهو فینا وماقیل فینافهو فی البلغاء من شیعتنا۔	۲۷۷
۲۹	علوم القرآن خمسون علما،واربع مائة علم،وسبعة آلاف علم، وسبعون الف علم . . . ۔	۸۹
۳۰	ما آمده نیستیم این سایهٔ ماست۔	۹۹
۳۱	قرآن تمام وصفِ کمالِ محمّدؐ است	۲۸۷

اشعار

نمبر شمار	شعر	صفحہ نمبر
۱	اوّلاً جمعی ملائک مژده گویان آمدند مومنانی هم بدیدن شاد و خندان آمدند دسته ای از جمعِ حُوران گل بدامان آمدند یک گُروه ازجمله غلمان نیز رقصان آمدند	۷
۲	هوالاوّل هوالآخر هوالظّاهر هوالباطن منزّه مالک الملکی که بے پایان حشردارد	۱۱
۳	شہ کریم نورِ حق امامِ زمان قدوۂ کاملانِ کون ومکان (نظم)	۵۷
۴	یارو! نہ فراموش کرو آیۂ خدمت کونین میں ملتا ہے سدا میوۂ خدمت	۵۹
۵	زنورِ او تو ہستی ہمچو پرتَو حجاب از پیش بردارو تو اوشو	۶۹
۶	اے نصیرالدّین تجھ کو سِرِّ اعظم یاد ہے؟ عالمِ علوی میں تنہا اک گوہر ہے کتاب	۷۵، ۱۹۴
۷	نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا	۹۶
۸	تو ھو میں فنا ہو جا تب گنجِ نہان تو ہے یوں ہو تو سمجھ لینا وہ جانِ جہان تو ہے	۶۹

نمبر شمار	شعر	صفحہ نمبر
۹	تن چو سایه بر زمین وجانِ پاکِ عاشقان در بہشتِ عدن تجری تحتها الانہار مست	۹۹
۱۰	پسرِ نوح که بابدان بنشست خاندانِ نبوّتش گم شد	۱۳۶
۱۱	آدمی را آدمیت لازم است بُوئے صندل گر نباشد خشک چُوب	۱۳۶
۱۲	برجانِ من چو نورِ امامِ زمان بتافت لیل السّرار بودم وشمس الضحٰی شدم	۱۷۸
۱۳	نُور لوٗ تِل معجزکٹ نُورلوٗ رحمانه راز نُوره دمن ذٚم هینم حکمتۓ قرآنه راز	۱۸۱
۱۴	مومننه قلبه عرش لوٗ رحمان مناس عجیب روه نقطه ذِکره وسعته اسمان مناس عجیب	۲۳۶
۱۵	ظاهره شوٗقم جهان لوٗ انسان یَیَس یقین اِنسانه ایسُ لوٗ سکٹ کُسّه دنیان مناس عجیب	۲۳۸
۱۶	رفتم بسُوی دریا دیدم عجب تماشا دریا درونِ کشتی ،کشتی درونِ دریا	۲۳۸
۱۷	اِنَله عجب دُربنن کون ومکان غیئچله ایپچی نکون ڈوکٹ برین یار ے هُنر بُٹ ایُم	۲۸۳
۱۸	فیضِ روح القدس ارباز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه مسیحامیکرد	۳۲۶
۱۹	وہ بادشاہِ انبیاء وہ تاجدارِ اولیاء محبوبِ ذاتِ کبریاء یعنی محمد مصطفیٰؐ (نعت)	۳۷۹

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فہرست الاعلام

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۱	حضرت آدمؑ (تخوم بن بجلاح)	۵، ۱۱، ۱۲، ۱۶، ۲۵، ۴۵، ۴۷، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۹۱، ۹۳، ۹۷، ۱۰۲، ۱۱۹، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۲۰۲، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۶، ۳۱۶، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۷۴، ۳۷۸
۲	حضرت ابراہیمؑ	۵۱، ۶۵، ۷۸، ۷۹، ۱۴۷، ۱۵۳، ۲۲۲، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۵۴، ۲۹۲، ۳۰۵، ۳۱۴، ۳۵۰، ۳۶۳، ۳۷۵، ۳۷۸
۳	ابنِ زھر	۲۰۸
۴	حضرت ابنِ فخریؒ	۸۲
۵	قاضی ابوبکر بن العربی	۸۹
۶	حضرت ابوذرؓ	۳۰۴
۷	حضرت ابوطالبؑ (عمرانؑ)	۱۲۴، ۱۲۵، ۱۴۷، ۳۷۴
۸	ابوعلی سینا	۲۰۸
۹	ابوالقاسم الزاہروی	۲۰۸
۱۰	حضرت ابوہریرہؓ	۲۰۷
۱۱	حضرت ادریسؑ	۷۸
۱۲	حضرت اسرافیلؑ	۲۸، ۶۳، ۶۴، ۷۳، ۷۶، ۱۳۴، ۱۴۵، ۳۴۴، ۳۴۹
۱۳	حضرت اسماعیلؑ	۱۵۳، ۳۱۴، ۳۷۸
۱۴	حکیم بطلیموس	۲۵۴
۱۵	بلقیس (ملکۂ سبا)	۳۱۵
۱۶	حضرت جبرائیلؑ	۳۰۳، ۳۰۴، ۳۴۴، ۳۴۹

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۱۷	حضرت امام جعفر الصّادقؑ	۱۶۹
۱۸	حضرت جلال الدّین رومیؒ	۹۹
۱۹	شمس الدّین محمد حافظ شیرازیؒ	۳۲۶
۲۰	حضرت حسنؑ	۱۲۷
۲۱	حضرت حسینؑ	۱۲۷، ۱۷۲، ۱۸۲
۲۲	حضرت حوّاؑ	۱۴۵
۲۳	حضرت خدیجہؑ	۳۷۸
۲۴	حضرت داؤدؑ	۲۰، ۶۶، ۷۱، ۱۳۴، ۲۸۹، ۳۰۸، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۵۸، ۳۵۹
۲۵	حضرت دحیہ کلبیؓ	۳۰۴
۲۶	حضرت ذوالقرنینؑ	۱۷۶
۲۷	حضرت مولانا سامؑ	۳۷۸
۲۸	حضرت امام سلطان محمد شاہ	۲۳، ۱۷۵
۲۹	حضرت سلمان فارسیؓ	۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۳، ۳۱۶
۳۰	حضرت سلیمانؑ	۷۵، ۳۰۲، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۷، ۳۶۱
۳۱	حضرت شمعونؑ	۳۷۸
۳۲	حضرت شیثؑ	۳۷۸
۳۳	حضرت طالوتؑ	۳۴۶
۳۴	حضرت عبداللہ	۱۲۵، ۱۲۷
۳۵	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۸۱، ۸۲، ۲۰۷
۳۶	حضرت عبدالمطلب	۱۲۵، ۱۲۷
۳۷	حضرت عزرائیلؑ	۲۸، ۶۳، ۶۴، ۷۳، ۳۴۴
۳۸	حضرت علیؑ	۴۴، ۴۵، ۵۰، ۵۱، ۵۲،۵۳، ۶۷، ۷۳، ۸۳، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۶۶، ۱۷۲، ۱۷۶،

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
		۱۹۵، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۴، ۲۰۸، ۲۷۳، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۹۵، ۳۰۴، ۳۲۹، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۵۲، ۳۶۶، ۳۶۸، ۳۷۲
۳۹	حضرت پرنس علی سلمان خان	۱۷۵
۴۰	حضرت عیسیٰؑ	۵۶، ۲۴۴، ۳۲۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۵۰، ۳۶۴، ۳۷۸
۴۱	حضرت بی بی فاطمہؑ	۱۲۷
۴۲	حضرت لقمان	۳۷۲
۴۳	حضرت محمدؐ	۳۰، ۵۰، ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۴۹، ۲۲۳، ۲۸۷، ۲۹۵، ۳۵۰، ۳۷۹، ۳۸۰
۴۴	حضرت امام محمد باقرؑ	۲۷۷
۴۵	عزیز محمد خان	۱۳۰
۴۶	حضرت مریمؑ	۲۵۰
۴۷	منصورِ حلّاج	۱۷۴
۴۸	حضرت مقدادؓ	۳۰۴
۴۹	حضرت موسیٰؑ	۳۲، ۷۷، ۱۱۱، ۱۷۷، ۲۲۵، ۲۵۰، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۵، ۳۱۰، ۳۴۵، ۳۵۰، ۳۷۸
۵۰	حضرت میکائیلؑ	۳۴۴، ۳۴۹
۵۱	حضرت حکیم پیر ناصر خسروؒ	۶۹، ۱۷۴، ۱۷۸
۵۲	حضرت نوحؑ	۷۷، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۶، ۱۴۳، ۳۵۰، ۳۶۳، ۳۷۴، ۳۷۸،
۵۳	پروفیسر نیر واسطی	۲۰۸
۵۴	حضرت ھارونؑ	۲۵۰، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۹۱، ۲۹۵، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۷۸
۵۵	حضرت مولانا ھنیدؒ	۱۳۴، ۱۶۱، ۲۸۱
۵۶	حضرت یوسفؑ	۳۰۰، ۳۶۰
۵۷	حضرت یونسؑ	۳۶۰

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a United Humanity

اسمائے کتب

نمبر شمار	کتاب	صفحہ نمبر
۱	احادیثِ مثنوی	۲۰، ۵۶
۲	ارجح المطالب	۳۴۶
۳	اردو جامع انسائیکلو پیڈیا (اوّل)	۲۰۷
۴	الاتقان فی علوم القرآن	۸۰، ۸۹، ۱۶۸
۵	الامامۃ فی الاسلام	۱۲۴
۶	المجالس المؤیّدیہ	۲۲۴
۷	المستدرک	۱۰۹، ۳۶۳
۸	المنجد	۲۹۵
۹	المیزان	۱۶۹، ۱۷۲
۱۰	امام شناسی	۲۲۹
۱۱	انجیل	۸۰
۱۲	تاریخِ طبّ (مقالہ)	۲۰۸
۱۳	تفسیرِ بحر الدّرر اور ریاض القدس	۸۱
۱۴	توراۃ/توریت	۸۰، ۱۹۵، ۲۲۵
۱۵	جامع التّرمذی	۱۰۹، ۱۶۸
۱۶	حقیقی دیدار	۲۵۹
۱۷	حکمتِ تسمیہ اور اسمائے اہلِ بیت	۳۰۳
۱۸	حکیم پیر ناصر خسرو اور روحانیت	۲۳۱
۱۹	خزانۃ الجلالیۃ	۱۲۷

نمبر شمار	کتاب	صفحہ نمبر
۲۰	دعائم الاسلام	۱۶۹، ۱۸۷، ۲۹۲
۲۱	دعا مغزِ عبادت	۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۶
۲۲	دیوانِ اشعار (پیر ناصر خسروؒ)	۱۱، ۱۷۴
۲۳	دیوانِ حضرت علیؑ	۱۲۸
۲۴	ذکرِ الٰہی	۲۱۲، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴
۲۵	رسائلِ اخوان الصّفاء	۱۱۱
۲۶	رسائلِ اسماعیلیہ	۱۷۷
۲۷	رموزِ روحانی	۲۳۸، ۲۳۹
۲۸	روح کیا ہے؟	۲۱۲، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲
۲۹	زادالمسافرین	۴۸، ۱۷۲، ۳۶۸، ۲۷۷
۳۰	زادالمعاد	۲۰۷
۳۱	زبور	۷۰، ۷۱، ۸۰، ۳۵۸، ۳۵۹
۳۲	زبورِ عاشقین	۱۱۱
۳۳	سرائر و اسرار النطقاء	۱۲۴، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۶۱، ۱۹۱، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۷۸
۳۴	سننِ ابنِ ماجہ	۳۰۴
۳۵	صحیح البخاری	۸۳، ۱۲۲، ۳۰۳، ۳۱۸
۳۶	صحیح مسلم	۸۳، ۳۴۵
۳۷	صنادیقِ جواہر	۱۰۷، ۱۰۹، ۲۲۷، ۳۶۰
۳۸	عشقِ سماوی	۲۲۳، ۳۵۴
۳۹	علمی بہار	۲۴۸
۴۰	عملی تصوّف اور روحانی سائنس و روحانی سائنس کے عجائب و غرائب	۱۲۲، ۳۱۸، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۳۱، ۳۳۷
۴۱	فرہنگِ فارسی عمید	۳۵۱
۴۲	قاموس القرآن	۶۸، ۲۵۲، ۳۵۸

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

نمبرشمار	کتاب	صفحہ نمبر
۴۳	قانون التاویل	۸۹
۴۴	قرآنی مینار	۲۲۵، ۳۴۱
۴۵	کتاب التصریف	۲۰۸
۴۶	کتاب العلاج (قرآنی علاج،	۲۱۲، ۲۴۰، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۸
۴۷	علمی علاج، روحانی علاج)	
۴۸	کتاب التیسیر	۲۰۸
۴۹	کشف المحجوب	۲۸۷
۵۰	کوکبِ دُرّی	۵۱، ۵۳، ۶۷، ۷۳، ۸۱، ۱۰۹، ۱۲۵، ۱۲۶، ۲۸۴، ۳۴۶، ۳۶۶
۵۱	گنجینۂ جواہرِ احادیث (اهل البيت الاطهار فى الاحاديث النبوية)	۸۳
۵۲	لُبِ لُباب	۲۴۸، ۳۴۹
۵۳	لعل وگوہر	۲۳۵، ۳۴۸
۵۴	لغات القرآن	۲۴۷
۵۵	مثنوی (رومی)	۲۵۰
۵۶	میوۂ بہشت	۱۰۷، ۳۰۲، ۳۰۷، ۳۱۳
۵۷	وجہِ دین	۳۶۶
۵۸	ہزار حکمت (تاویلی انسائیکلوپیڈیا)	۲۴، ۴۵، ۱۰۱، ۱۷۲، ۲۱۲، ۲۲۲، ۲۶۷، ۲۷۷، ۲۹۸، ۳۵۵، ۳۵۸، ۳۷۴

اصطلاحات

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۱	آدمِ زمانؑ	۴۸، ۶۰ ۶۱، ۷۷، ۹۱، ۱۳۶، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۹۱، ۲۸۶، ۳۵۵
۲	آدمِ معنیٰ	۳۴۹
۳	آلِ ابراہیمؑ	۵۱، ۷۹، ۲۹۲، ۲۹۳، ۳۴۷، ۳۷۴
۴	آلِ محمدؐ	۳۰، ۵۵، ۷۹، ۲۲۳، ۲۹۲، ۲۹۳، ۳۴۷
۵	ابد/ابدی	۴۴، ۸۸، ۱۹۸، ۲۷۴، ۲۸۶، ۲۹۸، ۳۱۵، ۳۳۴، ۳۴۹
۶	ابداع	۶۸، ۳۴۸، ۳۴۹
۷	ازل	۸۸، ۱۲۴، ۱۹۸، ۲۴۱، ۲۴۵، ۲۸۶، ۲۹۸، ۳۰۵، ۳۱۵، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۴۹، ۳۵۱، ۳۵۵
۸	اساس/امامِ اساس	۳۶، ۷۴، ۱۰۳، ۱۴۵، ۱۷۰، ۲۷۳، ۲۹۹، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۴۵، ۳۴۹، ۳۴۶، ۳۵۰
۹	اسمِ اعظم	۲۷، ۴۷، ۵۰، ۵۳، ۶۲، ۶۶، ۷۳، ۸۹، ۹۲، ۱۱۱، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۴۰، ۱۵۴، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۷۰، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۸۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۶۴، ۲۶۸، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۸۳، ۳۲۰، ۳۴۲، ۳۸۰
۱۰	اسمِ اعظمِ مجسم	۱۷۴
۱۱	اسماءُالحسنیٰ	۵۳، ۶۲، ۱۷۴، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۸۳
۱۲	الکَور	۱۹۱

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۱۳	امامؑ/ائمہؑ	۲۷، ۳۶، ۳۸، ۴۰، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۵۱، ۵۲، ۷۳، ۸۳، ۹۴، ۱۰۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۳۶، ۱۴۲، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۲۴، ۲۲۸، ۲۳۵، ۲۴۸، ۲۵۹، ۲۶۲، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۸۶، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۵، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۲، ۳۵۶، ۳۶۳، ۳۶۶، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۶
۱۴	امامِ آلِ محمدؐ / ائمۂ آلِ محمدؐ	۸، ۲۱، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۶۰، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۹، ۱۳۲، ۱۴۰، ۱۵۹، ۱۷۴، ۱۸۷، ۱۹۲، ۲۶۹، ۳۶۸، ۳۷۵، ۳۷۶
۱۵	امام المتقین	۵۱، ۳۴۱، ۳۷۱
۱۶	امام الناس	۵۱، ۳۷۱
۱۷	امامِ زمانؑ	۱۰، ۱۹، ۲۷، ۳۵، ۳۹، ۴۴، ۴۷، ۵۰، ۶۰، ۶۱، ۶۶، ۷۴، ۷۶، ۸۸، ۱۱۹، ۱۲۴، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۶، ۱۷۴، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۶، ۲۳۵، ۳۴۸، ۲۵۹، ۲۶۲، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۷، ۳۴۵، ۳۴۸، ۳۵۲، ۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶
۱۸	امامِ مبینؑ	۳۰، ۳۵، ۴۶، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۸۳، ۸۶، ۹۲، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۴، ۲۷۱، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۱۰، ۳۴۸، ۳۵۴، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۷۵
۱۹	امامِ مستقر	۳۰۰
۲۰	امامِ مستودع	۳۰۰
۲۱	امامِ مقیم	۱۳۴

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۲۲	اناۓ علوی/ روحِ علوی	۱۸، ۱۸۳، ۳۰۵، ۳۴۹، ۳۵۵، ۳۵۷، ۳۶۸
۲۳	انبعاث/ بعث	۱۵، ۳۷، ۱۰۲، ۳۴۸، ۳۴۹
۲۴	انسانِ کامل/ انسانانِ کامل	۹، ۲۴، ۹۷، ۱۱۵، ۱۳۲، ۲۲۸، ۲۳۷، ۲۸۲، ۳۱۰، ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۸، ۳۵۶
۲۵	انسانِ کبیر	۳۲۸، ۳۳۹
۲۶	انسانِ لطیف	۳۰، ۳۲۴
۲۷	انفرادی قیامت	۶۶، ۳۱۰
۲۸	اولیائی موت	۱۵۷، ۱۵۸
۲۹	باب	۱۴۵، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵
۳۰	برقی بدن	۳۰
۳۱	بقاباللہ	۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۳
۳۲	تجدّدِ امثال	۲۴۱، ۲۵۰، ۳۴۲
۳۳	تسخیرِ کائنات	۱۸، ۶۴، ۶۶، ۷۳، ۸۸، ۳۱۹، ۳۳۱، ۳۳۸، ۳۳۹
۳۴	جثۂ ابداعیّہ	۳۰، ۳۳۰
۳۵	جدّ	۳۴۹
۳۶	جسمِ لطیف/ اجسامِ لطیف	۵، ۳۰، ۴۸، ۲۳۸، ۲۸۹، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۲۰، ۳۲۷، ۳۳۴
۳۷	حاملانِ عرش	۳۴۴
۳۸	حجّت	۳۴۹
۳۹	حجّتِ اعظم	۱۴۵
۴۰	حجّتِ قائمؑ	۲۳، ۱۹۷

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۴۱	جثمانِ روز	۱۴۵
۴۲	جثمانِ شب	۱۴۵
۴۳	حظیرۂ قدس	۱۳، ۱۵، ۶۹، ۷۱، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۸۸، ۹۳، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۱۵، ۱۴۳، ۱۸۳، ۱۸۹، ۱۹۳، ۱۹۸، ۲۱۷، ۲۲۳، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۶، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۶، ۲۸۷، ۳۵۱، ۳۵۶، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۴، ۳۶۸، ۳۷۱
۴۴	حق الیقین	۴۶، ۳۲۳، ۳۳۵، ۳۵۰، ۳۵۲، ۳۷۹
۴۵	حوائے معنٰی	۳۴۹
۴۶	خلافتِ الٰہیّہ	۱۳۷، ۱۴۷
۴۷	خلیفۃُ اللہ / خلیفۂ خدا	۱۱، ۱۶، ۴۷، ۷۷، ۹۳، ۱۳۸، ۱۴۷، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۸۷، ۱۸۹، ۲۷۸، ۲۸۱، ۲۸۶، ۲۸۹
۴۸	خلیفۂ رسولؐ	۹۲
۴۹	خیال	۳۴۹
۵۰	دارالابداع	۳۵۱
۵۱	داعی	۳۴۹
۵۲	دورِ قیامت	۶
۵۳	ذاتی قیامت	۳۱۰، ۳۲۰
۵۴	رجوع الی اللہ	۲۴۲
۵۵	روحِ علوی	۱۸، ۱۹۰، ۳۶۸
۵۶	روحِ قدسی / روح القدس	۱۹۰، ۳۰۴، ۳۰۸، ۳۲۶
۵۷	روحِ مستقر	۹۹، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۳۸، ۱۶۳، ۱۸۳

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۵۸	روحِ مستودع	۹۹، ۱۰۳، ۱۳۸، ۱۶۳
۵۹	روحانی سائنس	۸۹، ۱۷۶، ۲۱۳، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۱۷، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹ ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۸
۶۰	روحانی سلطنت	۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۹، ۳۷۵
۶۱	روحانی قیامت/ روحانی قیامات	۱۲، ۱۳، ۱۵، ۲۴، ۲۷، ۲۸، ۳۶، ۳۷، ۴۵، ۴۷، ۵۲،۶۰، ۶۲، ۷۳، ۷۶، ۹۴، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۷۶، ۲۷۵، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۶، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۷، ۳۶۲، ۳۷۱، ۳۷۶، ۳۷۷
۶۲	زمانۂ تاویل	۶
۶۳	سرابیل/معجزاتی کُرتہ	۳۰، ۳۱۷، ۳۳۰
۶۴	شعوری قیامت	۳۱۰
۶۵	صاحبِ تاویل	۴۰
۶۶	صاحبِ صورِ قیامت	۱۰۹
۶۷	صاحبِ عرش	۳۱
۶۸	صورِ اسرافیل	۶۴، ۶۶، ۹۴، ۱۲۲، ۱۳۲، ۱۶۱، ۱۷۶
۶۹	صورِ قیامت	۶۰
۷۰	صورتِ رحمان	۱۳، ۲۵، ۷۷، ۷۸، ۸۸، ۹۳، ۱۰۲، ۱۹۴، ۱۹۸، ۲۷۹، ۲۸۶
۷۱	عارفانہ موت	۲۷، ۲۸، ۲۹، ۶۵، ۸۶، ۱۵۷، ۱۵۸
۷۲	عالمِ ابداع	۳۴۸

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۷۳	عالمِ اکبر/ عالمِ کبیر	۱۲۸، ۱۸۳، ۱۹۸، ۲۱۷، ۲۳۶، ۲۵۵، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۶۱
۷۴	عالمِ امر	۸، ۹، ۳۳۷، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۶۶
۷۵	عالمِ خلق	۸، ۹، ۳۵۴
۷۶	عالمِ ذرّ	۱۳، ۳۷، ۱۲۲، ۱۳۰، ۱۷۶، ۳۲۷، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴
۷۷	عالمِ سفلی	۸، ۳۵۴
۷۸	عالمِ شخصی/عوالمِ شخصی	۲، ۱۰، ۱۸، ۲۰، ۲۷، ۳۱، ۳۲، ۳۶، ۳۸، ۴۱، ۴۵، ۵۴، ۵۵، ۶۴، ۷۱، ۷۳، ۷۴، ۷۸، ۸۸، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۹، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۸، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۳۵، ۲۴۹، ۲۵۱، ۲۵۵، ۲۶۷، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۳، ۲۸۶، ۲۹۱، ۲۹۵، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۲۰، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۴۲، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۶۱، ۳۶۴، ۳۶۶، ۳۷۱، ۳۷۶
۷۹	عالمِ صغیر/ عالمِ اصغر	۱۲۸، ۲۳۶،۲۵۵، ۳۲۷، ۳۲۸
۸۰	عالمِ علوی/ عالمِ بالا	۸، ۹، ۲۲، ۷۵، ۹۹، ۱۹۴، ۲۷۶، ۳۰۰، ۳۵۴، ۳۶۲
۸۱	عالمِ وحدت	۷۴، ۱۱۵، ۲۸۶، ۴۳۹
۸۲	عرش/عرشِ اعلیٰ/عرشِ الٰہی	۱۰، ۳۱، ۴۱، ۱۱۷، ۱۸۲، ۱۸۵، ۲۳۵، ۲۴۹، ۲۵۹، ۲۷۰، ۳۴۹، ۳۵۲، ۳۶۱، ۳۶۴
۸۳	عرفانی قیامت	۱۵۱

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۸۴	عقلِ کُلّ/عقلِ کُلّی	۷۴، ۱۰۳، ۱۱۷، ۲۹۹، ۳۴۹، ۳۶۱
۸۵	علم الیقین	۱۱۵، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۲۶۸، ۳۲۳، ۳۵۰، ۳۷۰
۸۶	علمِ لدنی/لدنی علم	۱۸۲، ۲۴۴
۸۷	علیؑ زمانؑ	۱۹۹، ۳۷۵
۸۸	عین الیقین	۳۲۰، ۳۲۳، ۳۳۵، ۳۵۰
۸۹	فتح	۳۴۹
۹۰	فنافی اللہ	۱۳، ۳۴، ۹۱، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۶۲
۹۱	فنافی الامامؑ	۴۳، ۱۱۸، ۱۳۸، ۱۴۱، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۷، ۳۶۸
۹۲	فنافی الرّسولؐ	۲۴۳، ۳۱۹
۹۳	فنافی المرشد	۲۴۳
۹۴	فنافی الولی	۳۱۹
۹۵	حضرتِ قائمؑ/قائم القیامت	۳۱، ۳۲، ۵۲، ۶۳، ۱۲۱، ۱۹۷، ۳۴۳
۹۶	قرآنِ صامت	۱۹، ۴۰
۹۷	قرآنِ ناطق/کتابِ ناطق	۱۹، ۴۰، ۵۱، ۹۲، ۱۶۸، ۲۰۴، ۳۴۳، ۳۴۵، ۳۷۳
۹۸	قرآنی سائنس	۸۹، ۳۷۷
۹۹	قلم/قلمِ اعلیٰ/قلمِ الٰہی	۵۱، ۱۱۷، ۱۴۹، ۱۸۲، ۱۹۸، ۲۹۹، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۹، ۳۵۴
۱۰۰	قیامتِ صغریٰ	۳۵۲
۱۰۱	کائناتی بہشت	۱۷، ۱۸، ۲۰، ۳۴، ۵۶، ۶۹، ۷۱، ۹۸، ۱۳۸، ۲۹۵
۱۰۲	کتابِ مبین	۱۲۸
۱۰۳	کتابِ مکنون	۱۹، ۷۵، ۸۸، ۱۰۵، ۱۴۳، ۱۹۴، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۶،

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبرشمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
		۲۷۶، ۳۴۳
۱۰۴	کُرسی	۱۱۷، ۱۸۳، ۳۳۹، ۳۴۹
۱۰۵	کلمۂ باری	۳۳۸، ۳۴۸
۱۰۶	کلمۂ تامّہ/کلماتِ تامّات	۲، ۳۳۷، ۳۳۸
۱۰۷	کلمۂ کُن	۱۸۲، ۱۹۸، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۸، ۳۶۶
۱۰۸	کنزِ مخفی	۱۸، ۱۲۲
۱۰۹	کوکبی جسم	۳۱۷
۱۱۰	گریہ وزاری	۲۶، ۲۸، ۱۱۹، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۴، ۲۲۱
۱۱۱	گوہرِ عقل	۷۵، ۷۶، ۷۷، ۸۸، ۱۰۵، ۱۵۵، ۱۶۷، ۱۷۵، ۲۰۰
۱۱۲	لوح/لوحِ محفوظ	۱۹، ۵۱، ۱۱۷، ۱۴۹، ۱۵۵، ۱۸۲، ۱۹۳، ۱۹۸، ۲۹۹، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۹، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۶۱
۱۱۳	لؤلوئے عقل	۲۷۶
۱۱۴	مبدِع	۳۴۹
۱۱۵	مبدَع	۳۴۹
۱۱۶	مستجیب	۴۷، ۱۳۶
۱۱۷	منزلِ اسرافیلی	۱۳، ۲۷، ۸۸، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۸۹
۱۱۸	منزلِ عزرائیلی	۱۳، ۲۷، ۵۶، ۷۶، ۸۸، ۱۵۳، ۱۶۱، ۲۱۳، ۲۸۹
۱۱۹	مؤوّلِ قرآن	۴۵، ۹۲
۱۲۰	ناطق	۳۱، ۳۲، ۳۶، ۷۴، ۱۰۳، ۲۷۰، ۲۷۳، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۴۳، ۳۴۹، ۳۵۰
۱۲۱	ناقورِ عشق	۱۳۴
۱۲۲	نفسِ امّارہ	۱۵، ۶۵، ۱۶۴، ۲۲۱، ۲۳۲

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۱۲۳	نفسِ کُلّ / نفسِ کُلّی	۷۴، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۱۷، ۱۷۵، ۱۸۳، ۲۳۰، ۲۹۹، ۳۳۲، ۳۳۹، ۳۴۲، ۳۴۹، ۳۶۱
۱۲۴	نفسِ لوّامہ	۲۲۱
۱۲۵	نفسِ مطمئنہ	۱۶۴، ۲۲۱، ۲۴۳، ۲۵۴، ۳۴۲
۱۲۶	نفسِ واحدہ	۲۵، ۳۶، ۴۷، ۹۷، ۱۰۲، ۱۴۵، ۱۶۴، ۲۴۳، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۲، ۳۳۹، ۳۴۲، ۳۵۵
۱۲۷	نفسانی موت / روحانی موت	۷۶، ۸۵، ۸۶، ۹۷، ۲۸۲، ۳۲۸
۱۲۸	نمائندہ قیامت	۱۱، ۱۳
۱۲۹	نورٌ علیٰ نور	۴۵، ۶۱، ۷۹، ۱۰۵، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۴، ۱۴۵، ۱۷۰، ۲۸۱، ۳۱۵، ۳۷۴
۱۳۰	نورِ عقل	۱۰۵
۱۳۱	نورِ علی	۵۱، ۱۱۷، ۱۴۹، ۱۸۲، ۳۴۵
۱۳۲	نورِ فعّال	۳۱۴
۱۳۳	نورِ مجسّم	۹۲، ۹۳، ۹۶، ۱۷۰، ۳۸۰
۱۳۴	نورِ محمدی	۵۱، ۶۰، ۱۱۷، ۱۴۹، ۱۸۲، ۳۴۵
۱۳۵	نورِ منزّل	۸۳، ۹۳، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۴۰، ۱۵۹، ۲۲۶، ۲۶۳، ۳۴۹
۱۳۶	نورِ ہدایت	۴، ۳۶، ۱۰۵، ۱۸۷، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۴۱، ۲۶۳، ۳۰۳، ۳۱۲، ۳۴۰، ۳۷۶
۱۳۷	نورانی بدن	۳۰
۱۳۸	نورانی مووی	۱۵۱، ۱۹۷
۱۳۹	نورانی ہدایت	۳۹، ۲۱۶
۱۴۰	وجہُ اللہ	۴۳، ۴۴، ۴۵، ۶۷، ۸۳، ۸۸، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۹۴، ۱۹۸، ۲۷۴

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۱۴۱	ولیٔ امر	۹۲، ۳۴۸
۱۴۲	یاجوج وماجوج	۷۳، ۸۳، ۱۲۲، ۱۳۰، ۱۷۶، ۳۱۵، ۳۱۷، ۳۲۷
۱۴۳	یداللہ	۱۹۸، ۲۰۰
۱۴۴	یک حقیقت	۲۵، ۳۴۹
۱۴۵	یو۔ایف۔او/اُڑن طشتری	۴، ۳۰، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۴

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

فہرستِ تصانیف و تراجم

پروفیسر ڈاکٹر علّامہ نصیر الدّین نصیرؔ ہونزائی (ایس۔آئی)

نمبرشمار	کتاب
	اردو تصانیف
۱	آٹھ سوال کے جواب
۲	اسمٰعیلی اصطلاحات
۳	المجالس المغربیہ ☆
۴	امام شناسی (حصّہ اوّل)
۵	امام شناسی (حصّہ دوم)
۶	امام شناسی (حصّہ سوم)
۷	ایثار نامہ
۸	تجرباتِ روحانی
۹	تجلّیاتِ حکمت
۱۰	تحفۂ لازوال برائے لِٹل اینجلز اور ہائی ایجوکیٹرز ☆
۱۱	ثبوتِ امامت
۱۲	جماعت خانہ (حصّۂ دوم)
۱۳	جماعت خانہ (حصّۂ سوم)
۱۴	جنگ خصوصی انٹرویو
۱۵	جواہرِ حقائق
۱۶	چالیس سوال
۱۷	چراغِ روشن اور حکیم پیر ناصر خسروؒ ایک علمی کائنات
۱۸	چہلِ حکمتِ جہاد
۱۹	چہل حکمتِ شکرگزاری
۲۰	چہلِ کلید
۲۱	حروفِ مقطّعات ☆
۲۲	حظیرۃُ القدس عالمِ شخصی کی بہشت
۲۳	حقائقِ عالیہ
۲۴	حقیقی دیدار
۲۵	حکمتِ تسمیہ اور اسمائے اہلِ بیت
۲۶	حکیم پیر ناصر خسروؒ اور روحانیت
۲۷	درختِ طوبیٰ ☆
۲۸	دُعا مغزِ عبادت

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	کتاب
۲۹	دیوانِ نصیری (اردو)
۳۰	ذکرِ الٰہی
۳۱	رموزِ روحانی
۳۲	روح کیا ہے؟
۳۳	روحانی سائنس کے عجائب و غرائب
۳۴	روحانی سائنس اور مادّی سائنس کا سنگم ☆
۳۵	زبورِ عاشقین
۳۶	زبورِ قیامت ☆
۳۷	ساٹھ سوال
۳۸	سپاسنامہ
۳۹	سراج القلوب
۴۰	سلسلۂ نورِ امامت
۴۱	سلسلۂ نور، علیٰ نور
۴۲	سو سوال (حصّۂ اوّل)
۴۳	سو سوال (حصّۂ دوم)
۴۴	سو سوال (حصّۂ سوم)
۴۵	سو سوال (حصّۂ چہارم)
۴۶	سوغاتِ دانش
۴۷	شہدِ بہشت

نمبر شمار	کتاب
۴۸	صنادیقِ جواہر (حصّۂ اوّل)
۴۹	صنادیقِ جواہر (حصّۂ دوم)
۵۰	صنادیقِ جواہر (حصّۂ سوم)
۵۱	عشقِ حقیقی ☆
۵۲	عشقِ سماوی
۵۳	عطر افشان
۵۴	علم کی سیڑھی
۵۵	علم کے موتی
۵۶	علمی بہار (درسِ مکرّر)
۵۷	علمی خزانہ (حصّۂ اوّل)
۵۸	علمی خزانہ (حصّۂ دوم)
۵۹	علمی خزانہ (حصّۂ سوم)
۶۰	علمی خزانہ (حصّۂ چہارم)
۶۱	علمی خزانہ (حصّۂ پنجم)
۶۲	عملی تصوّف اور روحانی سائنس
۶۳	قانونِ کُلّ
۶۴	قائم شناسی (حصّۂ اوّل) ☆
۶۵	قائم شناسی (حصّۂ دوم) ☆
۶۶	قائم شناسی (حصّۂ سوم) ☆

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science knowledge for a united humanity

نمبر شمار	کتاب
۶۷	قرآن اور روحانیت
۶۸	قرآن اور نورِ امامت
۶۹	قرآنِ پاک اسمِ اعظم میں
۷۰	قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت (حصّۂ اوّل)
۷۱	قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت (حصّۂ دوم)
۷۲	قرآنی سائنس (حصّۂ اوّل)
۷۳	قرآنی سائنس (حصّۂ دوم)
۷۴	قرآنی سائنس (حصّۂ سوم)
۷۵	قرآنی سائنس (حصّۂ چہارم)
۷۶	قرآنی علم و حکمت کے جواہر☆
۷۷	قرآنی مینار
۷۸	قرۃُ العین
۷۹	قوانینِ قرآن
۸۰	کارنامۂ زرّین (حصّۂ اوّل)
۸۱	کارنامۂ زرّین (حصّۂ دوم)
۸۲	کارنامۂ زرّین (حصّۂ سوم)
۸۳	کارنامۂ زرّین (حصّۂ چہارم)☆
۸۴	کتابُ العلاج (قرآنی علاج)
۸۵	کتابُ العلاج (علمی علاج)
۸۶	کتابُ العلاج (روحانی علاج)
۸۷	کُنوز الاَسرار
۸۸	کوزۂ کوثر
۸۹	گلہائے بہشت
۹۰	گنجِ گرانمایہ
۹۱	لُبِّ لُباب
۹۲	لعل و گوہر
۹۳	مطالعۂ روحانیت و خواب
۹۴	معراجِ روح
۹۵	معرفت کے موتی (حصّۂ اوّل)
۹۶	معرفت کے موتی (حصّۂ دوم)
۹۷	مفتاح الحکمت
۹۸	مفید انٹرویو
۹۹	مناجاتِ علمی
۱۰۰	منصوبۂ کارنامہ
۱۰۱	میزان الحقائق
۱۰۲	میوۂ بہشت
۱۰۳	نقوشِ حکمت
۱۰۴	ولایت نامہ

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبرشمار	کتاب
۱۰۵	ہزار حکمت (تاویلی انسائیکلوپیڈیا)
۱۰۶	ہشت بہشت ☆
۱۰۷	ہفت دریائے نورانیت ☆
۱۰۸	یا علیؑ مدد

بُروشسکی تصانیف

نمبرشمار	کتاب
۱۰۹	اَسقُرکے لبیؔ
۱۱۰	اِناۓ بُروشسکیؔ
۱۱۱	بُروشسکیؔ اُردو ڈکشنری ☆
۱۱۲	بُروشسکیؔ بُرجونِک
۱۱۳	بُروشسکی جواہر پارے
۱۱۴	بُروشو بِرکِس
۱۱۵	بہشتے اَسقُرک
۱۱۶	دیئِکَرن
۱۱۷	دیوانِ نصیری
۱۱۸	سوینےؔ برک
۱۱۹	شِموٰل بوق
۱۲۰	منظوماتِ نصیری
۱۲۱	نغمۂ اسرافیلی

فارسی تصانیف

نمبرشمار	کتاب
۱۲۲	آئینۂ جمال
۱۲۳	جواہرِ معارف

تراجم

نمبرشمار	کتاب
۱۲۴	پیر پندیاتِ جوانمردی
۱۲۵	تجہیز و تکفین
۱۲۶	شرافت نامہ
۱۲۷	فصولِ پاک
۱۲۸	کتابُ الولایہ
۱۲۹	گُلدستہ ای از گلزارِ مولویٔ معنوی
۱۳۰	گُلشنِ خودی
۱۳۱	مطلوب المومنین
۱۳۲	نورِ ایقان
۱۳۳	نورِ عرفان
۱۳۴	وجہِ دین (حصّۂ اوّل)
۱۳۵	وجہِ دین (حصّۂ دوم)
۱۳۶	وجہِ دین منتخب

☆ غیر مطبوعہ

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science knowledge for a united humanity

Table of Contents

www.monoreality.org

ISBN 190344046-7
9 781903 440469